سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

فتوح البلدان

تالیف

احمد بن یحییٰ بن جابر الشہیر بالبلاذری
(المتوفی سنہ ۲۷۹ھ)

جزو دوم

ترجمہ

مولوی سید ابوالخیر صاحب مودودی
رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۵۹ھ م ۱۳۵۰ف م ۱۹۴۰ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

فتوح البلدان جزو دوم

حصۂ نہم: سجستان ــــــ فتوح سند صفحات ۱۱۳ تا ۳۰۴

حصۂ دہم: تعلیقات صفحات ۲۰۷ تا ۲۵۶

ضمیمۂ فہارس از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۱۲

حصہ ہفتم

فتح آذربیجان ـــــ الاساورہ

فتح اذربیجان

ہم سے الحسین بن عمر الاردبیلی نے کہا، اور ان سے واقد الاردبیلی نے بڑے بوڑھوں کے حوالے سے بیان کیا کہ :—
المغیرہ بن شعبہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے الکوفہ کے والی ہو کے آئے۔ ان کے ساتھ حذیفہ بن الیمان کے نام اذربیجان کی ولایت کا پروانہ تھا۔ المغیرہ نے وہ پروانہ حذیفہ کے پاس بھیجدیا۔ حذیفہ اس وقت نہاوند میں یا اس کے قریب تھے۔ حذیفہ وہاں سے چل کے اردبیل آئے، یہ اذربیجان کا مستقر حکومت تھا۔ مرزبان یہیں رہتا تھا، اور اسی کے لیے یہاں خراج کی آمدنی وصول کی جاتی تھی۔ مرزبان نے ان سے جنگ کرنے کے لیے باجَروان، میمَذ، النَّریز، سراۃ، الشیز، اور المیانج وغیرہ ۳۲۶ کے باشندوں میں سے سپاہی جمع کیے، چند روز مسلمانوں سے شدید جنگ کی پھر تمام اہل اَذرَبیجان کی طرف سے آٹھ (اوقیہ) وزن کے آٹھ لاکھ درہم پر اِس شرط سے صلح کرلی کہ ان میں سے کسی کو قتل نہ کیا جائے، سبی نہ بنایا جائے، ان کا کوئی آتشکدہ

منہدم نہ کیا جائے، اور بلاسجان وسبلان و ساترودان کے کردوں کے مقابلے میں انھیں غیر محفوظ نہ چھوڑا جائے؛ اور خاصتہ اہل الشیز کو ان کی عیدوں میں زفن (: رقص) سے اور (اس موقع پر) جو اعمال وہ کرتے ہیں ان سے نہ روکا جائے۔

حذیفہ نے اس کے بعد موقان وجیلان پر حملہ کیا، اچانک ٹوٹ پڑے، اور ان سے خراج پر صلح کر لی۔

کہتے ہیں: پھر (حضرت) عمر نے حذیفہ کو معزول کر دیا، اور عتبہ بن فرقد السلمی کو آذربیجان کا والی مقرر کیا۔ وہ الموصل سے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شہرزور سے، اس رستے جو ان دنوں 'معاویتہ الاودی' کے نام سے معروف ہے، یہاں آئے اور آزدبیل میں داخل ہوئے۔ اہل آذربیجان کو برسر عہد اور نواح و مضافات کو برسر نقض پایا، حملہ کیا، کامیاب ہوئے، اور غنیمت لی۔ عتبہ کے ساتھ عمرو بن عتبتہ الزاہد بھی تھے۔

الواقدی اپنی اسناد سے روایت کرتا ہے کہ المغیرہ بن شعبہ نے الکوفہ سے سنۂ ۲۲ میں دھاوا کیا، وہاں پہنچے، بزور فتح کیا اور آذربیجان پر خراج مقرر کیا۔

ابو مخنف کے حوالے سے ابن الکلبی راوی ہے کہ المغیرہ نے آذربیجان پر سنۂ ۲۰ میں حملہ کیا اور فتح کیا۔ پھر انھوں نے نافرمانی کی۔ الاشعث بن قیس الکندی نے ان پر حملہ کر کے حصن باجروان فتح کیا، اور انھوں نے الاشعث سے ویسی ہی صلح کر لی جیسی صلح المغیرہ سے کی تھی، جو آجتک قایم ہے۔

ابو مخنف لوط بن یحیٰی کہا کرتا تھا کہ (حضرت) عمر نے آذربیجان کا والی سعد کو مقرر کیا، پھر عمار کو، پھر المغیرہ کو، اور دوبارہ پھر سعد کو۔ جس سال (حضرت) عمر نے وفات پائی، تمام امراء بلاد کو مدینۂ مبارکہ آنے کو لکھا تھا، اسی وجہ سے سعد شوریٰ میں شریک ہوئے۔ (حضرت) عمر نے وصیت کی کہ جو خلافہ پر قائم ہو وہ سعد کو ان کی حکومت پر واپس کرے۔ ابو مخنف کے سوا دوسروں نے کہا ہے کہ (حضرت) عمر کی وفات

کے وقت الکوفہ پر ان کی جانب سے المغیرہ والی تھے۔ اپنے جانشین کو وصیت کی کہ سعد کو الکوفہ کا اور ابوموسیٰ کو البصرہ کا والی کیا جائے۔ چنانچہ (حضرت) عثمان نے دونوں کو والی کیا مگر بعد کو معزول کردیا۔ ۳۲۷

مجھ سے المدائنی نے بیان کیا، ان سے علی بن مجاہد نے، ان سے محمد بن اسحٰق نے، اور ان سے الزہری نے، کہ :—— اللہ نے جب مشرکوں کو نہاوند میں ہزیمت دی تو لوگوں نے اپنے اپنے شہروں کا رُخ کیا، صرف اہل الکوفہ، حذیفہ کے ساتھ تھے پھر اذربیجان پر حملہ کیا اور ایک لاکھ[1] (درہم) پر صلح کرلی۔

مجھ سے المدائنی نے کہا، ان سے علی بن مجاہد نے، ان سے عاصم الاحول نے، اور ان سے ابوعثمان النہدی نے، کہ :—— (حضرت) عمر نے حذیفہ کو اذربیجان سے معزول کر کے عتبہ بن فرقد السلمی کو عامل کیا۔ عتبہ نے کپڑوں میں باندھ کے مٹھائی بھیجی، جب وہ مٹھائی ان کے سامنے لائی گئی، پوچھا: درہم ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں"۔ پوچھا: پھر یہ کیا ہے؟" کہا: سوغات ہے جو (عتبہ نے) تمھارے لیے بھیجی ہے۔ جب کھول کے دیکھا، کہا: اس کے پاس واپس کرو" اور عتبہ کو لکھا: اے ام عتبہ کے بیٹے! تو مٹھائیاں کھاتا ہے جو نہ تیری اپنی محنت کا پھل ہیں اور نہ تیرے باپ کی محنت کا" عتبہ نے کہا: میں ایک کام کو اذربیجان سے (حضرت) عمر کے پاس آیا، ان کے آگے اونٹ کے گوشت کے بوٹے رکھے تھے۔

مجھ سے المدائنی نے کہا، ان سے عبداللہ بن القاسم نے، اور ان سے فروہ بن لقیط نے، کہ :—— جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ خلیفہ ہوئے تو الولید بن عقبہ بن ابی مُعَیط کو اذربیجان پر عامل کیا اور عتبہ کو معزول کردیا۔ اہل اذربیجان نے نقض کیا، الولید نے سنہ ۲۵ میں ان پر حملہ کیا، عبداللہ بن شبل الاحمسی اس کے مقدمہ پر تھا۔ اس نے اہل موقان

[1] یہ غالباً نقل کی غلطی ہے۔ عبداللہ بن معاذ العبقری کی روایت میں، جو آگے آتی ہے، مال صلح کی مقدار آٹھ لاکھ (درہم) بیان ہوئی ہے۔

والببر والطیلسان پر تاخت کی غنیمت حاصل کی اور سبی بنایا۔ پھر اضلاع اذربیجان کے باشندوں نے صلح چاہی، اور اس نے ویسی ہی صلح کرلی جیسی صلح حذیفہ نے کی تھی

ابن الکلبی نے بیان کیا کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اذربیجان کا والی ساریۃ الخزاعی کو اور پھر الاشعث بن قیس الکندی کو مقرر کیا۔

مجھ سے عبداللہ بن معاذ العبقری نے کہا، ان سے ان کے والد نے کہا، ان سے سعد بن الحکم بن عتیبہ نے، اور ان سے زید بن وہب نے، کہ: ـــــ جب اللہ نے مشرکوں کو نہاوند میں ہزیمت دی تو اہل الحجاز نے اپنے حجاز کا اور اہل البصرہ نے اپنے بصرہ کا رستہ لیا۔ حذیفہ کے ساتھ اہل الکوفہ گئے وہ نہاوند میں ٹھیرے رہے، اذربیجان پر حملہ کیا، آٹھ لاکھ درہم پر انھوں نے صلح کرلی۔ عمر بن الخطاب رض نے انھیں لکھا: تم ایسے ملک میں ہو جہاں کی خوراک مردار اور لباس غیر طاہر ہے۔ تم وہاں کی کوئی چیز بغیر حلال کیے نہ کھانا، اور کوئی کپڑا بغیر پاک کیے نہ پہننا۔ اس سے ان کی مراد پوستین تھی۔ ٣٢٢

مجھ سے عباس بن ولید النرسی نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عاصم الاحول نے کہا، اور ان سے ابوعثمان النہدی نے، کہ: ـــــ عتبہ بن فرقد نے جب اذربیجان فتح کیا میں ان کے ساتھ تھا۔ عتبہ نے دو سفطین میں مٹھائی بھر کے ان کو چمڑے اور تمد سے منڈھا اور دونوں سفطیں اپنے غلام آزاد سحیم کے ہاتھ (حضرت) عمر کے پاس بھیجے۔ سحیم جب ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا: تو میرے پاس کیا لایا ہے؟ دینار ہیں یا درہم؟ کھولنے کا حکم دیا، مٹھائی چکھی، کہا: اچھا غذا ہے۔ کیا یہ چیز تمام مہاجرین نے سیر ہو کے کھائی ہے؟ اس نے کہا: نہیں؛ یہ صرف آپ کے لیے ہے۔ اس پر انھوں نے عتبہ کو لکھا: اللہ کے بندے عمر امیرالمومنین کی جانب سے عتبہ بن فرقد کو۔ امابعد یہ نہ تیری کوشش اور مشقت کا پھل ہے، نہ تیری ماں کی کوشش و مشقت کا اور نہ تیرے باپ کی کوشش و مشقت کا۔ ہم ایسی کوئی چیز نہیں کھاتے جو تمام

مسلمانوں کے گھروں میں کافی مقدار میں ہو۔"

مجھ سے الحسین بن عمرو اور احمد بن منصور الازدی نے کہا، اور ان سے اہل اذربیجان میں سے بڑے بوڑھوں نے، کہ:۔۔۔۔ الولید بن عقبہ، اذربیجان آیا۔ الاشعث بن قیس اس کے ساتھ تھا۔ الولید نے واپسی کے موقع پر الاشعث کو اذربیجان کا والی کیا۔ اہل اذربیجان نے نقض کیا۔ الاشعث نے الولید سے کمک چاہی۔ الولید نے اہل الکوفہ میں سے جیش عظیم سے اس کی مدد کی۔ الاشعث بن قیس نے چپے چپے پر ان کا تتبع کیا، اور ویسی ہی صلح پر فتح کیا جیسی صلح پر حذیفہ اور عتبہ بن فرقد نے فتح کیا تھا؛ وہاں عربوں میں سے اہل العطاء و اہل الدیوان کو آباد کیا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ پھر سعید بن العاصی والی ہوا۔ اس نے اہل اذربیجان پر حملہ کیا اور اہل موقان وجیلان پر چھاپے مارے۔ ناحیۂ ارم اور بلوان کرخ میں بہت سے ارمن اور اذربیجانی اس سے جنگ کرنے جمع ہوئے، سعید نے ان کی جانب جریر بن عبداللہ البجلی کو بھیجا، جریر نے ان کو ہزیمت دی اور ان کے سردار کو پکڑا کے قلعہ باجروان پر سولی دی۔ کہا گیا ہے کہ ان حملوں میں الشمّاخ بن ضرار الثعلبی اور بکیر بن شداد بن عامر، راکب اطلال[1]، سعید بن العاصی کے ساتھ تھے۔ الشمّاخ نے بکیر کی نسبت کہا ہے:

وَغُنِّيَتْ عَنْ خَيْلٍ بِمُوقَانَ أَسْلَمَتْ ۔۔۔ بُكَيْرَ بَنِي الشَّدَّاخِ فَارِسَ أَطْلَالِ

تو موقان کے اس لشکر سے بے نیاز ہوگیا جس نے قبیلۂ شداخ کے شہسوار بکیر کو، جو اطلال کا راکب تھا، دشمنوں کے سپرد کر دیا تھا۔

بکیر، بنی کنانہ سے تھا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں بکیر نے ایک یہودی کو یہ شعر کہتے سنا اور اس کو قتل کر دیا:

وَأَشْعَثَ غَرَّهُ الْإِسْلَامُ مِنِّي ۔۔۔ خَلَوْتُ بِعِرْسِهِ لَيْلَ التَّمَامِ

وہ کہ پھٹے حالوں میں تھا اور میرے اسلام نے اس کو دھوکے میں رکھا تھا اسی کی دلہن کے ساتھ چودھویں کی رات کو میں نے خلوت کی۔

---

[1] اطلال ایک مشہور گھوڑا ۔۔۔۔ ابن دُرَید، ص ۱۰۶

پھر (حضرت) علی ابن ابی طالب نے الاشعث کو اذربیجان کا والی کیا۔ وہ جب یہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اہل اذربیجان میں بہت سے اسلام لے آئے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں، عربوں میں سے اہل العطا و اہل الدیوان کی ایک جماعت اَرْدبیل میں آباد کی، اور ایک مسجد بنائی جسے بعد کو وسیع کیا گیا۔

حسین بن عمرو نے کہا مجھے واقد نے خبر دی، کہ :۔ جس زمانے میں عرب اذربیجان پر خیمہ زن تھے ان کے اہل و عیال مِصْرَین والشام سے اذربیجان کی طرف نکل کھڑے ہوئے، جس کو جہاں جگہ ملی آباد و متصرف ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے عجمیوں سے زمینیں خریدیں، اہل القریٰ نے اِن نو واردوں کی پناہ لی اور ان کے کاشت کار بن گئے۔

حسین نے کہا : وَرثان ایک پل تھا جیسے پل وَرشس اور ارشق کے ہیں، یہ دونوں پل بابک خرمی کے زمانے کی تعمیر ہیں۔ ورثان، مروان بن محمد بن مروان بن الحکم نے بنوایا، اس کی زمین لائق کاشت بنائی اور محفوظ و محصون کیا اور اس کو اپنی جائداد بنالیا، بنی امیہ کی جائدادیں جب ضبط ہوئیں تو یہ جائداد بھی ضبط ہوئی اور ام جعفر زُبیدہ بنت جعفر بن امیرالمومنین المنصور کو جاگیر میں دیدی گئی، اس کے کارپردازوں نے اس کی دیوار ڈھادی۔ پھر تھوڑے ہی دن بعد اس کی مرمت اور تجدید کی گئی۔ الورثانی اس کے موالی میں سے تھا۔

راوی نے کہا : بَرْزَند ایک قریہ تھا۔ الافشین حیدر بن کاوس نے، کہ ۳۳۰ امیرالمومنین المعتصم باللہ کی طرف سے اذربیجان، ارمینیہ و الجبل کا عامل تھا، کافر بابک سے محاربہ کے زمانے میں یہاں چھاونی چھائی اور اس کو قلعہ بند کیا۔

کہتے ہیں : المراغہ کا نام اقراہرو ذ تھا۔ مروان بن محمد نے، جو ارمینیہ و اذربیجان کا والی تھا، موقان وجیلان کی مہم سے واپسی پر اس کے قریب پڑاؤ کیا، یہاں بہت لید تھی، مروان کے جانور اور اس کے ساتھیوں کے جانور گھانس پر لوٹتے تھے، اسی وجہ سے لوگ کہنے لگے : ائتوا قریۃ المراغۃ (چلو جانوروں کے لوٹنے کی بستی میں چلیں) بعد کو لوگوں نے قریہ حذف کر دیا

کردیا اور المراغہ کہنے لگے۔ اہل مراغہ مروان کے پاس پناہ گیر ہوئے مروان نے اس کو بنوایا، اس کے عاملوں اور کارپردازوں نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، بزرگ واشت کے سبب یہاں لوگوں کی کثرت ہوگئی اور یہ آباد ہوگیا۔ بعد کو بنی امیہ کی دوسری جاگیروں کے ساتھ یہ علاقہ بھی ضبطی میں آیا اور امیرالمومنین الرشید کی بیٹیوں میں سے کسی کو دیدیا گیا۔ جب ابو جناء الازوی، اور صَدَقہ بن علی۔ازد کے غلام آزاد، نے بغاوت کی اور فساد برپا کیا، اور خزیمہ بن خازم بن خزیمہ الرشید کی خلافت میں ارمینیہ واذربیجان کا والی ہوا، تو اس نے فصیل بنوائی، قلعہ بند کیا، اس ناحیہ کا عاصمہ قرار دیا اور یہاں گھنی فوج اتاری۔ پھر جب بابک خرمی، البذیر غالب ہوا تو باشندوں نے اسی میں پناہ لی اور متحصن ہوئے۔ المامون کے زمانے میں اس کے متعدد عمال نے اس کی دیوار کی مرمت کی، جن میں احمد بن الجُنَید بن فرزندی اور علی بن ہشام (لائق ذکر) ہیں۔ پھر لوگ اس کے اطراف آباد ہوگئے اور اس کو محفوظ کرلیا۔

مرند چھوٹا سا قریہ تھا، حلبس ابوالبَعیث نے اس میں اتر کے اس کو محصون کیا۔ پھر اس کے بیٹے، محمد نے یہاں متعدد قصر بنوائے۔ امیرالمومنین المتوکل علی اللہ کی خلافت میں اس نے بغاوت کی۔ بُغاء الصغیر، مولیٰ امیرالمومنین نے اس سے جنگ کی، گرفتار کرکے سرمن رای لے گیا، مرند کی دیوار ڈھاوی، اور اس کا قصر مسمار کردیا۔

البَعیث، عتیب بن عمرو بن وہب بن اُفصیٰ بن دُعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ کی اور بقول بعض عتیب بن عوف بن سنان کی اولاد میں تھا؛ اور عتبیین کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

اَرمیَہ، پرانے وقتوں کا فصیل بند اور حاکم نشین شہر تھا۔ مجوس مدعی ۳۳۱ ہیں کہ ان کا پیشوا، زردُشت، یہیں کا تھا۔ اَزد کے غلام آزاد، صَدَقہ بن علی بن صدقہ بن دینار نے اس کے باشندوں سے جنگ کی، مغلوب کیا، اور شہر میں داخل ہوگیا، پھر یہاں اس نے اور اس کے بھائی بندوں نے

قصر بنوائے۔

تبریز میں الرّوّاد الازدی فروکش ہوا، پھر الوجناء بن الرّوّاد اور اس کے بھائیوں نے مکانات بنائے، گرداگرد دیوار بنوائی اور اس کو محفوظ کیا۔ اس کے بعد لوگ یہاں اس کے ساتھ آباد ہوگئے۔

المیانج و خلیاثا، ہمدانیوں کی بستیاں تھیں۔ عبداللہ بن جعفر الہمدانی نے المیانج میں اپنا ایک محلہ آباد کیا، سلطان نے یہاں ایک منبر بھیجدیا۔

ضلع برزہ بنی اود کا ہے؛ اس کا بڑا حصہ انھی میں سے ایک کا تھا، لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے، اس نے قلعہ بنایا، اور الاودی سے ناخوش ہوکے اس کے علی الرغم یہاں منبر قائم کیا۔

ئرییز ایک قریہ تھا جس میں اگلے وقتوں کا، ویران و بوسیدہ، ایک قصر تھا۔ مُرّ بن عمرو الموصلی الطائی اس میں فروکش ہوا، منازل و مساکن بنوائے اور ان میں اپنی اولاد کو آباد کیا۔ پھر لوگوں نے قصر بنائے اور اس کو اچھا خاصا شہر بنا دیا، سوق جابروان انھی نے بنایا جو بعد کو وسیع کیا گیا، سلطان نے اس کو اذربیجان کی عملداری سے جدا کر کے ان کے تفویض کر دیا اور وہ عال اذربیجان سے الگ مستقلاً اس کا انتظام کرنے لگے۔

سراۃ میں، قبیلہ کِندہ کی ایک جماعت آباد تھی۔ مجھ سے ان میں سے ایک نے بیان کیا کہ ہم ان لوگوں کی اولاد ہیں جو الاشعث بن قیس الکندی کے ساتھ تھے۔

فتح الموصل

کہتے ہیں: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد السُّلمی کو سنہ ۲۰ میں الموصل کا والی کیا، اہل نینوی نے عتبہ سے جنگ کی، عتبہ نے شرقی جانب کا قلعہ[1] بزور فتح کر کے دجلہ عبور کیا۔ یہ دیکھکر دوسرے قلعے کے باشندوں نے صلح کرلی کہ جزیہ دیں گے، اور ان میں جو لوگ جلا وطن ہونا چاہیں انھیں جلاء وطنی کی رخصت ہوگی۔

عتبہ نے الموصل میں بہت سے دیر پائے، سب نے جزیہ پر صلح کرلی۔

اس کے بعد عتبہ نے المرج اور اس کے قریوں پر قبضہ کیا، باہذری وباعذری وحبتون والحیانہ والمعلہ و دامیر کی زمینیں اور کردوں کے تمام معاقل فتح کیے۔ پھر حزہ کے علاقے میں بانعاثا پہنچے اور اس کو فتح کیا۔

۳۳۲

صالح بن عبادۃ الہمدانی، کہ الموصل کی رابطہ کا افسر تھا، تل الشہارجہ اور السلق پہنچا، یہی سلق آج کل "بنی الحرین" کہلاتا ہے۔

اس طرح الموصل کا پورا علاقہ فتح ہوگیا اور مسلمان اس پر غالب ہو گئے۔

مجھ سے معافی بن طاؤس نے مشائخ اہل الموصل کے حوالے سے بیان کیا کہ: —— ارمیہ بسلسلۂ فتوح الموصل، عتبہ بن فرقد نے فتح کیا۔ اس کا خراج ایک زمانے تک الموصل کے بیت المال میں جاتا رہا۔ اور یہی معاملہ الحور، خُوئی اور سلماس کا بھی ہے۔ معافی کہتا ہے میں نے انھی مشائخ سے سنا کہ عتبہ نے

---

[1] الموصل میں دو قلعے تھے، ایک جانب شرقی دوسرا جانب غربی۔ عرب ان قلعوں کو حصنین کہتے تھے —— ابن اثیر، ج ۲، ص ۴۰۸، طبع بریل۔

اس کو اس زمانے میں فتح کیا جب وہ اذربیجان کے والی تھے۔ واللہ اعلم۔

مجھ سے العباس بن ہشام الکلبی نے بیان کیا، ہشام سے اس کے باپ نے، اور اس سے اس کے دادا نے، کہ:۔۔۔ ہرثمہ بن عرفجۃ البارقی پہلا شخص تھا جس نے الموصل کی تخطیط کی، عربوں کو بسایا اور اس میں شہر کی شان پیدا کی۔

مجھ سے ابو موسیٰ الہروی نے بیان کیا، اس سے ابو الفضل الانصاری نے، اور اس سے ابو المجاہد الضبّی نے، کہ:۔۔۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو الموصل سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ ہرثمہ بن عرفجۃ البارقی کو والی مقرر کیا۔ یہاں ایک قلعہ اور نصاریٰ کے چند کلیسا تھے جن کے پاس ان کی چند عمارتیں تھیں اور ایک محلہ یہود کا تھا۔ ہرثمہ نے اس کو آباد کیا، شہر کی شان پیدا کی اور اس کو ناحیہ کا مرکز بنایا۔ عربوں کو ان کی منازل میں اتارا، ان کے لیے زمین کی پیمائش کی، ہر قبیلے کو ایک قطعہ دیا، اور مسجد جامع بنائی۔

مجھ سے معافی بن طاؤس نے کہا: الموصل میں ابن تلید نے پتھر کا فرش کیا، ابن تلید، محمد بن مروان بن الحکم کی شُرطہ کا افسر تھا، اور محمد ابن مروان الموصل و الجزیرہ و ارمینیہ و اذربیجان کا والی تھا۔

الواقدی کہتا ہے: عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے سعید بن عبدالملک ابن مروان کو الموصل کا، اور اپنے بھائی محمد کو الجزیرہ و ارمینیہ کا والی کیا۔ سعید نے ایک نہر، کہ نہر سعید کہلاتی ہے اور الموصل کی شہر پناہ بنوائی، الرشید جب یہاں سے گزرا تو شہر پناہ منہدم کرا دی؛ یہ اس نے اس لیے کیا کہ اہل الموصل نے بغاوت کی تھی۔ سعید نے یہاں پتھر کا فرش بھی کیا تھا۔

مجھ سے اہل بانغیش میں سے کسی کے حوالے سے بیان کیا گیا کہ مسلمانوں نے زران کے باشندوں کی غفلت سے فائدہ اٹھایا۔ جب وہ اپنی عید میں مشغول اور نہتے تھے ان کے سروں پر جا پہنچے ان کے اور قلعے کے درمیان حائل ہو گئے اور اس کو فتح کر لیا۔ زران، دامیر سے متصل ہے۔ ۳۳۲

کہتے ہیں: ہرثمہ نے الموصل کی تخطیط کی اور عربوں کو اس میں آباد

گیا، پھر الحدیثہ آیا، یہ اگلے وقتوں کا قریہ تھا، یہاں نصاریٰ کے دو کلیسا اور کچھ عمارتیں تھیں۔ ہَرثمہ نے اس کو شہر بنا دیا، یہاں عربوں میں سے ایک قوم کو آباد کیا، اور اس کا نام الحدیثہ رکھا کہ یہ الموصل کے بعد تعمیر کیا گیا تھا، اور اس کے قریب ایک قلعہ بنایا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہرثمہ پہلے الحَدیثہ کے مقام پر اترا، الموصل کی تعمیر سے قبل اس کو آباد کیا، شہر کی شان پیدا کی، اور عربوں کی منازل کے لیے زمین کی پیمائش کر کے قطعات کیئے۔ الحدیثہ اس کا نام اسوقت رکھا گیا جب الحجاج بن یوسف کے زمانے میں ابن الرُّفیل الانبار کا حاکم ہوا، اس نے اہل الانبار پر سختیاں کیں جس کی وجہ سے اہل الانبار نکل کھڑے ہوئے، ان میں ایک جماعت حدیثۃ الانبار کی رہنے والی تھی، ان لوگوں نے یہاں ایک مسجد بنائی اور اپنی اس بستی کا نام الحدیثہ رکھا۔

کہتے ہیں: عتبہ بن فَرقَد نے الطَیرہان و تکرِیت فتح کیے، حصن تکریت کے باشندوں کی جانوں اور ان کے اموال کو امان دی۔ اس کے بعد وہ کورۂ باجرمی پہنچا، پھر شہرزور گیا۔

مجھ سے اہلِ تکریت میں سے ایک شیخ نے بیان کیا کہ: — اہل تکریت کے پاس امان نامہ تھا اور اس میں ان کے لیے شرط تھی۔ الجرشی نے جب الموصل کے قریوں: ترسا باذ او رباعلَہ اور اس کے مضافات کو تباہ کیا تو اس نوشتہ کو چاک کر دیا۔

الہیثم بن عَدِی مدعی ہے کہ عیاض بن غنم بَلَدْ فتح کر کے الموصل آئے اور اس کے قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح کیا۔ واللہ اعلم

شَہَرزُور، صامغَان، دَراباذ

مجھ سے اسحٰق بن سلیمان الشہرزوری نے بیان کیا، اس نے کہا مجھ سے
میرے والد نے بیان کیا، اس سے محمد بن مروان نے، اس سے الکلبی نے،
اور اس سے ایک شخص نے کہ آلِ عَزرۃ البجلی سے تھا، کہا کہ:—— عَزرہ
ابن قیس نے شہَرزُور فتح کرنے کا ارادہ کیا مگر قادر نہ ہو سکے، وہ (حضرت) عمر کی
خلافت میں حُلوان کے والی تھے، پھر عُتبہ بن فرقد نے حملہ کیا اور جنگ کے بعد
ویسی ہی شرط پر فتح کرلیا جیسی شرط پر حلوان فتح کیا تھا۔ یہاں کے بچھوؤں
نے مسلمانوں میں جسے کاٹا مر گیا۔

۳۳۴

مجھ سے اسحٰق نے کہا، اس سے اس کے باپ سلیمان نے، اور
اس سے اس کے مشایخ نے کہ:—— اہلِ صامغان و دراباذ نے عتبہ سے
جزیہ اور خراج پر اس شرط سے صلح کی کہ انھیں قتل نہ کیا جائے، لونڈی غلام
نہ بنایا جائے، اور انھیں ان کے مذہب و مسلک سے نہ روکا جائے۔

مجھ سے ابو رجاء الحلوانی نے کہا، اس سے اس کے والد نے، اور
اس سے شہرزور کے مشایخ نے کہ:—— شہَرزُور، صامغان اور دَراباذ
ان مقامات میں سے ہیں جو عتبہ بن فرقد السُّلمی نے فتح کیے۔ عتبہ نے
کردوں سے جنگ کی، ان میں سے ایک گروہ کو قتل کیا، اور (حضرت) عمر کو
لکھا کہ "میں اپنی فتوح کے سلسلے میں آذربیجان تک پہنچ گیا ہوں۔" (حضرت)
عمر نے انھیں آذربیجان کا والی کردیا اور ہرثمہ بن عَرفجہ کو الموصل پر مقرر کیا۔
کہتے ہیں: شہرزور اور اس کے علاقے اور توابع ہمیشہ الموصل ہی میں
شامل رہے، حتیٰ کہ ہارون الرشید کے آخر عہد خلافت میں اس کو الموصل سے

جدا کر دیا گیا؛ اور شہرزور وصامغان و دراباذ کا ایک مستقل والی مقرر ہوا۔ الموصل کے
ہر ضلع کا جو عامل ہوتا اس کا مشاہرہ دوسو درہم ہوا کرتا۔ الرشید نے ان
ضلعوں کے لیے چھ چھ سو درہم کی شرح مقرر کی۔

جُرجان و طَبَرستان اور ان کی نواح

کہتے ہیں: عثمان بن عفان رحمہ اللہ نے سعید بن العاصی بن سعید بن العاصی بن امیہ کو سنہ ۲۹ میں الکوفہ کا والی کیا۔ مَرزبانِ طوس نے سعید کو، اور البصرہ کے والی عبداللہ بن عامر بن کُریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو خراسان آنے کی دعوت دی اور لکھا کہ دونوں میں سے جو پہلے پہنچے گا میں خراسان کی حکومت اسی کے سپرد کردوں گا۔" دونوں نے اسی قصد سے کوچ کیا، ابن عامر پہلے پہنچ گئے، اس لیے سعید نے طبرستان پر حملہ کیا۔ کہا گیا ہے کہ اس حملے میں حسن و حسین فرزندان علی ابن ابی طالب علیہم السّلام سعید کے ساتھ تھے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ سعید نے، بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی تحریر آئی ہو، طبرستان پر حملہ کیا اور الکوفہ سے سیدھے طبرستان گئے۔ واللہ اعلم۔

سعید نے طَمیسہ و نامنہ نام قریہ فتح کیے۔ شاہ جرجان سے دو لاکھ درہم پر، اور بعض نے کہا ہے کہ پورے وزن کے تین لاکھ درہم بعلیہ پر صلح کی اور یہ مال حملہ آوروں پر تقسیم کردیا۔ اس کے بعد طبرستان کے میدانی علاقے: الرُّویان و دنباوند فتح کیے ؛ کوہستانیوں نے جو یہ دیکھا (بغیر جنگ) اموال پیش کردیئے۔

مسلمان طبرستان اور اس کی نواح پر حملے کرتے، طبرستان والے کبھی برضا و رغبت[۵۱] خراج پیش کرتے، کبھی جنگ کرتے اور مقہوری و مغلوبی کے بعد

---

۵۱ طبری: بغیر مدافعت و مقاومت ـــ ج ۲، ص ۱۳۲۲

خراج گزار ہوتے۔

معاویہ بن ابی سفیان نے مَصقَلہ بن ہُبَیرہ بن شِبل کو، جو بنی ثعلبہ بن شیبان بن ثعلبہ بن عُکابہ سے تھا، طبرستان کا والی کیا۔ اس زمانے میں تمام اہل طبرستان برسرِ پیکار تھے۔ معاویہ نے دس ہزار اور بقول بعض بیس ہزار جنگ آزما مصقلہ کے ساتھ کیے۔ دشمن نے مصقلہ کو جُل دیا، اپنی ہیبت زدگی ظاہر کر کے پسپا ہوتا چلا گیا، جب وہ ملک میں داخل ہو گیا اور پوری طرح قابو میں آگیا تو انھوں نے تنگ پہاڑی دروں میں اسپر نرغہ کیا اور پہاڑوں پر سے سنگ باری کی، مصقلہ کا سارا لشکر ہلاک ہو گیا اور اس کی ہلاکت لوگوں میں ضرب المثل ہو گئی، کہتے ہیں: حتیٰ یرجع مصقلۃ من طبرستان (حتیٰ کہ مصقلہ طبرستان سے پلٹے)

پھر عبیداللہ بن زیاد بن ابی سفیان نے محمد بن الاشعث بن قیس الکندی کو طبرستان کا والی کیا۔ اہل ملک نے صلح کر لی، عہد و پیمان ہوا، وہ ان کے اظہار فرمانبری پر مطمئن ہو کے، اندرونِ ملک داخل ہو گیا، انھوں نے دغا کی، تنگ دروں میں لے گئے، اسپر نرغہ کیا، اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے اس کی تکا بوٹی کر ڈالی۔ محمد بن الاشعث بھاگ نکلا، اس وقت سے مسلمانوں نے یہ روش اختیار کی کہ سرحد پر تو حملہ کرتے مگر اندرونِ ملک دور تک نہ جاتے۔

مجھ سے العباس بن ہشام الکلبی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو مخنف اور دوسروں نے، کہ: —— سلیمان بن عبدالملک بن مروان والی امر ہوا تو اس نے یزید بن المہلّب بن ابی صُفرہ کو العراق کا والی کیا۔ یزید نے قتیبہ بن مُسلم کی سرکشی، اور سلیمان بن عبدالملک کے خلاف اس کی بغاوت، اور وکیع بن ابی سُود التمیمی کے قتیبہ کو قتل کر دینے کے بعد سے خراسان میں جو اضطراب و انتشار پیدا ہو گیا تھا اس کی وجہ سے خراسان کی طرف کوچ کیا۔ رستے میں صول الترکی نے مشورہ دیا کہ وہ سلیمان سے جرجان پر لشکر کشی کی اجازت طلب کرے۔ اس نے سلیمان کو لکھا سلیمان نے اجازت دیدی۔ یزید نے جیلان و ساریہ پر حملہ کیا، اور دہستان

پہنچ کے صول کا محاصرہ کرلیا۔ یزید کے ساتھ اہل مصر بن و اہل الشام و اہل خراسان کا گھنا لشکر تھا۔ اہل دہستان کا طریق جنگ یہ تھا کہ نکلتے اور جنگ کرتے، یزید نے انھیں تنگ پکڑا اور رسد بند کردی، آخر صول نے صلح کا پیغام بھیجا، اور درخواست کی کہ اس کو اس کے خاندان کو اور اس کے اموال کو امان دی جائے، وہ شہر اور اہل شہر تو اور شہر میں جو کچھ ہے اس سب کو حوالے کردے گا، یزید نے درخواست قبول کی صلح کرلی، شرائط صلح وفا کیں اور اپنی جانب سے عامل مقرر کرکے واپس ہوگیا۔ یزید نے اس جنگ میں ۱۴ ہزار ترک قتل کیے۔

ابوعبیدہ بن المثنی کا بیان ہے کہ صول اس جنگ میں مارا گیا۔ لیکن پہلی خبر زیادہ صحیح ہے۔

ہشام بن الکلبی کہتا ہے: یزید کے جرجان پہنچتے ہی اہل جرجان اس کے پاس خراج کا وہ مال لے کے آئے جس پر انھوں نے سعید بن العاصی سے صلح کی تھی۔ یزید نے ان سے مال لے لیا اور تعرض نہ کیا۔ بعد کو اہل جرجان نے عہد توڑ دیا اور غدر کیا۔ یزید نے جہم بن زحر الجعفی کو بھیجا، اس نے جرجان فتح کیا۔

ہشام کہتا ہے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جہم پہلے مرو کی طرف گیا اور سردیوں کا زمانہ گزار کے اہل الشام و الجزیرہ وخراسان ومصرین میں سے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جرجان پر حملہ آور ہوا۔

مجھ سے علی بن محمد المدائنی نے کہا: —— یزید بن المہلب نے سردیوں کا زمانہ خراسان میں گزارا، پھر جرجان پر حملہ کیا۔ یہ شہر خشتی دیوار سے محصور تھا جو ترکوں سے محفوظ رہنے کے لیے بنائی تھی، اس کا ایک کنارا لب دریا تھا۔ پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ ترک اس شہر پر غالب آگئے، انھوں نے اپنے فرمانروا کا نام صول رکھا۔ یزید کو ان حالات کی خبر ہوئی، اس نے کہا: قتیبہ کا برا ہو، یہ وسط عرب میں ہیں ان کو تو چھوڑ دیا اور چین پر حملہ کرنا چاہا —— یا یہ کہا کہ چین پر حملہ کیا[1]

[1] حملے کی تفصیل طبری میں ہے۔ ج ۲، ص ۱۳۲۸، ۱۳۲۹

یزید نے خراسان میں اپنے بیٹے مخلد کو قائم مقام کیا، جرجان پہنچنے پر یزید نے صول کو البحیرہ میں فروکش پایا، چھ مہینے اس کو گھیرے رہا، متعدد لڑائیاں لڑیں، ناچار اس نے صلح کی درخواست کی، شرط یہ تھی کہ اس کی جان و مال اور اس کے خاندان کے تین سو افراد کو امان دی جائے، وہ البحیرہ کو مع ان تمام چیزوں کے جو اس میں ہیں لشکر اسلام کے سپرد کردے گا؛ آخر صلح کرلی۔

پھر طبرستان کو چلا، عبداللہ بن مَعمر الیشکری کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ دہستان والبیاسان میں اپنا عامل مقرر کر کے چھوڑا، اور اپنے بیٹے خالد اور اپنے بھائی ابوعیینہ کو سپہبدؔ[1] کے مقابلے پر روانہ کیا، اس نے دونوں کو شکست دی یہاں تک کہ یہ لوگ یزید کے لشکر سے جا ملے۔ سپہبد نے المرزبان اور بقول بعض المروزبان کو لکھا کہ ہم نے یزید کے ساتھیوں کو قتل ۳۲۷ کر ڈالا ہے اب تو ان عربوں کو قتل کر جو تیرے سامنے ہیں۔ مرزبان نے عبداللہ بن معمر الیشکری اور اس کے ساتھیوں کو اس حال میں قتل کیا کہ وہ اپنے گھروں میں بے خبر پڑے تھے۔ یزید کو یہ خبر ملی تو مَصقلہ کے غلام آزاد حَیّان کو، کہ دیلم کی غنیمت میں ہاتھ آیا تھا، اس مہم پر مامور کیا۔ حَیّان نے سپہبد سے کہا: میں تیرا اور تیری ہی طرف کا ہوں، دین نے اگر ہمارے درمیان جدائی ڈال دی تو کیا ہوا؟ میری ہمدردی تمہارے ہی ساتھ ہے۔ مجھے ہرگز خوشی نہ ہوگی اگر امیرالمومنین کی جانب سے اور عساکر خراسان سے تمہارے مقابلے پر ایسا گھنا لشکر آئے جو اس سے قبل نہ آیا تھا اور جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو۔ میں نے یزید کو تمہارے مقابلے میں ٹٹولا اور صلح پر اس کو آمادہ پایا۔" حیان نے جُل دے کے صلح کی قرارداد کی، یزید نے سات لاکھ درہم اور چار سو بار خر زعفران پر صلح کرلی، سپہبد نے کہا: دس درہم کا وزن چھ مثقال ہوگا۔" حیاں نے کہا: نہیں، سات مثقال"۔ اس نے انکار کیا، حیان نے کہا: خیر، دونوں

---

[1] ملوک طبرستان کا خطاب۔

دونوں کے درمیان جو فرق ہوگا، اسے میں پورا کروں گا۔" حیان، موالی کے معزز سرداروں میں سے تھا، ابو معمر اس کی کنیت تھی۔

المدائنی کہتا ہے: یزید اہل جرجان کے غدر و بد عہدی کی خبر پاکے ان کی جانب روانہ ہوا، یہ اس کا دوسرا حملہ تھا، لشکر کشی کی خبر سنتے ہی المرزبان دجاۃ چلا گیا اور متحصن ہوگیا۔ قلعے کے گرد گھنا جنگل تھا اور اس میں پانی تھا۔ یزید سات مہینے چھاؤنی چھائے رہا، کئی بار مقابلہ ہوا مگر فیصلہ کن جنگ نہ ہوسکی۔ آخر یزید نے شہر پر منجنیق لگائی، ایک شخص نے مسلمانوں کو قلعے کا رستہ بتایا، اور کہا کہ چمڑے کی نرد بانوں کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔" یزید نے جہم بن زحرالجعفی سے کہا: تو زندگی سے محروم کیا جاسکتا ہے لیکن موت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔" اور لشکر کو حکم دیا کہ لکڑیوں کے انبار میں آگ لگادی جائے۔[۲] جب لکڑیوں میں آگ لگائی گئی تو اہل قلعہ گھبرائے، ان میں سے ایک جماعت شہر سے نکلی مگر پھر واپس چلی گئی۔ جہم قلعے پر چڑھ دوڑا، دربانوں سے جنگ ہوئی، جہم نے انھیں مار ہٹایا، قلعہ کا دروازہ کھولدیا، مسلمان شہر میں داخل ہوگئے۔ دشمن کو اس کی خبر اس وقت ہوئی جب تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اہل قلعہ یزید کے حکم پر اتر آئے۔ جہم نے انھیں وادی جُرجان میں لے جاکے تہ تیغ کیا حتیٰ کہ وادی میں خون بہ نکلا۔ اس کے بعد اسی نے شہر جُرجان تعمیر کیا۔

یزید نے اس مہم سے فارغ ہوکے خراسان کی طرف کوچ کیا، یہاں اس کے پاس ہدیے آئے۔ اپنے بیٹے مخلّد کو خراسان پر والی کیا۔

---

[۱] طبری نے اس پر یہ فقرہ اضافہ کیا: یزید نے کہا: خبردار، ایسا نہ ہو کہ میں تجھے بھاگ کر واپس آتا دیکھوں"۔۔۔ ج ۲، ص ۱۳۲۳۔

[۲] طبری نے تصریح کی ہے کہ یزید نے اپنے لشکر کو لکڑیوں میں آگ لگانے کا حکم دیا جو قلعے کے گرداگرد جمع تھیں ۔۔۔ ج ۲، ص ۱۳۳۲۔

اور سلیمان بن عبدالملک کے پاس آگیا۔ اس نے سلیمان کو لکھا تھا کہ میرے پاس دو کروڑ پچاس لاکھ درہم ہیں"۔ یہ رقعہ عُمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ آیا، انھوں نے مواخذہ کیا اور اس کو قید کردیا۔

۳۳۸ مجھ سے العباس بن ہشام الکلبی نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا، اور اس سے ابومخنف یا عوانہ بن حکم نے، کہ: —— یزید طَبرستان گیا، سپہبد نے اس سے مقابلہ کے لیے دیالمہ سے مدد چاہی، انھوں نے مدد کی، اس نے یزید سے جنگ کی، پھر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ وہ چالیس لاکھ درہم نقد ادا کرے گا اور سالانہ سات لاکھ درہم طلائی پیش کیا کرے گا۔ اس کے سوا اس پر چار سو بار خر زعفران مقرر کی اور لازم کیا کہ وہ چار سو آدمی دے جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک ڈھال، ایک طیلسان، ایک چاندی کا پیالہ، ایک ریشمی گاؤتکیہ اور بقول بعض ایک لمبی ٹوپی ہو۔

یزید نے الرُّویان و دَنباوَندْ زر نقد اور کپڑوں اور ظروف پر فتح کیے۔

اہل جرجان نے غدر کیا اور اپنے عامل کو قتل کردیا، یزید نے ان پر لشکر کشی کی۔ اس کے مقدمے پر جَہم بن زحر بن قیس الجُعْفِی تھا، جَہم اچانک شہر میں داخل ہوا۔ اہل شہر بےخبر تھے، پیچھے پیچھے یزید بھی آپہنچا، دونوں نے (قابل جنگ مردوں میں سے) جمع کثیر کو قتل کیا، (عورتوں اور بچوں کو) لونڈی غلام بنایا، اور مقتولین کو سڑک کی دونوں جانب پھانسیوں پر لٹکادیا۔ یزید جَہم کو اپنا قائم مقام کرکے چلا گیا، جہم نے اہل جرجان پر جزیہ اور خراج مقرر کیا، اور ایسا انتظام کیا کہ وہ جنبش نہ کرسکے۔

کہتے ہیں: اہل طبرستان کبھی حسب صلح خراج ادا کرتے اور کبھی رک جاتے۔ کبھی جنگ کرتے اور کبھی صلح کرلیتے۔ ان کی یہی روش رہی، آخر مروان بن محمد بن مروان بن حکم کے زمانے میں غدر و نقض پر قایم ہوگئے۔ امیرالمومنین ابوالعباس نے جب خلافت حاصل کی تو اپنے عامل کو ان کے پاس بھیجا، انھوں نے صلح کرلی۔ لیکن پھر

امیرالمومنین المنصور کی خلافت میں غدر کیا اور مسلمانوں کو قتل کیا۔ ابوجعفر المنصور نے خازم بن خُزیمۃ التمیمی اور روح بن حاتم المُہلّبی اور اپنے غلام آزاد مرزوق ابوالخصیب کو ـــــ جس کی طرف الکوفہ میں قصر ابی الخصیب منسوب ہے ـــــ طبرستان بھیجا۔ معاملے نے طول کھینچا، مہم سر نہ ہوسکی اور بہت مصیبتیں پیش آئیں۔ مرزوق نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا: مجھے مارو، میرا سر اور میری ڈاڑھی مونڈ دو۔ دونوں نے اس کو مارا اور اس کا سر اور اس کی داڑھی مونڈ دی، یہ گت بنوا کے وہ سپہبد کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ان دونوں نے مجھ پر غداری کا گمان کیا ہے اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، میں بھاگ کر تیرے پاس آیا ہوں، اگر تو میری خالص اطاعت قبول کرے اور مجھے وہ منزلت عطا کرے جس کا میں مستحق ہوں تو میں تجھے عربوں کے بہت سے اسرار بتادوں گا اور ان کے خلاف تیرا دست و بازو بنجاؤں گا۔ سپہبد نے اس کو کپڑے پہنھائے، اپنا مقرب کیا، انعام و اکرام سے سرفراز کیا، اور اس سے مشورہ لینے لگا۔ مَرزوق اس کے ساتھ نہایت دردمندی اور خیرسگالی ظاہر کرتا۔ اس طرح جب اس کو سپہبد کے معاملات اور اس کے اسرار پر اطلاع ہو گئی تو ۳۳۹ اس نے خازم اور روح کو وہ باتیں لکھدیں جن کے معلوم کرنے کی انھیں ضرورت تھی۔ پھر اس نے حیلے سے دروازے پر قابو پالیا اور اس کو کھول دیا۔ مسلمان شہر میں داخل ہوگئے اور ملک میں پھیل گئے، مقہور و پامال کیا اور سرکشوں کو مطیع کرلیا۔

اہل الرّے میں عمر بن العلار نام ایک قصائی تھا اس نے ایک جمعیۃ فراہم کی، سِنفاذ نے خروج کیا تو عمر نے اس سے جنگ کی اور ایسا لڑا کہ اس کے چھکے چھڑادیئے۔ جَہْوَر بن مُرار العجلی نے اس کو قائد بنادیا اور المنصور کے پاس بھیجا۔ المنصور نے اس کو باریاب کیا، منزلت عطا کی۔ اور طبرستان کا والی کردیا۔ عمر، طبرستان کا والی رہا اور امیرالمومنین المہدی کی خلافت میں قتل ہوا۔

عبداللہ المامون رحمۃ اللہ کی خلافت میں محمد بن موسیٰ بن حفص بن عمر بن العلاء اور مایزدیار بن قارن نے طبرستان میں کوہستان شروین فتح کیا، یہ دشوار گزار علاقہ تھا، بڑی رکاوٹیں تھیں، گھنے جنگل تھے اور ان میں پانی تھا۔ امیرالمومنین مامون نے مایزدیار کا نام محمد رکھا اور اعمال طبرستان والرویان ودنباوند کا والی مقرر کیا، اور اس کو سپہبد کا مرتبہ عطا کیا۔ مایزدیار ان اعمال پر مامون کی وفات تک والی رہا۔ پھر جب امیرالمومنین ابو اسحٰق المعتصم باللہ والی خلافت ہوا تو اس نے بھی اس کو ان اعمال کی ولایت پر برقرار رکھا۔ المعتصم کی خلافت کو ساڑھے چھ برس گزرے تھے کہ اس نے کفر اختیار کیا اور غدر کیا۔ المعتصم نے عبداللہ ابن طاہر بن الحسین بن مُصعَب کو — اور وہ خراسان والرے و قومس و جرجان پر المعتصم کا عامل تھا — اس سے جنگ کرنے کو لکھا۔ عبداللہ نے اپنے چچا حسن بن حسین کی سرکردگی میں اہل خراسان کا لشکر بھیجا؛ ادھر سے المعتصم نے دارالسلطنت کی مستحفظ فوج (جند الحضرہ) کے ساتھ محمد بن ابراہیم بن مُصعَب کو روانہ کیا۔ جب دونوں لشکر اس کے ملک میں پہنچے تو اس کے بھائی قوہیار بن قارن نے حسن و محمد سے نامہ و پیام کیا، اپنی خیر سگالی پیش کی، اور لکھا: میں تمھارے ساتھ ہوں، مجھے بعض معاملات میں اس سے اذیت پہنچی ہے اور اس نے مجھے ذلیل کیا ہے، اس لیے میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ لوگ اس کے برتاؤ اور اس کی سختی اور اس کے ظلم کے باعث اس سے بیزار ہیں۔ حسن نے اس کو خبر دی کہ میں فلاں جگہ پوشیدہ ہوں۔ قوہیار نے مایزدیار سے کہا: حسن تیری طرف آیا ہے اور فلاں جگہ ہے، مگر جہاں وہ تھا اس مقام کا پتا نہ دیا اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ تجھے امان کی دعوت دینے آیا ہے اور چاہتا ہے کہ تجھ سے مشافہۃً گفتگو کرے۔ مایزدیار اس سے ملنے چلا، قوہیار اس کے ساتھ تھا، جب وہ اس مقام ۳۴۰ کے قریب پہنچا جہاں حسن پوشیدہ تھا، اس نے حسن کو مایزدیار کے

پہنچنے کی خبر کر دی۔ حسن کے اصحاب جھاڑیوں میں ایک دوسرے سے الگ چھپے ہوئے تھے، سب ایک دم ظاہر ہو گئے اور اس کی طرف بڑھے۔ مازیار نے بھاگنا چاہا، قوہیار نے اس کی کمر کا پٹکا پکڑ لیا۔ حسن کے اصحاب اس پر ٹوٹ پڑے، بلا شرط و عہد گرفتار کیا۔ سنہ ۲۲۵ میں اس کو سُرمن رای لایا گیا، اور المعتصم کے سامنے بڑی بے دردی سے تازیانوں سے اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ مجلسِ شرطہ کے قریب اس کی لاش بابک خُرمی کی لاش کے پاس لٹکا دی گئی۔ مازیار کے بعض خاص آدمیوں نے قوہیار پر حملہ کیا اور طبرستان میں اس کو قتل کر دیا۔ طبرستان کے تمام میدان اور کوہستان فتح ہو گئے۔ عبداللہ بن طاہر اس ناحیہ کا والی ہوا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے طاہر بن عبداللہ کو مقرر کیا گیا۔

فتوحِ اضلاعِ دِجلَہ

کہتے ہیں: سُوَید بن قُطبتہُ الذُّہلی اور بقول بعض قطبہ بن قتادہ البصرہ کے ناحیہ الخُریبہ میں عجمیوں پر تاخت کرتے، جس طرح المثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی ناحیۂ الحیرہ پر تاخت کرتے تھے۔ جب خالد بن الولید سنہ ۱۲ میں الکوفہ جاتے ہوئے البصرہ پہنچے تو سُوَید نے اہلِ الاُبلہ سے جنگ میں ان کی مدد کی۔ خالد نے سُوَید کو اس ناحیہ پر اپنا نائب مقرر کر دیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ خالدؓ البصرہ سے اس وقت تک نہیں گئے جب تک الخُریبۃ فتح نہ کرلیا۔ یہ عجمیوں کی سرحدی چوکی تھی۔ خالد نے (قابلِ جنگ مردوں کو) قتل کیا، (عورتوں اور بچوں کو) لونڈی غلام بنایا، اور اس ناحیہ پر بنی سعد بن بکر بن ہوازن میں سے شُریح بن عامر کو اپنا قائم مقام کیا۔

بعض کہتے ہیں: خالد نے نہر المرأۃ پہنچ کے، القصر صلحاً فتح کیا، النوشجان بن جسنسما نے ان سے صلح کی، کامِنذار بنت نرسی اس قصر کی مالک تھی، النوشجان اس کا بھائی تھا اور وہ اس کے چچا کی بیٹی تھی۔ اس مقام کا نام المرأۃ اس لیے ہوا کہ جب ابوموسیٰ اشعری یہاں ٹھیرے تو کامِنذار نے انھیں حلوا بناکر کھلایا، اس پر ابوموسیٰ نے کہا: ہمیں عورت کے آٹے میں سے کھلاؤ۔

محمد بن عمر الواقدی واقعات کے اس سلسلے سے انکار کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے: یہ نہیں ہوا کہ خالد بن الولید اہل الیمامہ والبحرین کے معاملے سے فارغ ہو کے سیدھے البصرہ آئے ہوں، بلکہ یہ ہوا کہ وہ الیمامہ

۳۴۱

والبحرین کے معاملے سے فارغ ہو کے مدینۂ مبارکہ گئے اور وہاں سے فَید والثَّعلبیہ کے رستے العراق پہنچے۔ واللہ اعلم۔

کہتے ہیں: سُوَید بن قُطبہ البصرہ میں جو کچھ کر رہے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ہوی تو انھوں نے مناسب سمجھا کہ اس ناحیہ پر اپنی جانب سے کسی کو والی مقرر کر دیں، چنانچہ عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نُسَیب کو والی مقرر کیا۔ عتبہ بنی مازن بن منصور بن عکرمہ بن خَصَفَہ سے تھے، بنی نوفل ابن عبد مناف کے حلیف تھے، اور مہاجرین اولین سے تھے — اور ان سے کہا: الحیرہ فتح ہو چکا ہے، عجمیوں کا بڑا سردار مہران قتل ہو چکا ہے[1]، مسلمانوں کے شہسواروں نے ارض بابل کو روند ڈالا ہے، تم البصرہ کے علاقے میں جاؤ اور وہاں اہل الاہواز و فارس و میسان میں سے جو لوگ ہوں انھیں اس طرح مشغول کر دو کہ وہ تمھارے بھائیوں کے مقابلے میں اپنے بھائیوں کی مدد نہ کر سکیں۔ عُتبہ یہاں آئے، سُوَید بن قطبہ اپنے ساتھیوں کو لے کے جو بکر بن وائل اور بنی تمیم میں سے ان کے ساتھ تھے، عُتبہ کے زیر علم آ گئے۔

البصرہ میں سات دساکر[2] تھے: دو الخُرَیبہ میں، دو زابوقہ میں اور تین اس علاقے میں جہاں دار الازد ہے۔ عُتبہ نے اپنے ساتھیوں کو ان دساکر میں پھیلا دیا اور خود الخُرَیبہ میں مقام کیا، الخُرَیبہ عجمیوں کی سرحدی چوکی تھی۔ خالد بن الولید نے فتح کر کے عجمیوں سے اس کو خالی کرا لیا تھا، عُتبہ نے (حضرت) عمر کو اپنے اور اپنے ساتھیوں کے مقام کی اطلاع دی، انھوں نے لکھا: ایسی جگہ اترو جو پانی اور چراگاہ کے قریب ہو۔ پس وہ البصرہ کے مقام پر اترے۔ ابو مخنف کہتا ہے اس کو بصرہ اس لیے

---

[1] سنۂ ۱۴ھ — طبری، ج ۱، ص ۲۳۷۰

[2] دسکرہ: عجمیوں کا محلہ جس میں اسباب شرب اور آلات غنا ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہاں کنکر اور سیاہ پتھر تھے۔ بعض کہتے ہیں: اس کا نام بصرہ اس لیے رکھا گیا کہ یہاں کی زمین نرم تھی۔

کہتے ہیں: مسلمانوں نے شروع میں یہاں خیمے، قُبّے اور فسطاط نصب کئے، کوئی عمارت نہیں بنائی۔ (حضرت) عمر نے ہَرثَمہ ابن عرفجہ البارقی کو جو البحرین میں تھے، عتبہ کی کمک پر بھیجا۔ ہرثمہ بعد کو الموصل چلے گئے۔

کہتے ہیں: عُتْبَہ بن غَزوان نے الاُبُلّہ پر حملہ کیا اور بزور فتح کیا، (حضرت) عمر کو فتح کی خبر دی اور لکھا کہ یہ عمان، البحرین، الہند اور چین کے بحری راستوں کا فرضہ ہے۔ عتبہ نے یہ مکتوب نافع بن حارث الثقفی کے ہاتھ بھیجا۔

مجھ سے الولید بن صالح نے کہا، اس نے کہا ہم سے مرحوم العطّار نے اپنے والد کے حوالے سے اور اس نے شُوَیس العَدَوی کے حوالے سے بیان کیا کہ: —— ہم الاُبُلّہ کے امیر کے ساتھ نکلے اور اس پر فتح پائی۔ جب ہم نے نہر فرات عبور کی تو ارض فرات کے باشندوں نے بیلچوں سے ہم پر حملہ کیا، ہم نے انھیں شکست دی اور الفرات فتح کرلیا۔ ۳۴۲

مجھ سے عبد الواحد بن غیاث نے کہا، اس نے کہا ہم سے حمّاد بن سَلَمہ نے کہا، اس سے اس کے والد نے اور اس سے حُمَیری ابن کرَاثَۃُ الربعی نے کہ: —— الابلہ میں جب مسلمان داخل ہوئے تو انھوں نے میدے کے سفید سفید کاک پکے ہوئے دیکھے، بولے: — یہ وہی روٹی ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی موٹا ہوجاتا ہے، کچھ کاک کھائے اور اپنے بازووں کو دیکھنے لگے، اور کہا: واللہ ہم نے تو کچھ بھی مٹاپا نہیں دیکھا۔ الحمیری کہتا ہے: مجھے غنیمت میں ایک سبز قمیص ملا جس میں سینے پر جیب تھی، میں اس کو پہن کر جمعے میں جاتا تھا۔

مجھ سے المدائنی نے کہا، اور اس سے جَہْم بن حسان نے، کہ: —
عتبہ نے الاُبلہ فتح کر کے مجاشع بن مسعود کو الفرات کی طرف بھیجا، المغیرہ کو

تجارہ پر مقرر کیا اور خود (حضرت) عمر کے پاس چلے گئے
مجھ سے المدائنی نے اپنے شیوخ، کے حوالے سے بیان کیا کہ:۔
الفجرج و الفرات کے درمیان کا علاقہ صلحاً اور باقی علاقہ یعنی الابلہ بزور فتح ہوا۔
مجھ سے عبداللہ بن صالح المقری نے کہا، اس نے کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے کہا، اور اس سے محمد بن اسحق بن یسار نے، کہ:۔
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو جن کا قبیلہ بنی نوفل کا حلیف تھا، آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ البصرہ کی طرف بھیجا، بعد کو ان کی کمک پر اور آدمی بھیجے، عتبہ نے یہاں اپنے اصحاب کے ساتھ خیموں میں قیام کیا، جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو سات دساکر بنائے جن کی بنا میں اینٹیں استعمال کی گئیں۔ دو الخریبہ میں، ایک زابوقہ میں، دو الازد میں اور دو تمیم میں۔ پھر وہ الأبلہ کی طرف آئے، جنگ ہوئی اور الأبلہ بزور فتح کرلیا۔ اس کے بعد الفرات کی طرف گئے، مجاشع بن مسعود السلمی ان کے مقدمے پر تھے، اور اس کو بزور فتح کیا۔ پھر المذار پہنچے، یہاں کا مرزبان مقابلے پر نکلا، جنگ ہوئی، اللہ نے اسے شکست دی، اس کے ساتھیوں میں سے اکثر غرق ہوئے، مرزبان زندہ گرفتار ہوا، عتبہ نے اس کی گردن اڑادی۔ اس کے بعد دستمیسان کا رخ کیا، باشندے مسلمانوں سے جنگ کرنے جمع ہو رہے تھے، وہ پیشقدمی کے ارادے ہی میں تھے کہ عتبہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے یہی بہتر سمجھا کہ ان کی قوت توڑنے اور انھیں دہشت زدہ کرنے کے لیے ان پر اچانک حملہ کردیں۔ اللہ نے ان کو شکست دی اور ان کے دہاقین (سرداروں) کو قتل کیا۔ اس کے بعد عتبہ، ابرقباذ کی طرف بڑھے، اور اللہ نے اس کو بھی ان کے لیے فتح کردیا۔

۳۴۳ کہتے ہیں: عتبہ نے ان مہمات سے فارغ ہو کے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو لکھا کہ وہ انھیں اپنے پاس آنے اور حج کی اجازت دیں۔ (حضرت) عمر نے اجازت دیدی۔ انھوں نے مجاشع بن مسعود السلمی کو، جو اس وقت البصرہ میں نہیں تھے، اپنا قائم مقام

کیا اور المغیرہ بن شعبہ سے کہا: مجاشع کے آنے تک تم نیابت کرو (حضرت) عمر نے کہا: کیا تم نے ایک بدوی کو شہریوں کا والی بنایا ہے؟" عتبہ نے البصرہ کی ولایت سے مستعفی ہونا چاہا، (حضرت) عمر نے منظور نہ کیا، وہ روانہ ہوئے اور رستے میں فوت ہو گئے۔ (حضرت) عمر نے ان کی جگہ المغیرہ بن شعبہ کو البصرہ کا والی کیا۔

لوگوں نے عتبہ سے البصرہ کے حالات پوچھے: بولے: وہ بہت سرسبز اور خوش حال ناحیہ ہے۔ لوگ کثرت سے وہاں گئے اور آباد ہوئے۔

مجھ سے العباس بن ہشام نے کہا اس سے ہشام نے اور اس سے عوانہ نے کہ: ــــ عتبہ بن غزوان کے نکاح میں ازدہ بنت حارث بن کلدہ تھیں۔ جب (حضرت) عمر نے عتبہ بن غزوان کو عامل مقرر کیا تو نافع اور ابوبکرہ اور زیاد ان کے ساتھ گئے، عتبہ نے مدینۃ الفرات کے باشندوں سے جنگ کی، ان کی بیوی ازدہ لوگوں کو قتال کا جوش دلاتی تھیں اور کہتی تھیں اِنْ یَّھْزِمُوْکُمْ تُوْلِجُوْا فِیْنَا الْغُلَفَ (اگر انھوں نے تمھیں شکست دیدی تو نامختون لوگ ہم میں درآئیں گے) آخر اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں اس شہر کو فتح کردیا، کثیر غنیمت ملی۔ عتبہ کے اصحاب میں زیاد کے سوا کوئی پڑھا لکھا اور حساب داں نہ تھا۔ عتبہ نے غنیمت کی تقسیم اس کے سپرد کی اور دو درہم یومیہ اس کا معاوضہ دیا۔ زیاد نو عمر تھا، سر میں گھونگر والے بال تھے۔

اس کے بعد عتبہ (حضرت) عمر کے پاس چلے گئے اور مجاشع بن مسعود کو لکھا کہ میں نے تمھیں اپنا قائم مقام کیا ہے۔ مجاشع وہاں موجود نہ تھے۔ المغیرہ بن شعبہ سے کہا: جب تک مجاشع آئیں تم نماز پڑھاؤ۔"

عتبہ کی واپسی کے بعد میسان کا زمیندار کافر ہو گیا۔ المغیرہ نے راستے کے موڑ پر اس سے جنگ کی، اس کو قتل کیا، اور (حضرت) عمر کو اس کے کفر اور اس کے قتل اور فتح کی خبر دی۔ (حضرت) عمر نے عتبہ کو بلایا اور کہا: کیا تم نے مجھے یہ خبر نہیں دی تھی کہ میں نے مجاشع کو اپنی جگہ مقرر کیا ہے؟ بولے: ہاں۔ کہا: مغیرہ نے تو

مجھے یہ لکھا ہے۔ بولے: مجاشع اس وقت وہاں موجود نہ تھے، اس لیے میں نے مغیرہ کو حکم دیا کہ مجاشع کے آنے تک قائم مقامی کریں اور نماز پڑھائیں۔ (حضرت) عمر نے کہا: اپنی جان کی قسم، اہل مدر (شہری) اس کے زیادہ اہل ہیں کہ انھیں عامل بنایا جائے بہ نسبت اس کے کہ اہل وَبَر (بدوی) عامل بنائے جائیں۔ اور المغیرہ کے حق میں البصرہ کی ولایت کا پروانہ لکھ بھیجا۔ جب تک خدا نے چاہا مغیرہ والی رہے پھر ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو گئے۔

۳۴ مجھ سے عبداللہ بن صالح نے کہا، اس سے عَبْدَہ نے اور اس سے محمد بن اسحٰق نے، کہ: —— المغیرہ نے مَیسان پر حملہ کیا، شدید جنگ کی اور بزور فتح کر کے اس کی زمین پر قبضہ کر لیا۔ پھر اہل ابَرقُباذ نے غدر کیا، مغیرہ نے ان کو مغلوب کیا اور شہر بزور فتح کر لیا۔

مجھ سے رَوح بن عبدالمومن نے کہا، اور اس سے وہب ابن جَریر بن حازم نے اور اس سے حازم نے، کہ: —— عتبہ ابن غزوان نے الأُبلہ، الفرات، ابَرقباذ اور دستمیسان فتح کیے۔ بعد کو اہل ابرقباذ نے غدر کیا، المغیرہ نے ان کو فتح کیا، اور میسان بھی فتح کیا۔

علی بن محمد المدائنی کہتا ہے: عام طور پر لوگ مَیسان اور دستَمَیسان اور الفرات و ابَرقباذ کو مَیسان کہتے ہیں۔

کہتے ہیں: حسن بصری کے والد اور ان کے چچا سعید بن یسار جن کا نام یسار فَیروز تھا، مَیسان کے اسیران جنگ میں سے تھے۔ حسن کے والد انصار میں سے ایک خاتون رُبیع بنت نضر کے حصے میں آئے، یہ خاتون انس بن مالک کی پھپھی تھیں۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ بنی سَلِمَہ میں سے جمیلہ نام ایک خاتون کے حصے میں آئے، جمیلہ انس بن مالک کی بیوی تھیں۔ لیکن

خود حسن کا قول ہے کہ میرے والد اور میری والدہ بنی النجّار میں سے ایک شخص کے حصے میں آئے، اس نے بنی سَلِمہ میں سے ایک عورت سے نکاح کیا، اور میرے والد اور میری والدہ کو مہر میں دیا، اور اس خاتون نے دونوں کو آزاد کردیا، اس لیے ہم اس کے موالی ہیں۔ (حضرت) عمر کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن مدینۂ مبارکہ میں پیدا ہوئے، صِفّین کے ایک برس بعد مدینۂ مبارکہ سے نکلے، اور سنہ ۱۱۰ میں البصرہ میں وفات پائی، اس وقت وہ ۸۹ برس کے تھے۔

کہتے ہیں: بنی ہلال میں ایک عورت ام جمیل بنت مُحْجَن ابن الافقم بن شُعَیثَہ بن الہزن تھی جو حجاج بن عتیک الثقفی کے نکاح میں تھی، المغیرہ اس کے پاس آنے جانے لگے، ابوبکرہ بن مَسْرُوح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آزاد اور ثقیف کے مولدین سے تھے، اور شِبْل بن مَعْبَد ابن عُبَید البَجَلی اور نافع بن الحارث بن کَلَدَہ الثقفی اور زیاد بن عبید کو خبر ہوئی، یہ لوگ موقع کی تاک میں لگے، آخر ایک دن اس حال میں دیکھ لیا کہ دونوں برہنہ تھے اور المغیرہ اس کے شکم پر تھے۔ چاروں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور جوکچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ (حضرت) عمر نے ابوموسیٰ الاشعری سے کہا: "میں ۲۴۵ چاہتا ہوں کہ تمھیں ایک ایسے شہر کی طرف بھیجوں جس میں شیطان نے گھونسلا بنالیا ہے"۔ انھوں نے کہا: انصار میں سے کچھ لوگوں کو میرے ساتھ دیجیے کہ وہ میری مدد کریں۔ (حضرت) عمر نے ابوموسیٰ کو البصرہ کا والی کیا اور البراء ابن مالک، عِمران بن الحصین اُبونُجَید الخُزاعی، عوف بن وہب الخزاعی، کو ان کے ساتھ کیا، اور حکم دیا کہ مغیرہ کو میرے پاس بھیجدو۔ ابوموسیٰ البصرہ پہنچے اور تیسرے دن المغیرہ کو مدینۂ مبارکہ

روانہ کر دیا۔ مغیرہ پیشگاہِ خلافت میں پہنچے۔ (حضرت) عمر نے ان کے سامنے گواہ جمع کیے، نافع بن حارث نے کہا: میں نے مغیرہ کو اس حال میں دیکھا کہ عورت کے شکم پر ہے اور اسے کھود رہا ہے اور اس چیز کو جو اس کے پاس ہے ڈالتا ہے اور نکالتا ہے جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ پھر ایسی ہی شہادت شبل ابن مَعبَد اور ابوبکرہ نے دی۔ اس کے بعد زیاد آگے بڑھے، یہ چوتھے گواہ تھے۔ (حضرت) عمر نے زیاد کو دیکھ کے کہا میں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جس سے مجھے امید ہے کہ اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی رجم نہ کیا جائے گا اور وہ اس کی شہادت سے رسوا نہ ہوگا۔" مغیرہ نے مصر سے آکے اسلام قبول کیا تھا اور الحدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ زیاد نے کہا: میں نے ایک قبیح منظر دیکھا ہے، لمبے لمبے سانسوں کی آواز سنی ہے، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ اس سے اختلاط کیا یا نہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ زیاد نے شہادت نہیں دی۔ (حضرت) عمر نے حکم دیا کہ تینوں گواہوں کو دُرّے مارے جائیں۔ شبل نے کہا: کیا تم حق کی گواہی دینے والوں کو درے مارتے اور حدود کو باطل کرتے ہو؟" ابوبکرہ کو جب درے مارے گئے تو اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ مغیرہ زانی ہے"۔ (حضرت) عمر نے کہا: اسے دو حد مارو۔ (حضرت) علی نے کہا: اگر تم اسے بھی ایک شہادت قرار دیتے ہو تو اپنے دوست کو رجم کرو"۔ ابوبکرہ نے قسم کھائی کہ میں زیاد سے ہرگز بات نہ کروں گا۔ زیاد، ابوبکرہ کی ماں سُمَیَّہ کی طرف سے اس کا بھائی تھا۔ (حضرت) عمر نے ان لوگوں کو ان کے شہر کی طرف واپس کر دیا۔

ایک جماعت کہتی ہے: ابوموسیٰ البصرہ ہی میں تھے جب (حضرت)

عمر نے انھیں یہاں کا والی کیا، اور لکھا کہ المغیرہ کو میرے پاس بھیجدو۔ لیکن پہلی خبر معتبر ہے۔

کہتے ہیں: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ عتبہ بن غزوان کو البصرہ کی طرف بھیجیں، سعد نے انھیں البصرہ بھیجدیا، وہ بوجہ شرف ان سے خط و کتابت نہ کرتے تھے، عتبہ نے مستعفی ہونا چاہا، لیکن (حضرت) عمر نے انھیں واپس کیا، اور وہ رستے میں فوت ہو گئے۔

ابوموسیٰ سنہ ۱۶ میں البصرہ کے والی ہوے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ سنہ ۱۷ میں والی ہوے۔ اضلاع دجلہ کا دورہ کیا، باشندوں کو اطاعت پر ثابت قدم پایا۔ پھر اس کی پیمائش کا حکم دیا اور اس کی برداشت کے مطابق خراج مقرر کیا۔ لیکن ثابت یہی ہے کہ ابوموسیٰ البصرہ کے والی سنہ ۱۶ میں ہوے۔

مجھ سے شیبان بن فرّوخ الأُبلّی نے کہا، اس سے ابوہلال الراسبی نے، اور اس سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، کہ:—— ابوموسیٰ کے کاتب نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو ایک نامہ میں لکھا: مِن ابوموسیٰ (اس پر (حضرت) عمر نے انھیں لکھا کہ جب میرا یہ مکتوب تمھیں ملے تو اپنے کاتب کو تازیانہ مارنا اور خدمت سے برطرف کر دینا۔ ۳۴۶

تعمیر شہر بصرہ

مجھ سے علی بن المغیرۃ الاثرم نے بیان کیا، اور ان سے ابوعبیدہ نے کہ: ــــــ عتبہ بن غزوان الخُرَیبَہ میں ٹھیرے اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو اپنے مقام کی اطلاع دی۔ اور لکھا کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسا مقام لابد ہے جسے سردیوں میں سرمائی قیام گاہ بنایا جاسکے اور جب وہ حملے کرکے واپس آئیں تو اس میں آرام کرسکیں"۔ جواب دیا کہ اپنے ساتھیوں کو ایسی جگہ اتارو جو پانی اور چراگاہ سے قریب ہو، اور جب ایسی جگہ مل جائے تو مجھے اس کی خبر دو"۔ عتبہ نے ایسا مقام تلاش کیا، اور لکھا کہ مجھے آبنا ے کے کنارے خشکی پر ایک شاداب اور گھنے جنگل کی زمین ملی ہے جس کے اطراف پانی کے جوہڑ نرسلوں سے پٹے پڑے ہیں"۔ نامہ پڑھ کے کہا: یہ زمین سرسبز ہے۔ مشارب و مراعی سے قریب ہے۔ اور اس میں ماایحتاج کے لیے لکڑیاں بھی ہے"۔ اور عتبہ کو لکھا کہ لوگوں کو اسی جگہ اتارو۔ وہ عتبہ نے لوگوں کو لے جاکر اسی جگہ اتارا۔ لوگوں نے زمین درست کی۔ نرسل کاٹے اور ان کو اپنے مساکن میں استعمال کیا۔ عتبہ نے انھی سے البصرہ کی مسجد بنائی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۴ کا ہے۔

کہتے ہیں: عتبہ نے خود اپنے ہاتھ سے مسجد کے لیے داغ بیل ڈالی۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ کام بنی سلیم میں سے محجن بن الأدرع البہزی نے کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نافع بن الحارث بن کلدہ نے جب اپنے مسکن کی داغ بیل ڈالی تو مسجد کی بھی داغ بیل

ڈالی: اور بعض کہتے ہیں کہ مسجد کے لیے الاسود بن سریع التمیمی نے نشان اندازی کی اور وہ پہلے شخص تھے جو یہاں کے قاضی ہوئے۔ مجاشع و مجالد فرزندان مسعود نے الاسود سے کہا: "اللہ تم پر رحم کرے، تم نے اپنے تئیں مشہور کردیا"۔ بولے: "نہیں، میں اس سے بہت دور ہوں"۔

عتبہ نے مسجد کی دوسری جانب ایک میدان میں جو آجکل رحبۃ بنی ہاشم کہلاتا ہے، دارالامارہ بنوایا، اور اسی میں دیوان اور زندان رکھا۔ اس زمانے میں اس میدان کو الدہناء کہتے تھے۔ ۳۴۷

مسلمان جب کسی مہم پر جاتے تو اپنے مساکن کے بانسے کلیاں اتار کر کے رکھ جاتے اور جب واپس آتے تو انہی سے اپنی فرودگاہیں پھر بنا لیتے۔ ایک زمانے تک یہی روش رہی۔ پھر مسلمانوں نے زمین کی نشان اندازی کی، پختہ مساکن بنائے۔ ابوموسیٰ الاشعری نے خشت خام اور گل سے مسجد اور دارالامارہ بنا لیا، لیکن چھت پھوس کی بنائی اور مسجد کو وسیع کیا۔

امام جب اقامت صلاۃ کو آتا تو لوگوں کے درمیان پتھر کے قدمچوں پر قدم رکھتا ہوا قبلے کی طرف بڑھتا، ایک دن عبداللہ بن عامر سیاہ ٹسر کا جبہ پہنے دارالامارہ سے نکلا، وہ محراب کی طرف جا رہا تھا، بدوی اس کو دیکھ کے کہنے لگے: "امیر کے جسم پر ریچھ کی کھال ہے"۔

مجھ سے ابومحمد الثوری نے کہا اور ان سے الاصمعی نے، کہ:- عتبہ بن غزوان الخریبۃ میں اترے، یہیں عبدالرحمن بن ابی بکرہ پیدا ہوا، یہ پہلا بچہ تھا جو البصرہ میں پیدا ہوا۔ اس کے باپ نے اونٹ ذبح کیا اور اہل البصرہ کو پیٹ بھر کے کھانا کھلایا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں زیاد البصرہ کا عامل ہوا، اس نے مسجد کو وسیع کیا اور از سر نو چونا گچی اور اینٹ سے تعمیر کی، اور چھت ساگوان کی بنوائی۔ دارالامارہ الدہناء سے ہٹا کر مسجد کے قبلے کی سمت بنوایا، اور کہا: "امام کے لیے درست نہیں کہ محراب تک لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا جائے"۔ اس نے قبلے کی سمت دیواریں

دروازہ قائم کیا، امام دارالامارہ سے نکل کر اسی دروازے سے مسجد میں داخل ہوتا تھا۔ زیاد نے یہ دونو عمارتیں اپنی نگرانی میں بنوائیں۔ وہ ایام تعمیر میں ملاحظے کے لیے روزانہ گشت کیا کرتا، کبھی اہل البصرہ میں سے سربرآوردہ لوگ اس کے ساتھ ہوتے اور وہ ان سے پوچھتا کہ تمہیں اس میں کوئی نقص یا خلل تو نظر نہیں آتا۔ ایکدن کچھ لوگ اس کے ساتھ تھے، اس نے ان سے یہی بات پوچھی، بولے: ہم نہیں جانتے کہ اس سے زیادہ محکم بنا بھی ہوسکتی ہے"۔ اس نے کہا: ہاں، اگر یہ ستون جن پر چار چار عقود ہیں دوسرے ستونوں سے زیادہ ضخیم ہوتے"! یونس بن حبیب النحوی کہتے ہیں: تاہم ان ستونوں میں نہ کہیں کوئی شگاف تھا نہ کوئی عیب۔

حارثہ بن بدر الغُدانی نے کہا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ابیات البعیث المجاشعی نے کہی ہیں:

بَنیٰ زِیَادٌ لِذِکْرِ اللّٰہِ مَصْنَعَۃً ۔۔۔ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمْ تُعْمَلْ مِنَ الطِّینِ

لَوْلَا تَعَاوُرُ اَیْدِی الْاِنْسِ تَرْفَعُھَا ۔۔۔ اِذاً لَقُلْنَا مِنْ اَعْمَالِ الشَّیَاطِینِ

زیاد نے ذکر الٰہی کے لیے جو عمارت بنائی پتھروں سے بنائی، گندھی مٹی سے اس میں کہیں کام ہی نہ لیا۔
اگر اس کے بنانے اور بلند کرنے میں انسانوں کے ہاتھ نہ لگے ہوتے تو ہم کہہ دیتے کہ یہ شیاطین کا کیا ہوا کام ہے۔

۳۴۸ الولید بن ہشام بن قحذم نے کہا: ــــ زیاد نے مسجد کا صُفّہ پانچ پیل پاؤں پر قائم کیا، اور اس کا منارہ پتھر کا بنوایا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے مسجد کے ساتھ مقصورہ احداث کیا، اور دارالامارہ کو مسجد کے قبلے کی سمت منتقل کیا۔ زیاد نے دارالامارہ خشت خام اور گل سے بنوایا، پھر صالح بن عبدالرحمن السجستانی نے، کہ بنی تمیم کا غلام آزاد تھا، اپنے زمانے میں چونا گچی اور اینٹ سے بنوایا؛ سلیمان بن عبدالملک نے اس کو العراق کا والیٔ خراج مقرر کیا تھا۔ پھر عبیداللہ بن زیاد نے دارالامارہ اور

اور مسجد الکوفہ میں اضافہ کیا۔ اس نے کہا: میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے جہاد مقسوم کر، اس نے مجھے جہاد کا شرف دیا۔ میں نے اس سے دعا کی کہ مجھے مصرین (البصرہ و الکوفہ) کی دونوں جامع مسجدیں بنانے کی توفیق دے، اس نے مجھے ان کے بنانے کی توفیق دی۔ میں نے اس سے دعا کی کہ مجھے زیاد کا جانشین بنا، اور اس نے مجھے اس کا جانشین بنایا۔

مجھ سے ابوعبیدہ معمر بن المثنی نے بیان کیا کہ:— زیاد نے جب مسجد بنوانی شروع کی تو اس کے لیے ستون اور پیل پائے جبل الاہواز سے لائے گئے۔ اس کام پر اس نے الحجاج بن عتیک الثقفی اور اس کے بیٹے کو مقرر کیا۔ دونو باپ بیٹوں نے اس کام میں اتنا پیدا کیا کہ ان کا تمول ظاہر ہوگیا۔ اسپر کہا گیا: حبذ الامارۃ ولو علی الحجارۃ (امارت بھی خوب چیز ہے، خواہ پتھروں ہی پر ہو) اور یہ مثل ہوگئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ زیاد نے دیکھا کہ مصلی صلاۃ میں نفض ید کرتے ہیں۔ اس نے کہا: خطرہ ہے کہ لوگ طول ایام کے بعد صلاۃ میں نفض ید کو سنت نہ سمجھنے لگیں"۔ اس غرض سے اس نے مسجد میں بجری بچھانے کا حکم دیا۔ جو لوگ اس کام پر مقرر کئے گئے انھوں نے بجری لانے والوں پر بہت سختی کی؛ وہ انھیں چنی ہوئی بجری دکھاکے کہتے کہ بالکل ایسی ہی بجری لاؤ، اس طرح اس کام میں انھوں نے خوب رشوت لی، اسپر کہنے والے نے کہا: حبذ الامارۃ ولو علی الحجارۃ اور یہ قول زباں زد ہوگیا۔

ابوعبیدہ نے کہا: مسجد کی شمالی جانب منزوی تھی۔ جانب مذکور میں نافع بن حارث بن کلدہ کا گھر تھا، نافع کی اولاد سے کہا گیا کہ وہ تربیع مسجد کے لیے اپنا گھر فروخت کردیں، انھوں نے انکار کیا، پھر جب معاویہ بن ابی سفیان کی جانب سے عبیداللہ بن زیاد البصرہ کا والی ہوا تو اس نے ابن نافع کے آدمیوں سے کہا کہ عبداللہ بن نافع البصرہ سے باہر اپنی کسی جائداد کے دور دراز حصے میں جائے تو مجھے خبر دینا"۔ عبداللہ بے خبر تھا۔ وہ البطیحہ میں، اپنے قصر ابیض کی طرف گیا تو عبداللہ

کے آدمیوں نے ابن زیاد کو اس کی خبر دی۔ اس نے بیلداروں کو بھیجا اور انھوں نے نافع کے گھر میں سے اتنا حصّہ ڈھا دیا جو ترتیبِ مسجد کے لیے درکار تھا۔ ابن نافع نے عبیداللہ سے شکایت کی عبیداللہ نے ایک ذراع زمین کے عوض پانچ ذراع زمین دیکر اس کو راضی کرلیا۔ ۴۳ اور مسجد کی دیوار میں اس کے آنے جانے کو ایک خوخہ قائم کردیا۔ یہ خوخہ اس وقت تک رہا کہ امیرالمومنین المہدی نے مسجد میں زیادت کی اور نافع کا پورا گھر مسجد میں لے لیا۔ پھر الرشید رحمہ اللہ کی خلافت میں دارالامارہ بھی مسجد میں داخل کرلیا گیا۔

ابوعبیدہ نے کہا: الحجاج بن یوسف جب العراق آیا تو اسے خبر دی گئی کہ البصرہ کا دارالامارہ زیاد نے بنایا تھا۔ اس نے دارالامارہ سے اس کا نام زائل کرنے کی نیت سے اس کو مسمار کرنے اور ازسرِنو خشت پختہ اور گچ سے بنانے کا قصد کیا۔ اس سے کہا گیا کہ اس سے تو زیاد ہی کے نام کا ثبات و توکد بڑھے گا۔ حجاج نے اس کو تو ڈھا دیا اور نیا دارالامارہ بنانے کا ارادہ ترک کردیا۔ لوگوں نے اس کی مٹی اور اینٹوں اور دروازوں سے اس کے اطراف اپنے گھر بنا لیے۔ سلیمان بن عبدالملک کے والیٔ امر ہونے تک یہاں کوئی مستقل دارالامارہ نہ تھا۔ پھر جب سلیمان نے صالح بن عبدالرحمٰن کو العراق کے خراج کا والی کیا تو اس نے سلیمان سے دارالامارہ کا قصہ بیان کیا، سلیمان نے تعمیر کا حکم دیا، صالح نے انھی بنیادوں پر خشتِ پختہ اور گچ سے دارالامارہ بنوایا اور اس کی چھت بلند کی۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں عدی بن اَرطاۃ الفزاری کو البصرہ کا والی کیا۔ عدی نے دارالامارہ میں غرفے بنانے کا قصد کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا: ”اے ام عدی کے بیٹے! تیری ماں تجھے کھوئے، کیا وہ منزل تیرے لیے تنگ ہوگئی جو زیاد و آلِ زیاد کے لیے وسیع تھی“۔ عدی رُک گیا اور غرفوں کے اتمام کا

ارادہ اس نے ترک کر دیا۔

امیرالمومنین ابو العباس کی جانب سے سلیمان بن علی بن عبداللہ ابن العباس البصرہ کا والی ہوا تو اس نے دارالامارہ کے بالائی حصے میں انھی غرفوں کی دیواروں پر جو عدی نے بنوانی شروع کی تھیں، مٹی سے کچھ بنایا، پھر اس کو چھوڑ دیا اور المربد[1] کی طرف منتقل ہو گیا اور وہیں رہا۔

الرشید نے اپنی خلافت میں مسجد کو وسیع کیا اور دارالامارہ کو جو مسجد کی سمت قبلہ میں تھا، مسجد میں داخل کر لیا۔ اس زمانے سے آج تک البصرہ میں امراء اور ولاۃ کے لیے کوئی دارالامارہ نہیں ہے۔

الولید بن ہشام بن قحذم نے کہا:— ابن زیاد کے بعد مسجد میں کسی نے کوئی اضافہ نہیں کیا، حتیٰ کہ امیرالمومنین المہدی کا زمانہ آیا۔ اس نے حکم دیا کہ مسجد کے گرد و پیش جو بیوت و منازل ہیں — اور وہ نافع بن حارث بن کلدۃ الثقفی، عبیداللہ بن ابی بکرہ، ربیعہ بن کلدۃ الثقفی، عمرو بن وہب الثقفی، اور ام جمیل الہلالیہ — جس کے ساتھ المغیرہ بن شعبہ کا معاملہ مشہور ہے — کی منازل تھیں — منہدم کر کے مسجد میں شامل کر دی جائیں اور مسجد کو وسیع کیا جائے۔ یہ کام محمد بن سلیمان بن علی کے زمانے میں، جو اس کی جانب سے البصرہ کا والی تھا انجام پایا۔ پھر امیرالمومنین ہارون الرشید نے عیسیٰ بن جعفر بن منصور کو، جو

---

[1] لغت میں مربد اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں اونٹ باندھے جائیں یا کھجوریں درختوں سے توڑ کر خشک کی جائیں۔ البصرہ کے مغربی دروازے پر ایک وسیع میدان تھا، ریگستان سے جو قافلے آتے اسی میدان میں کجاوے کھولتے تھے، کہ اونٹوں کا مقام بستی کے باہر ہے۔ مسافر لباس سفر اتار کے اور اجلے کپڑے پہن کے شہر میں جاتے تھے۔ یہ مربد البصرہ کا قصہ ہے۔ بعد کو تمدن نے مربد کو المربد بنا کے عالیشان مساکن و منازل کا شہرستان بنا دیا۔ امرائے دولت یہیں رہنے لگے، اور دوسرے لوگوں نے بھی یہاں اپنی بیرونی فرودگاہیں بنا لیں۔

۲۰ اس کی جانب سے البصرہ کا والی تھا، حکم دیا کہ وہ دارالامارہ کو بھی مسجد میں داخل کرلے اور اس نے دارالامارہ کو مسجد میں داخل کرکے مسجد کو اور وسیع کردیا۔

الولید بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے ـــــ جنھیں یوسف بن عمر نے لشکر عرب کی دفترداری پر مقرر کیا تھا ـــــ کہ میں نے زیاد کی ولایت میں البصرہ کے لشکر کا معائنہ کیا، مقاتلین ۸۰ ہزار تھے اور ان کے بال بچوں کا شمار ایک لاکھ بیس ہزار تھا۔ پھر میں نے الکوفہ کی جمعیت کا شمار کیا، وہاں ۶۰ ہزار مقاتلین اور ۸۰ ہزار ان کے اہل و عیال تھے۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا اور ابن سعد سے الواقدی نے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ: ـــــ عتبہ بن غزوان، سعد بن ابی وقاص کے ساتھ تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ تم اپنا معسکر الکوفہ کو بناؤ اور عتبہ بن غزوان کو البصرہ بھیجدو۔ عتبہ آٹھ سو اصحاب کے ساتھ نکلے اور اس مقام پر پہنچ کر جہاں البصرہ آباد ہوا، ٹھیر گئے، اور انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے کمبلوں کے تنبوتان لیے۔ سعد کو (حضرت) عمر نے ان کی مدد کو اور لوگ بھیجے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو ان میں سے ایک گروہ نے خشتِ خام اور گل سے سات محلے بنائے: دو الخُرَیبَہ میں، ایک زَابُوقَہ میں، دو بنی تمیم میں اور دو ازد میں۔ پھر عُتبہ، البصرہ کے مضافات میں الفرات کی طرف نکلے، اس کو فتح کیا اور واپس آگئے۔ سعد ان کو حکم احکام بھیجتے رہتے تھے۔ عُتبہ پر یہ بات گراں تھی۔ آخر انھوں نے (حضرت) عمر سے واپسی کی اجازت چاہی، اجازت مل گئی، المغیرہ بن شعبہ کو اپنا قائم مقام کیا، مدینۂ مبارکہ پہنچے، اور (حضرت) عمر سے سعد کی ماتحتی کی شکایت کی۔ (حضرت) عمر نے کہا: ایک

ایسے شخص کی امارت تسلیم کرنے میں تمہارا کیا نقصان ہے جو قریش میں سے ہے اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے"۔ مگر انھوں نے واپس جانے سے انکار کیا، (حضرت) عمر نے تجدید کیا، وہ روانہ ہوئے، لیکن رستے میں اپنی سواری سے گرے اور انتقال کر گئے۔ یہ سنہ ۱۶ کا واقعہ ہے۔

الواقدی کہتا ہے: البصرہ میں مسجد کی بنا سب سے اوّل محجن بن الادرع نے رکھی۔ انھوں نے کچھ بنایا نہیں، اقامت کے لیے صرف ایک جگہ مخصوص کرلی تھی، سب وہیں جمع ہو جاتے تھے اور فریضۂ صلاۃ ادا کرتے تھے۔ پھر عتبہ نے اسی جگہ قصب سے کچھ بنوایا، پھر ابوموسیٰ نے کچھ اضافہ کیا، یہ سلسلہ جاری رہا اور مسجد بنتی اور بڑھتی رہی۔

مجھ سے الحسین بن علی بن اسود العجلی نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا، اس سے الشیبانی نے، اور اس سے محمد بن عبداللہ الثقفی نے، کہ: ——— البصرہ میں ایک شخص تھا جسے نافع کہتے تھے، کنیت اس کی ابوعبداللہ تھی، یہ پہلا شخص تھا جس نے البصرہ میں گھوڑوں کی پرورش و پرداخت کا کام شروع کیا۔ وہ مدینۂ مبارکہ گیا اور (حضرت) عمر سے درخواست کی کہ البصرہ میں ایک زمین ہے جو خراجی ۳۵۱ زمینوں میں سے نہیں ہے، اگر وہ مجھے عطا کردی جائے تو اس سے مسلمانوں کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ابوموسیٰ نے بھی اس کے حق میں لکھا تھا۔ (حضرت) عمر نے اس کی درخواست منظور کی اور ابوموسیٰ کو لکھدیا کہ وہ زمین اس کو جاگیر میں دیدی جائے۔

ہم سے سعید بن سلیمان نے کہا، اس نے کہا ہم سے عباد ابن عوام نے کہا، اور اس سے عوف الاعرابی نے، کہ: ——— میں نے ابوموسیٰ کو (حضرت) عمر کا مکتوب پڑھ کے سنایا، اس میں لکھا تھا:

ابوعبداللہ نے مجھ سے دجلہ کے کنارے ایک زمین مانگی ہے جس میں وہ گھوڑوں کی پرورش و پرداخت کرے گا، اگر وہ زمین جزیہ کی نہو اور اس میں جو پانی جاتا ہو وہ بھی جزیہ کی زمین سے بہہ کر نہ جاتا ہو تو وہ اس کو دیدو"۔

عباد کہتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ نافع بن حارث بن کلدہ عربوں کا طبیب تھا۔

الولید بن ہشام بن قحذم کہتا ہے: میں نے اپنے ہاں ایک نوشتہ دیکھا ہے جس میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے بندے، مسلمانوں کے امیر عمر کی جانب سے المغیرہ بن شُعْبَہ کے نام۔ سلامٌ علیک۔ میں تیرے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعدْ ابوعبداللہ نے ہم سے ذکر کیا ہے کہ وہ البصرہ میں ابن غزوان کی ولایت کے زمانے سے کاشت کررہا ہے، اور وہاں اس زمانے میں گھوڑوں کی پرورش و پرداخت کی جبکہ اہل البصرہ میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا، اس کام میں جو کچھ اس نے دیکھا ہے اس سے وہ مطمئن ہے۔ تم اس کی زراعت اور گھوڑوں کی پرداخت میں اس کو مدد دو، میں نے اس کو زراعت کی اجازت دیدی ہے، جس زمین میں اس نے زراعت کی ہے اس کو واپس دیدو بشرطیکہ وہ عجمیوں کی ایسی زمین نہو جس پر جزیہ ہے اور نہ اس میں ایسی زمین کا پانی بہہ کر آتا ہو جس پر جزیہ ہے۔ اس کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ اور کسی طریق سے تعرض نہ کرو۔ والسلام علیک و رحمۃ اللہ۔

یہ نامہ مُعَیقب بن ابی فاطمہ نے صفر سنہ ۱۷ میں لکھا"۔

الولید بن ہشام نے کہا، مجھے میرے چچا نے ابن شُبْرُمَہ کے حوالے سے خبر دی کہ انھوں نے کہا: اگر میں البصرہ کا والی ہوجاؤں تو وہاں کے لوگوں کی جائدادیں ضبط کروں گا، کیوں کہ عمر بن الخطاب

(رضی اللہ عنہ) نے وہاں ابوبکرہ اور نافع بن حارث کے سوا کسی کو جاگیر نہیں دی تھی۔ اسی طرح عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے عمران بن حصین اور اپنے غلام آزاد حُمران، اور ابن عامر کے سوا ـــــ جس کو اس کا مکان بطور جاگیر عطا کیا تھا ـــــ کسی کو کوئی جاگیر نہیں دی۔ راوی نے کہا: جیساکہ بیان کیا جاتا ہے عمران کو ابن زیاد نے بھی ایک قطیعہ دیا تھا۔

ہشام بن الکلبی نے کہا: البصرہ میں پہلا مکان نافع بن حارث نے اور پھر معقل بن یسار المزنی نے بنایا۔ عثمان بن ابی العاصی الثقفی کا مکان جو مدینۂ مبارکہ میں تھا، (حضرت) عثمان نے لے لیا اور لکھا کہ ابن عاصی کو البصرہ میں ایک زمین دیدی جائے۔ انھیں البصرہ میں ایک قطیعہ دیا گیا جو الاُبلّہ کے قریب شط عثمان کے نام سے معروف ہے۔ یہ جگہ پانی سے لبریز تھی، عثمان نے اس کو درست کرکے آباد کیا۔ انھی عثمان بن ابی العاصی کی طرف البصرہ کا باب عثمان منسوب ہے۔ ۳۵۲

کہتے ہیں: حمران بن ابان پہلے المسیّب بن نُجبتۃ الفزاری کا مملوک تھا۔ اور عین التمر میں ان کے ہاتھ آیا تھا۔ (حضرت) عثمان نے اس کو خرید لیا، لکھنا پڑھنا سکھایا اور کاتب مقرر کیا۔ پھر اس سے ناراض ہوگئے ـــــ کسی معاملے میں ولید بن عقبہ ابن ابی مُعَیط کی شکایت کی گئی۔ (حضرت) عثمان نے حُمران کو حکم دیا کہ جاکے معاملے کی تحقیق کرے۔ ولید نے اس کو رشوت دی، حُمران نے کہدیا کہ شکایت بے بنیاد ہے۔ لیکن بعد کو اصلیت ظاہر ہوگئی، معلوم ہوا کہ حمران نے رشوت لے لی تھی، اسپر (حضرت) عثمان برہم ہوے ـــــ اس سے کہا: "اب تو میرے پاس نہیں رہ سکتا"۔ اور اسے اختیار دیا کہ مدینۂ مبارکہ کے سوا جہاں چاہے رہے۔ اس نے البصرہ میں رہنا پسند کیا، اور درخواست

کی کہ وہاں اس کو ایک مکان عطا کردیا جائے؛ اس غرض سے اس نے ایک بڑی زمین کی نشان دہی کی، لیکن (حضرت) عثمان نے اس کو وہ زمین نہیں دی، اور ابن عامر سے کہا: اس کو اپنے مکانوں میں سے کوئی مکان دیدو"۔ ابن عامر نے اس کو ایک مکان دیدیا، وہی مکان دار حُمران کہلاتا ہے۔

کہتے ہیں: قاضی خالد بن طُلَیق الخزاعی کا گھر دراصل قاضی ابوالجراح کا تھا جو ابن زبیر کی قید میں تھے، جب وہ قید سے بھاگ نکلے تو سُلیم بن زیاد نے وہ گھر ان سے خرید لیا۔

ابن الکلبی کہتا ہے: البصرہ میں شارع بنی سَمُرہ کا مالک عتبہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سَمُرہ بن حبیب بن عبد شمس ابن عبد مناف تھا۔ اور مسجد عاصم، بنی رَبیعَہ بن کلاب بن رَبیعَہ ابن عامر بن صَعصَعَہ میں سے عاصم نام ایک شخص کی طرف منسوب ہے۔ اور دار ابی نافع، عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کے غلام آزاد ابو نافع کی طرف منسوب ہے۔

القَحذَمی کہتا ہے: دار ابی یعقوب الخطابی، حجاج کے مؤذن سحامہ بن عبدالرحمٰن بن اصم الغَنَوی کا تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے یزید بن مُہلّب سے جنگ کی تھی، مَسلَمہ بن عبد الملک نے اس کو حَرب عَقر کے دن قتل کیا تھا۔ یہ گھر المغیرہ بن شعبہ کے مکان کے قریب تھا۔

کہتے ہیں: دار طارق، طارق بن ابی بکرہ کی طرف منسوب ہے، اس کے سامنے حکم بن ابی العاصی الثقفی کی جائداد تھی ـــــ دار زیاد بن عثمان، عبیداللہ بن زیاد نے اپنے بھتیجے زیاد بن عثمان کے لیے خرید لیا تھا، اس کے قریب وہ جائداد تھی جس کے ایک حصے میں بابَہ بنت ابی العاصی کا گھر تھا۔ وہ مکان جو دار سلیمان ابن علی کے نام سے معروف ہے سلم بن زیاد کا تھا، ہلال بن ابی بردہ

۲۵۴

نے جبکہ وہ البصرہ کا والی تھا، خالد بن عبداللہ کے لیے اس کو خرید لیا۔ پھر جب سلیمان بن علی آیا تو وہ اسی میں رہا۔

کہتے ہیں: ثقیف کے غلام آزاد موسیٰ بن ابی المختار کا مکان بنی دارم میں سے کسی کا تھا، فیروز بن حُصَین نے دس ہزار درہم میں اس کو خریدنا چاہا، اس نے کہا: میں تیرا پڑوس ایک لاکھ درہم میں بھی فروخت نہیں کروں گا۔ فَیرُوز نے دس ہزار درہم بھی اس کو دیدیئے اور مکان بھی اسی کے پاس رہنے دیا۔ ابوالحسن نے یہ واقعہ دوسرے طریق پر بیان ہے، وہ کہتا ہے، دارمی اپنا مکان خود ہی فروخت کرنا چاہتا تھا اور اس نے کہا تھا کہ میں اس کو دس ہزار درہم میں فروخت کروں گا، پانچ ہزار مکان کی قیمت ہے اور پانچ ہزار فیرُوز کے پڑوس کی۔ فیروز نے یہ بات سُنی تو اس کو دس ہزار درہم دیدیئے اور کہا: تم اپنے گھر ہی میں رہو"۔

دار تبیعؓ، عبدالرحمٰن بن تبیع الحمیری کی طرف منسوب ہے۔ یہ زیاد کی مملوکہ زمین پر تھا۔

اہل الطائف میں ایک شخص تھا جسے دُمُون کہتے تھے، وہ البصرہ میں رہتا تھا، یہاں اس کی ایک جائداد تھی، ابوموسیٰ نے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کردی جس سے ابوبُردَہ پیدا ہوا۔ اس کے متعلق اہل البصرہ میں یہ بات زبان زد تھی:

الرفاء والبنون وخبز وکمون فی بیت الدمون

سنجوگ اور اولاد، روٹی اور زیرہ یہ سب دمون کے گھر میں ہیں

القحذمی اور دوسروں کا بیان ہے کہ البصرہ میں پہلا حمام عبداللہ بن عثمان بن ابی العاصی الثقفی نے بنایا۔ یہ الخُرَیبَۃ میں قصر عیسیٰ بن جعفر کے پاس سفیان بن معاویہ کے باغ میں تھا۔ دوسرا حمام زیاد کے غلام آزاد فیل نے بنایا۔ تیسرا حمام بلالا باذ میں مسلم بن ابی بکرہ نے بنایا، بعد کو یہ حمام عمرو بن مسلم الباہلی

کی ملک ہوگیا ۔۔ ایک زمانے تک البصرہ میں یہی تین حمام تھے۔
مجھ سے المدائنی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ابوبکرہ نے
اپنے بیٹے مسلم سے کہا : جانِ پدر ! میں دیکھتا ہوں کہ تو کچھ
نہیں کرتا، تاہم تیری آمدنی اپنے بھائیوں سے کم نہیں ہے"۔ اس نے
کہا : میرا راز افشا نہ ہو تو کہوں"۔ ابوبکرہ نے کہا : افشا نہیں ہوگا"
مسلم نے کہا : میں اپنے اس حمام سے ہزار درہم روز اور
بہت سا کھانا پیدا کرلیتا ہوں"۔ پھر یہ ہوا کہ مسلم بیمار ہوا اور
اس نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکرہ کو اپنے حمام کی
آمدنی بتادی، اس نے یہ بات ظاہر کردی، اور والی سے حمام
بنانے کی اجازت مانگی ــ اس زمانے میں البصرہ میں بغیر اجازت
حاصل کیے حمام نہیں بنائے جاسکتے تھے ــ اجازت مل گئی اور اس نے
حمام بنالیا۔ پھر تو ایک تانتا بندھ گیا، عبیداللہ بن ابی بکرہ نے، ۳۵۴
اور الحکم بن ابی العاصی نے، اور سیاہ الاسواری نے، اور حصین
ابن ابی الحر العنبری نے، اور ریطہ بنت زیاد نے، اور منجاب
ابن راشد الضبی نے ایک ایک، اور لبابہ بنت اوفی الجرشی
نے دو ــ ایک اصحاب القباء میں اور ایک بنی سعد میں ــ
حمام بنانے کی درخواست کی، سب کو اجازت مل گئی اور البصرہ
میں بہت سے حمام ہوگئے۔ مسلم بن ابی بکرہ جب تندرست ہوا تو
اس نے اپنے حمام کی آمدنی بہت کم پائی، اس نے اپنے بھائی کو
ملامت کی اور کہا : اللہ نے اس سے رحم قطع کرادیا"۔
کہتے ہیں : فیل، زیاد کا حاجب اور غلام آزاد تھا۔ ایک دفعہ فیل،
ابوالاسود دئلی اور انس بن زنیم کے ساتھ سوار ہوکے نکلا۔ فیل
خوش رفتار ترکی گھوڑے پر سوار تھا، ابوالاسود اور ابن زنیم
بہت سست رو گھوڑوں پر تھے۔ دونو کو حسد ہوا، انس نے
ابوالاسود سے کہا : بڑھ جاؤ"۔ ابوالاسود نے کہا : رستہ دو۔

فیل نے کہا :

لَعَمرُ أبِیکَ ماحَمّامُ کِسرٰی عَلَی الثُّلُثَینِ مِن حَمّامِ فِیلِ

تیرے باپ کی قسم! حمام کسریٰ حمام فیل کے تیسرے حصے کے برابر بھی نہیں ہے۔

ابوالاسود نے جواب دیا :

وَمَا اِرْقَاصُنا حَوْلَ الْمَوَالی بِسُنّتِنا عَلٰی عَھْدِ الرَّسُولِ

موالی کے گرد ہمارا رقص کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی سنت نہیں ہے۔

ابومفرغ،[1] طلحہ بن عبداللہ بن خلف سے جو طلحۃ الطلحات کہلاتا تھا، کہتا ہے :

تُمَنِّینِی طُلَیحَۃُ أَلفَ أَلفٍ لَقَد مَنَّیتَنِی أَمَلاً بَعِیدا
فَلَستَ لِمَاجِدٍ حُرٍّ وَلٰکِن لِسَمرَاءَ الَّتِی تَلِدُ العَبِیدا[2]
وَلَو اُدخِلتَ فِی حَمّامِ فِیلٍ وَاُلبِستَ المَطَارِفَ وَالبُرُودا

اے طلیحہ! تو مجھے ہزار ہزار کی تمنا دلاتا ہے۔ لیکن تو مجھے دور کی امید دلا رہا ہے۔

تو کسی معزز اور آزاد کا بیٹا نہیں، سمراء کا بیٹا ہے جو غلام ہی جنتی ہے۔

اگر تجھے حمام فیل میں داخل کر دیا جائے اور دھاری دار ریشمی چادریں تجھے اڑھا دی جائیں (تب بھی تیری اصلیت مٹ نہیں سکتی)

---

[1] غالباً خطاءً نقل ہے۔ شاعر، ابن مفرغ کے نام سے معروف ہے، یزید بن ربیعہ بن مفرغ الحمیری نام تھا اور کنیت ابوابان تھی شعراء حماسہ میں سے تھا۔ عباد بن زیاد کے ساتھ سجستان گیا مگر اس کی صحبت خوش نہ آئی۔ اس نے زیاد کے نسب پر طعن کیا ہے، کہتا ہے: زیاد، نیل کی طرح مجہول النسب ہے۔ اور اس باب میں اس کی ابیات معروف ہیں ـــــ اغانی، ج ۱، ص ۵۱؛ ابن خلکان، ج ۲، ص ۲۸۹؛ ابن تغری بردی، ج ۲، ص ۱۴۴ ؛ کتاب الشعر والشعراء، ص ۲۰۹۔

[2] سمراء: بھورا، بادامی۔ عبد: غلام جس کے ماں باپ غلام ہوں اور خود اسی کو غلام بنایا گیا ہو۔ تاریخ میں عبید سیاہ فام غلاموں کے لیے استعمال ہوا ہے۔

جب منجاب کی موت کا وقت قریب تھا، کسی نے کہا:

يَارُبَّ قَائِلَةٍ يَوْمًا وَقَدْ لَغِبَتْ كَيْفَ الطَّرِيقُ إِلَى حَمَّامِ مِنْجَابِ

بارہا ایسا ہوا کہ ایک عورت، جب وہ کسی دن تھک گئی اور خستہ ہوگئی تو اس نے کہا منجاب کے حمام کو کس رستے سے جائیں"۔

حمام عمرو کی نسبت بنی اسامہ کا غلام آزاد عباس کہتا ہے:

ذَكَرْتُ الْبَنْدَ فِي حَمَّامِ عَمْرٍو فَلَمْ أَبْرَحْ إِلَى بَعْدَ الْعِشَاءِ

میں حمام عمرو میں پانی کا کنڈہ یاد کرتا اور رات گئے تک وہیں رہتا۔

حمام فیل بن نشبۃ السعدی کی طرف منسوب ہے۔ زیاد نے اس کی نسبت کہا ہے کہ وہ خود چور ہے مگر اپنے ہمصفیروں سے خوب حفاظت کرتا ہے"۔

ہشام بن الکلبی کہتا ہے: البصرہ میں قصر اَوس، اَوس بن ثعلبہ ابن رُقَی کی طرف منسوب ہے۔ اَوس، بنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عکابہ سے تھا اور اہل خراسان میں رودار آدمی تھا، یہاں اس سے بڑے بڑے کام متعلق تھے۔ تدمر سے گزرتے ہوئے اپنے دو بتوں کے متعلق اسی نے کہا تھا:

فَتَاتَي أَهْلِ تَدْمُرَ خَبِّرَانِي أَلَمَّا تَسْأَمَا طُولَ الْقِيَامِ

فَكَائِنْ مَرَّ مِنْ دَهْرٍ وَدَهْرٍ لِأَهْلِكُمَا وَعَامٍ بَعْدَ عَامِ

اہل تدمر کی نوجوان لڑکیو! مجھے بتاؤ، کیا تم مدت دراز تک کھڑے کھڑے تھک نہیں گئیں؟

تم لوگوں پر کتنے ہی عہد پر عہد اور سال پر سال گزر چکے ہیں۔

قصر اَنَسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس ابن مالک الانصاری کی طرف منسوب ہے۔

راوی نے کہا: منارہ بنی اُسَید اسی قبیلے کے ایک شخص حسان ابن سعد نے بنایا تھا۔ قصر احمر، جو اب آل عمر بن حفص بن قبیصہ ابن ابی صُفْرہ کی ملک ہے، عمرو بن عتبہ بن ابی سفیان کا تھا۔ قصر مُسَیرِین (جلا وطنوں کا قصر) عبدالرحمن بن زیاد کا تھا۔ عبدالرحمن

ابن محمد بن اشعث الکندی کے ساتھ جو لوگ برسرِ عصیان ہو کر جنگ کرنے نکلے تھے الحجاج نے انھیں جلاء وطن کرکے اسی قصر میں محبوس کیا تھا۔ یہ قصر ایک اور قصر کے بیچ میں ہے، اس سے متصل عبیداللہ ابن زیاد کا قصر ہے، اور اس کے پہلو میں جوستق ہے۔

التحذمی کہتا ہے: قصر نواہق، زیاد کا تھا، اس کا یہ نام شطار نے رکھا۔ قصر نعمان، نعمان بن صہبان الراسبی کا تھا؛ اسی نعمان نے یزید بن معاویہ کی موت کے زمانے میں مُضر و ربیعہ کے درمیان فیصلہ کیا تھا، عبید اللہ بن زیاد نے اس کو وسیع کیا، نعمان نے کہا: اے ابو حاتم! یہ بہت ہی برا مال ہے؛ پانی زیادہ ہو تو میں ڈوب جاؤں گا، کم ہو تو پیاسا مرجاؤں گا" آخر وہی ہوا جو اس نے کہا تھا، پانی کم ہوگیا اور وہاں جو لوگ تھے ہلاک ہوگئے۔ قصر زربی، عبداللہ بن عامر کے غلام آزاد زربی کی طرف منسوب ہے؛ زربی، عبداللہ کے اصطبل کا نگران تھا، یہ مکان اس کے جانوروں کے لیے مخصوص ہوگیا۔ قصر عطیہ، عطیۃ الانصاری کی طرف منسوب ہے۔ مسجد بنی عباد، بنی عباد بن رضا بن شقرہ ابن حارث بن تمیم بن مُرّ کی طرف منسوب ہے۔ اور وہ مکان جو دار عبداللہ بن خازم السلمی کے نام سے معروف ہے، عبداللہ کی پھپی دَجاجہ کا تھا؛ دجاجہ، عبداللہ بن عامر کی ماں تھی، اس نے یہ مکان عبداللہ بن خازم کو دیدیا تھا، عبداللہ بن خازم، اسماء بن الصلت کا پوتا تھا، اور دَجاجہ اسماء کی بیٹی تھی۔ ۳۵۶

مجھ سے المدائنی نے بیان کیا، اس سے ابوبکر الہذلی اور العباس ابن ہشام نے کہا، اور ان دونوں سے ان دونوں کے والد نے عُوانہ کے حوالے سے بیان کیا کہ: —— الاحنف بن قیس، اہل البصرہ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (حضرت) عمر نے وافدین میں ایک سے آنے کی غایت

پوچھی، پھر الاحنف کی طرف متوجہ ہوئے، ان کے جسم پر موٹے جھوٹے کپڑے تھے اور وہ ایک گوشے میں خاموش بیٹھے تھے، پوچھا: کیا تمھیں کچھ حاجت نہیں؟ بولے: ہاں، اے امیرالمومنین بھلائی کی کنجیاں تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ نوآباد شہروں میں ہمارے بھائی گزشتہ قوموں کے مساکن میں مقیم ہیں، ان کی ایک جانب آب شیریں اور دوسری جانب سرسبز باغ ہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ایسی جگہ رہتے ہیں جو شور ہے، مرطوب ہے اور اس میں کثرت سے جھاڑیاں ہیں۔ نہ اس کی رطوبت خشک ہوتی ہے اور نہ اس کی چراگاہوں میں چارہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی ایک جانب، مشرق میں، آب شور بہتا ہے؛ اور دوسری جانب، مغرب میں، بیابان ہے، بالکل بے آب وگیاہ؛ نہ ہمارے پاس کھیت ہیں اور نہ مواشی جن سے ہمیں کچھ حاصل ہو، ہماری روزی شترمرغ کی روزی کیطرح دور ہے ہمیں پانی کے لیے دو فرسخ جانا پڑتا ہے، جو ضعیف ہوں ان کے لیے یہ کیسی مصیبت ہے۔ جب کوئی عورت پانی لانے جاتی ہے تو اس خوف سے کہ کہیں دشمن نہ آپڑے یا درندہ اس کے بچے کو نہ پھاڑ کھائے، اپنے بچے کو گلے سے باندھ لیتی ہے جس طرح بکری کا بچہ باندھا جاتا ہے۔ اگر امیرالمومنین نے ہم سے اس مصیبت کو دور نہ کیا اور ہمارے فاقوں کا علاج نہ کیا تو ہم اس قوم کی طرح ہو جائیں گے جو ہلاک ہو چکی ہے"۔ (حضرت) عمر نے دیوان میں ان کے بال بچوں کے نام لکھ لئے، سب کے لیے روزینے جاری کردیئے اور ابوموسیٰ الاشعری کو حکم دیا کہ ان کے لیے نہر کھدوائیں۔

مجھ سے اہل العلم میں سے ایک جماعت نے بیان کیا کہ:-
دجلۃ العوراء کا ایک قدرتی دہانہ تھا۔ برسات کا پانی اسی دہانے سے دجلہ میں آتا۔ مد ہوتا تو دجلہ اور دجلۃ العوراء ایک ہوجاتے، اور دونوں کا پانی مل کر بہتا؛ جزر ہوتا تو دونوں ایک دوسرے سے

منقطع ہو جاتے اور دونوں کا پانی الگ الگ بہتا۔ دجلۃ العوراء کا طول تقریباً ایک فرسخ تھا، اس کے منتہیٰ پر البصرہ کے قریب ایک وسیع نشیب تھا، جاہلیت میں اس کو اُجانہ کہتے تھے، اسلام میں عربوں نے اس مقام کا الجزارہ نام رکھا؛ یہ مقام، حسب پیمائش، البصرہ سے تین فرسخ پر تھا؛ اس لحاظ سے نہر الابلہ کا طول چار فرسخ ہوتا ہے۔ یہیں سے وہ نہر نکلتی ہے جسے آجکل نہر اُجانہ کہتے ہیں۔ ۳۵۷

دجلۃ العوراء کو دجلۃ البصرہ بھی کہتے ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعری کو حکم دیا تھا کہ اہل البصرہ کے لیے نہر بنوادیں۔ انھوں نے امتثال کیا۔ اُجانہ سے ابتدا کی اور تین فرسخ تک تحفیر کرکے نہر البصرہ تک پہنچا دی۔ اس طرح نہر الاُبلہ کا طول چار فرسخ ہوگیا۔ لبعد کو اس کا وہ حصّہ جو البصرہ اور بثق الحیری کے درمیان تھا — اور بثق الحیری البصرہ سے ایک فرسخ پر تھا — بند ہوگیا؛ (حضرت) عثمان نے اپنے عامل البصرہ عبداللہ بن عامر بن کُرَیز کو نہر الاُبلہ کے درست کرنے کا حکم دیا، وہ اس کام میں تاخیر کرتا رہا حتیٰ کہ زیاد بن ابی سفیان نے اس کام کو سرانجام کیا۔ زیاد، عبداللہ بن عامر کی جانب سے دیوان اور بیت المال کا والی تھا، عبداللہ جب خراسان گیا تو اس نے زیاد کو اپنا قایم مقام کیا، زیاد نے اسی زمانے میں یہ کام کر ڈالا، نہر کا وہ حصہ جو ابو موسیٰ نے بنوایا تھا برقرار رکھا اور جو بند ہوگیا تھا اس کو صاف کرادیا۔ زیاد نے اس کام کا متولی عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کو مقرر کیا۔ جب نہر میں پانی چھوڑا گیا تو عبدالرحمٰن اپنے رہوار پر سوار ہو کے نہر کے کنارے کنارے چلا، کہ دیکھے پانی کہیں رُکتا تو نہیں۔ پانی تیزی سے بہا، اس نے رہوار کو ایڑ دی، مگر پانی کا کیا مقابلہ کرتا، پانی اس سے آگے نکل گیا۔ ابن عامر جب خراسان سے واپس آیا تو نہر کو دیکھ کر زیاد پر برس پڑا، کہا: تو نے

چاہا کہ نہر کے ساتھ بجائے میرے تیرا نام باقی رہے"۔ اس بنا پر دونوں کے تعلقات ناخوش گوار ہوگئے اور مرتے دم تک ناخوش گوار رہے۔ اس کا اثر ان کی اولاد میں آیا اور ان کے درمیان بھی ناخوش گواری رہی۔ یونس بن حبیب النحوی کہتا ہے: میں نے آلِ زیاد و آل ابن عامر کے درمیان ناخوش گواری محسوس کی ہے۔

مجھ سے الاثرم نے ابوعبیدہ کے حوالے سے بیان کیا کہ:—
ابوموسی نے اُجانہ سے البصرہ تک نہرالاُبُلہ بنائی تھی۔ جب یہ نہر نہ تھی لوگ الاُبلہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام سے، جسے دیرقادوس کہتے، پانی لاتے تھے۔ یہ جگہ انھوں نے پانی لینے کو دجلہ میں بنائی تھی؛ نہر الاُبلہ، شور اور مرطوب زمین سے بہتی ہوئی آتی تھی، اس کے کناروں پر نام کو روئیدگی نہ تھی۔ آندھیوں نے اس میں اتنی مٹی لاڈالی کہ مجرائے آب بند ہوگیا۔ اثرم نے کہا: زیاد نے نہرالاُبلہ کی اصلاح سے فارغ ہوکر نہر البصرہ بنوائی۔ ابن عامر جب خراسان سے واپس آیا تو اس نے زیاد کو ملامت کی اور کہا: تو نے اس نہر سے اپنی شہرت اور اس کے ساتھ اپنے نام کا بقا چاہا ہے"۔ اس بنا پر دونوں کے درمیان ناخوش گواری پیدا ہوگئی' جو ان کے بعد ان کی اولاد کے درمیان بھی قائم رہی۔ ابوعبیدہ نے کہا زیاد نے اس دھارے کو فیل کے مکان سے، جو اس کا حاجب اور غلام آزاد تھا، شروع کیا اور مقام جَسر تک تحفیر کی۔ ۳۵۸

محمد بن سعد نے الواقدی اور دوسروں کے حوالے سے بیان کیا کہ:— عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کو ایک نہر کی تحفیر کا حکم دیا اور لکھا کہ اس کام کا متولی مَعقِل بن یسار المزنی کو مقرر کیا جائے۔ اس وجہ سے یہ نہر مَعقِل کی طرف منسوب اور نہر مَعقِل کے نام سے مشہور ہوئی۔ الواقدی کہتا ہے: مَعقِل نے عبیداللہ بن زیاد کے زمانے میں، جبکہ وہ معاویہ بن ابی سفیان کی جانب سے البصرہ

کا والی تھا، البصرہ میں وفات پائی۔

الولید بن ہشام القحذمی اور علی بن محمد بن ابی سیف المدائنی نے بیان کیا کہ:— المنذر بن جارود العبدی نے معاویہ بن ابی سفیان سے نہر ثار کی تحفیر کے بارے میں گفتگو کی۔ معاویہ نے زیاد کو لکھا اور اس نے وہ نہر بنوائی جو نہر معقل کہلاتی ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے یہ کام معقل بن یسار کی نگرانی میں ہوا تھا اس لیے یہ نہر معقل کی طرف منسوب ہوئی؛ اور ایک جماعت کہتی ہے: نسبت کا سبب دوسرا ہے، کام کا متولی تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ یا کوئی اور تھا، لیکن جب نہر طیار ہوئی تو برکت حاصل کرنے کے لیے معقل بن یسار سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، افتتاح کی درخواست کی گئی، انھوں نے اس کا افتتاح کیا۔ اس وجہ سے لوگ اس کو نہر معقل کہنے لگے۔ القحذمی نے سلسلۂ کلام میں کہا: زیاد نے ایک شخص کو ہزار درہم دیئے اور کہا دجلہ تک جاؤ اور رستے میں جو ملے اس سے پوچھو یہ نہر کس نے بنائی ہے؛ اگر کوئی کہے زیاد نے بنائی ہے تو اسے ہزار درہم دیدینا۔" وہ شخص دجلہ تک گیا اور واپس آگیا، کہا: مجھے جو ملا اس نہر کو نہر معقل ہی کہتا تھا"۔ زیاد نے کہا: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے)

کہتے ہیں: نہر دُبَیس، دُبیس نام ایک دھوبی کی طرف منسوب ہے جو اسپر کپڑے دھوتا تھا۔ اور ثبق الحیری ایک نبطی کی طرف منسوب ہے، وہ نبطی اہل الحیرہ میں سے تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ زیاد کا غلام آزاد تھا۔

کہتے ہیں: جب زیاد نے نہر معقل بنوانی شروع کی اور مُحَفّر اس قُبّے تک پہنچے، جہاں سے وہ عساکر کا معائنہ کیا کرتا تھا، تو وہاں سے نہر کا رُخ جنوب کی طرف موڑ دیا، اور اس موڑ سے

الجبل کے اصحاب الصدقہ کے مقام تک تحفیر کی گئی۔ نہر کے اس حصے کو جہاں سے وہ جنوب کی طرف مڑتی تھی نہر دُبیس کہتے تھے۔
عبداللہ بن عامر نے ایک نہر بنوائی جو نہر اُساوِرہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نہر فیل کے مکان کے قریب تھی۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ نہر ایرانی اُساوِرہ نے بنوائی تھی۔
نہر عَمرو، عَمرو بن عتبہ بن ابی سفیان کی طرف منسوب ہے اور نہر اُم حبیب، ام حبیب بنت زیاد کی طرف منسوب ہے۔ اس کے کنارے ایک قصر تھا جس کے بہت سے دروازے تھے اس لئے اس کو ہزار در کہتے تھے۔
علی بن محمد اسمدائنی نے بیان کیا کہ شِیرَوَیۂ الاُسواری نے عبیداللہ ابن زیاد کی ماں مرجانہ سے شادی کی اور اس کے لیے ایک قصر بنوایا جس کے بہت سے دروازے تھے اس لیے اس کو ہزار در کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۳۵

ابوالحسن کہتا ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ اس قصر کا نام "ہزار در" اس لیے رکھا گیا کہ شِیرَوَیہ نے اِس قصر میں ہزار در بنوائے تھے۔
ایک روایت یہ بھی ہے کہ اِس مقام پر کسریٰ نے ایک ہزار اُسوار آباد کیے اور ان کے لیے ایک ہزار مساکن بنوائے، اس لیے اس مقام کو "ہزار در" کہنے لگے۔
نہر حرب، حرب بن سلم بن زیاد کی طرف منسوب ہے۔ عبدالاعلیٰ ابن عبداللہ بن عامر نے دعویٰ کیا کہ یہ نہر جس زمین میں ہے وہ ابن عامر کی ہے، اور حرب سے نزاع کی۔ معاملہ قاضی تک پہنچا۔ قاضی نے عبدالاعلیٰ کے حق میں فیصلہ دیا۔ حرب بن سلم، عبدالاعلیٰ کے پاس آیا، کہا: میں اِس معاملے میں تجھ سے نزاع کر کے نادم ہوں۔ تو قبیلے کا شیخ اور سردار ہے اب یہ نہر تیری ہے۔" عبدالاعلیٰ نے کہا: نہیں، یہ نہر تیری ہے۔" حرب واپس چلا گیا۔ رات کو عبدالاعلیٰ کے اصحاب و موالی اس کے پاس جمع ہوئے تو

انھوں نے کہا: حَرْب تیرے پاس اس وقت آیا جب قاضی نے تیرے حق میں فیصلہ کردیا"۔ عبدالاعلیٰ نے کہا: میں جو کچھ دے چکا ہوں واپس نہیں لے سکتا"۔

نہر یزیدان کے نام سے جو نہر مشہور ہے وہ عدی بن ارطاۃ کی طرف منسوب ہے۔ عدیؔ، یزید بن عمر اُسیدی کا صاحب شُرطَہ اور اپنے زمانے میں اہل البصرہ میں ممتاز تھا۔

کہتے ہیں: عبداللہ بن عامر بن کُرَیز نے اپنے ماں جائے بھائی عبداللہ بن عمیر بن عمرو بن مالک اللیثی کو، اور وہ اس کی ماں دجاجہ بنت اسماء بن الصلت السلمیہ کا بیٹا تھا، ۸ ہزار جریب زمین جاگیر میں دی۔ اس نے اس زمین میں وہ نہر بنوائی جو نہر ابن عمیر کے نام سے مشہور ہے۔

کہتے ہیں: عبداللہ بن عامر نے اپنی ماں دَجاجہ کے نام پر ایک نہر بنوائی اور غیلان بن خَرَشَتہُ الضَبّی کو اس کا متولی کیا۔ یہی وہ نہر ہے جس کی نسبت حارثہ بن بدر الغُدانی نے عبداللہ بن عامر سے کہا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ برکت والی نہر نہیں دیکھی۔ ضعفاء اپنے گھروں کے دروازوں پر اس کا پانی پیتے ہیں۔ یہ ان کے کھیتوں کو پانی دیتی ہے اور ان کے کھیتوں کی پیداوار اس میں بہتی ہوئی ان کے گھروں تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر جب زیاد البصرہ کا والی ہوا تو حارثہ نے اس سے کہا: میں نے اس سے زیادہ بُری نہر نہیں دیکھی۔ لوگوں کے گھر سیل رسیدہ ہیں، اس کے پھر ان کے گھروں میں پھیل رہے ہیں، اور ان کے بچے اس میں ڈوب جاتے ہیں"۔ ایک جماعت کہتی ہے: یہ بات خرشہ نے کہی تھی۔ لیکن پہلی خبر معتبر ہے۔ ۳۶۰

نہر سلم، سلم بن زیاد بن ابی سفیان کی طرف منسوب ہے۔ اور نہر نافذ، عبداللہ بن عامر نے بنوائی تھی اور اپنے غلام آزاد

نافذ کو اس کا متولی کیا تھا ؛ اس وجہ سے یہ نہر، نافذ کی طرف منسوب ہوئی - اب یہ نہر آلِ فضل بن عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ ابن حارث بن عبدالمطلب کے قبضے میں ہے -

ابوالیقظان کہتا ہے : عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عباس ابن ربیعہ بن حارث کو ایک لاکھ درہم عطا کیے اور البصرہ میں ایک مکان دیا - عباس بن ربیعہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کا لقب رائض البغال تھا، وہ خچروں پر خوب سوار ہوتا تھا- یہ وہی عبدالرحمٰن ہے جس کی اطاعت پر لوگ ابن الاشعث کے فرار کے بعد، جو الحجاج کے خوف سے سجستان چلا گیا تھا، جمع ہوے تھے -

نہر طلحتان، طلحہ بن ابی نافع کی نہر ہے جو طلحہ بن عبیداللہ کا غلام آزاد تھا - نہر حُمَیدَہ، آلِ عبدالرحمٰن بن سَمُرہ بن حبیب بن عبدشمس میں سے حُمَیدَہ نام ایک عورت کی طرف منسوب ہے - حُمَیدَہ، عبدالعزیز ابن عبداللہ بن عامر کی بیوی تھی - نہر خیرتان، خیرہ بنت ضمرۃ القشیریہ کی ہے، جو المُہَلَّب کی بیوی تھی ؛ اور نہر مہلبان بھی اسی کی تھی، نہر المُہَلَّب نے اس کو ہبہ کردی تھی - اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اصل میں یہ نہر خیرہ کی تھی جو مُہَلَّب کے بیٹے ابو عُیَینَہ کی ماں تھی- لیکن المُہَلَّب کی طرف منسوب ہوگئی - نہر جُبَیران، جُبَیر بن حیہ کی تھی- اور خلفان، عبداللہ بن خَلَف الخزاعی کی جاگیر تھی، جو طلحۃ الطلحات کا باپ تھا - اور طُلیقان، آلِ عُمران بن حصین الخزاعی کی تھی، جو خالد ابن طلیق بن محمد بن عمران کی اولاد میں تھا، اور اپنے زمانے میں البصرہ کا قاضی رہا تھا -

التحذمی کہتا ہے : نہر مُرّہ، ابن عامر کی تھی - ابن عامر نے اس نہر کی تحفیر کا کام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد مُرّہ کے سپرد کیا تھا - اس لیے یہ نہر اسی کے نام سے مشہور ہوئی لیکن ابوالیقظان اور دوسروں کا بیان ہے کہ نہر مُرّہ، مُرّہ بن ابی عثمان کی طرف

منسوب ہے۔ مُرَّہ، عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد اور فیاض آدمی تھے۔ مُرَّہ نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیاد کے نام رقعہ چاہا اور درخواست کی کہ سرنامہ میں زیاد کا نام تحریر فرمائیں۔ ام المومنین نے اس کے نام رقعہ دیدیا، اور مُرَّہ کے حق میں بہت کچھ لکھا، اور سرنامہ یوں تحریر فرمایا: "الیٰ زیاد ابن ابی سفیان من عائشہ ام المومنین"۔ زیاد یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ خود ام المومنین نے اسے خطاب کیا ہے، اور ابوسفیان سے نسبت دی ہے۔ وہ مُرَّہ کے ساتھ نہایت لطف سے پیش آیا، اور لوگوں سے کہا: یہ میرے نام مُرَّہ کے حق میں اُم المومنین کا مکتوب ہے"۔ اس نے لوگوں کے سامنے اس رقعے کو پیش کیا کہ وہ اس کا ۳۶۱ سرنامہ دیکھیں۔ اس نے مُرَّہ کو نہرالاُبُلَّہ پر سو جریب زمین جاگیر میں دی، اور کہا اپنی زمین میں نہر بناؤ۔ مُرَّہ نے نہر بنائی، اور وہ انھی کی طرف منسوب ہوئی۔ مُرَّہ کے بیٹے عثمان اہل البصرہ کے معززین میں تھے۔ بعد کو یہ جاگیر ان کی اولاد سے نکل گئی اور قبیلۂ ازد میں صُفاق بن حُجر بن بُجَیر العَقَوی کا گھرانا اس کا مالک ہوگیا۔

کہتے ہیں ودرجاہ جنگ، ثقیف کی جائدادوں میں سے تھی۔ اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کے متعلق بہت کچھ نزاعیں تھیں؛ فارسی میں جنگ شوروشغب کو کہتے ہیں۔

اَنسان، اَنس بن مالک کی طرف منسوب ہے، انھوں نے اس کو زیاد سے جاگیر میں حاصل کیا تھا۔ اور نہر بَشّار، بَشّار بن مسلم بن عمرو الباہلی کی طرف منسوب ہے؛ بَشّار، قُتَیبَہ کا بھائی تھا، اس نے الحجاج کو ایک رہوار ہدیہ دیا تھا، حجاج نے اس کو سات سو جریب، اور بقول بعض چار سو جریب زمین عطا کی، بَشّار نے یہ نہر اسی زمین کے لیے بنوائی تھی۔ نہر فَیرُوز، فَیرُوز حُصَین کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں: یہ نہر ایک باشکار کی تھی جس کا نام فَیرُوز تھا۔ القحذمی کہتا ہے کہ یہ

نہر ربیعہ بن کَلَدَۃ الثقفی کے غلام آزاد فَیرُوز کی طرف منسوب ہے۔
نہر العلاء، العلاء بن شریک الہذلی کی طرف منسوب ہے - اس نے
عبد الملک کو کوئی تحفہ دیا تھا جو اسے پسند آیا، اس کے صلے میں
عبد الملک نے اس کو سو جریب زمین عطا کی - نہر ذِراع، قبیلۂ رَبیعہ
کے ذِراع النمری کی طرف منسوب ہے جو ہارون بن ذِراع کا باپ
تھا۔ نہر حبیب، حبیب بن شہاب الشامی تاجر کی طرف منسوب ہے۔
حبیب کو یہ نہر زیاد نے اور بقول بعض عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
نے عطا کی تھی) - نہر ابوبکرہ، ابوبکرہ بن زیاد کی طرف منسوب ہے۔

مجھ سے العقوی الدلال نے بیان کیا کہ :— دِجلہ و الفُرات
کے درمیان کی زمینوں میں بکثرت دلدلیں تھیں۔ معاویہ بن ابی سفیان
نے اپنے بھتیجوں میں کسی کو دوآبہ کی تمام زمینیں جاگیر میں دیدیں۔
جب وہ نوجوان اپنی جاگیر دیکھنے آیا تو زیاد نے حکم دیا کہ بند
کھولدیئے جائیں۔ بند کھول دیے گئے اور زمینیں زیرآب ہوگئیں۔ نوجوان نے جو یہ حالت
دیکھی تو کہا: امیر المومنین نے مجھے ایسی زمینیں دی ہیں جن میں پانی
ہی پانی ہے۔ ایسی زمینیں میرے کس کام کی"۔ زیاد نے اس سے دو لاکھ
درہم میں یہ زمینیں خریدلیں، ان کو درست کیا، تخطیط کی، ان میں نہریں
نکالیں، اور قطعات کاشت کاروں کو (مقاسمہ پر) دیدیئے۔ رَوّادان
رَوّاد بن ابی بکرہ کی تھی۔ اور وہ نہر جو نہر الراء کہلاتی ہے اس میں
ایک مچھلی پکڑی گئی تھی، اس مچھلی کو الراء کہتے ہیں، اس وجہ سے
یہ نہر اسی کی طرف منسوب ہوگئی۔ اس کے کنارے حُمران کی زمین تھی
۳۶
جو معاویہ نے اسے جاگیر میں دی تھی۔ نہر مَکحُول، مکحول بن عبیداللہ الاحمسی
کی طرف منسوب ہے؛ مکحول، شَیبان کا ابن عم تھا۔ یہ وہی شیبان
ہے جو ابن زیاد کا صاحب شُرطہ اور مقبرۂ شیبان بن عبداللہ کا مالک
تھا۔ مکحول گھوڑوں کے متعلق شعر کہا کرتا تھا، اس کو یہ زمین عبدالملک
ابن مَروان نے جاگیر میں دی تھی۔ القحذمی کہتا ہے نہر مکحول جس کی طرف

منسوب ہے وہ مکحول بن عبداللہ السعدی ہے۔

القحذمی کہتا ہے : الطائف میں عثمان بن ابی العاصی الثقفی کی ایک جائداد تھی، یہ جائداد اس نے (حضرت) عثمان کو دیدی اور اس کے بدلے البصرہ میں نہر کے کنارے وہ زمین لی جو شطِ عثمان کے نام سے معروف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس نے یہ زمین اپنے مکان کے عوض لی تھی جو مدینۂ مبارکہ میں تھا اور جسے (حضرت) عثمان نے مسجد نبوی میں داخل کرنے کے لیے اس سے لے لیا تھا۔ عثمان بن ابی العاصی نے اپنے بھائیوں کو جاگیریں دیں جو ان کے ناموں کی نسبت سے معروف ہوئیں، حفصان، حفص بن ابی العاصی کی جاگیر ہے؛ اُمَیّتان ابوامیہ بن ابی العاصی کی؛ حکمان، الحکم بن ابی العاصی کی؛ اور مغیرتان اس کے بھائی المغیرہ کی؛ ونہر الارحاء، ابوعمرو بن ابی العاصی الثقفی کی تھی۔

المدائنی کہتا ہے : زیاد نے شطّ جُموم کی زمینیں لوگوں کو بطور جاگیر عطا کیں، بعد کو یہی زمینیں زیادان کے نام سے موسوم ہوئیں اور عبداللہ بن عثمان سے کہا : میں وہی زمینیں دیتا ہوں جو آباد کیجاسکیں۔" وہ یہ کرتا تھا کہ لوگوں کو زمین دیتا اور دو برس انتظار کرتا، اگر اس مدت میں وہ زمین میں کام کرتے اور اس کو آباد کرتے تو ان کے قبضے میں رہنے دیتا ورنہ واپس لے لیتا۔ الجُمُوم ابوبکرہ کی تھی پھر اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کے حصے میں آئی۔ ازرقان، ازرق بن مسلم مولیٰ بنی حنیفہ کی طرف منسوب ہے۔ محمدان، محمد بن علی بن عثمان الحنفی کی طرف منسوب ہے۔ زیادان، بنی الہیثم کے غلام آزاد زیاد کی طرف منسوب ہے جو مونس بن عمران بن جُمَیع بن یَسار کا دادا اور عیسیٰ بن عمر النحوی اور حاجب بن عمر کا نانا تھا۔ نہر ابی الخَصِیب، امیرالمومنین ابوجعفر المنصور کے غلام آزاد ابوالخَصِیب مَرزُوق کی طرف منسوب ہے۔ البصرہ کی نہر امیر، المنصور نے بنوائی تھی؛

پھر اپنے بیٹے جعفر کو ہبہ کردی، کہتے ہیں، یہ نہر، نہر امیرالمومنین کے نام سے معروف تھی پھر نہرالامیر کے نام سے معروف ہوئی۔ بعد کو الرشید نے خرید کر اس کی زمین کے قطعے کئے اور ان کو فروخت کردیا۔ نہر رُبّا، الرشید کی تھی اور سورجی کی طرف منسوب تھی۔ قرشی کے باب میں عبیداللہ بن عبدالاعلی الکُریزی اور عبیداللہ ابن عمر بن الحکم الثقفی کے درمیان نزاع تھی، پھر دونوں میں اسپر صلح ہوگئی کہ اس کے دو حصے کردیئے گئے، ایک حصہ عبیداللہ ابن عبدالاعلیٰ نے لے لیا، اس کا نام بدستور قُرَشی رہا؛ دوسرا حصہ عبیداللہ بن عمر الثقفی نے لے لیا، اس کا نام عربی رکھا گیا۔ قندلؔ دِجلہ کے دہانوں میں سے ایک دہانہ تھا۔سلیمان بن علی نے اسپر بند بندھوایا، اس کے کنارے اُلمُنذِر بن الزُبیر بن العوام کا قطیعہ تھا اور یہیں نعمان بن المُنذِر صاحب الحِیرہ کی نہر تھی جو کسریٰ کے زمانے میں اس کو ملی تھی۔ یہاں نعمان کا ایک قصر بھی تھا۔ نہر مقاتِل، مُقاتِل بن جاریہ بن قدامتہ السعدی کی طرف منسوب ہے۔ عُمَیران، عبداللہ بن عمیر اللیثی کی طرف منسوب ہے۔سیحان، برامکہ کی تھی اور انھی نے اس کا نام سیحان رکھا تھا۔ جُوبَرَہ شکارگاہ تھی، یہاں جُوبَرَہ نام مچھلی پکڑی جاتی تھی، اس لیے یہ نہر اسی کی طرف مُضاف ہوئی۔ حُصینان، حصین بن ابی الحر العنبری کی تھی۔عُبَیدُ لّان، عبیداللہ بن ابی بکرہ کی تھی۔عُبَیدان، عُبَید بن کعب النُمَیری کی تھی۔ منقذان، منقذ بن علاج السلمی کی تھی۔ عبدالرحمانان، ابوبکرہ بن زیاد کی تھی، پھر ہشام کے غلام آزاد ابوعبدالرحمٰن نے اس کو خرید لیا۔ نافعان، نافع بن حارث الثقفی کی تھی۔ اَسلَمان، اسلم بن زرعۃ الکلابی کی تھی۔ حمرانان (حضرت) عثمان کے غلام آزاد حمران ابن ابان کی تھی۔ قتیبان، قُتَیبَہ بن مسلم کی تھی۔ خشخشان، آل خشخاش العنبری کی تھی۔ التحذمی کہتا ہے: نہر البنات زیاد کی بیٹیوں کی طرف

مضاف ہے، اس نے اپنی ہر بیٹی کو ۶۰ جریب زمین دی تھی اور وہ عموماً اتنی ہی زمین دیتا تھا ـــــ زیاد نے عبدالرحمٰن بن صبیح الحمیری کو، جو اس کی جاگیروں کے دفتر کا متولی تھا، حکم دیا کہ نافع ابن حارث الثقفی کو اتنی زمین دیدی جائے جتنی زمین پر وہ چل سکے۔ عبدالرحمٰن اس کو ایک زمین پر لے گیا، وہ اسپر چلا، چلتے چلتے اس کی چپل کا تسمہ ٹوٹ گیا، عبدالرحمٰن نے کہا: بس تیرا حصہ پورا ہوگیا۔" نافع نے کہا: یہ بات نہوتی تو میں الاُبُلّہ تک جاتا۔" پھر کہا: مجھے اجازت دے کہ میں اپنی جوتی پھینکوں۔ اس نے اجازت دیدی، جوتی پھینکی اور وہ اُجانہ تک گئی اور وہ پوری ٣٦٤ زمین اس کو عطا کردی ـــــ سعیدانِ آل سعید بن عبدالرحمٰن بن عباد ابن اسید کی تھی۔ سلیمانان، عُبَید بن قسیط کی جاگیر تھی۔ وہ الحجاج کے زمانے میں رَوند بر عامل تھا، اس نے یہاں سلیمان ابن جابر نام ایک مرد زاہد کو رکھا تھا اس لیے یہ زمین اسی مرد زاہد کی طرف مضاف ہوی۔ عُمران، عمر بن عبیداللہ بن معمر التیمی کی تھی۔ فیلان زیاد کے غلام آزاد فیل کی تھی۔ خالدان، خالد ابن عبداللہ بن خالد بن اُسید بن ابی العیص بن امیہ کی طرف منسوب ہے۔ نہر یزید الاباضی کا مالک یزید بن عبداللہ الحمیری تھا۔ المسماریہ، مسمار مولیٰ زیاد کا قطیعہ تھا، اس کے سوا الکوفہ میں بھی اس کی جائداد تھی۔

القحذمی کہتا ہے: بلال بن ابی بُردہ نے نہرِ مَعقِل کو نہر البصرہ کے دھارے سے ملا دیا تھا۔ اس سے قبل اس کے دھارے کا پانی پھیل جاتا اور بہ کر اس قبے کی طرف آتا جہاں سے زیاد لشکر کا معائنہ کیا کرتا تھا۔ اسی بلال نے نہر بلال تعمیر کرائی اور اس کی دونوں جانب دکانیں بنوائیں اور بازار بھی وہیں منتقل کردیا۔ یہ کام اس نے یزید بن خالد القسری کے لیے انجام دیا تھا۔

کہتے ہیں: بشیر بن عبداللہ بن ابی بجرہ نے نہر مرغاب بنوائی اور اس کا نام مرو کی نہر مرغاب کے نام پر نہر مرغاب رکھا، یہ نہر جس زمین میں تھی وہ بلال بن احوز المازنی کی جاگیر تھی، یہ جاگیر اس کو یزید بن عبدالملک نے عطا کی تھی، اس کا رقبہ ۸ ہزار جریب تھا۔ بشیر نے اس جاگیر پر قبضۂ مخالفانہ کی غرض سے نہر مرغاب بنوائی اور بکثرت نالیاں اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکالیں، اور کہا: یہ تو میری جاگیر ہے۔" حمیری بن بلال نے اس سے نزاع کی اور حکومت سے داد خواہ ہوا، خالد بن عبداللہ القسری نے مالک بن منذر بن جارود کو جو البصرہ کے احداث پر تھا لکھا کہ حمیری کو نہر مرغاب و ارض مرغاب کا قبضہ دلوادو۔ مالک نے امتثال کیا۔ بشیر خالد کے پاس گیا اور اس نے ظلم کی شکایت کی اور خالد نے اس کی شکایت قبول کی۔ عمرو بن یزید الاُسَیدی حمیری کا حامی تھا اور اس کی مدد کررہا تھا۔ اس نے مالک سے کہا: خدا تمہیں نیک ہدایت دے، یہ قبضہ دلانے کا حکم نہیں ہے، بلکہ یہ حکم ہے کہ مرغاب، حمیری کی طرف منتقل کردو۔" راوی نے سلسلۂ کلام میں کہا کہ الاحنف کے چچا صَعصَعہ بن معاویہ کے پاس مرغاب سے متصل ایک قطیعہ تھا۔ معاویہ بن صَعصَعہ بن معاویہ، حمیری کی حمایت کو پہنچا، بشیر نے کہا: یہ ہمارے اونٹوں اور ہمارے مواشی اور ہمارے گدھوں اور باربرداری کے جانوروں اور بکریوں کی چراگاہ ہے۔" معاویہ نے کہا: کیا اسہال زدہ ٹیڑھے سینگوں والے مواشی اور گرمائی ہوئی خرمادہ کی خاطر تو ہمارا حق مارنا چاہتا ہے؟ پھر عبداللہ بن ابی عثمان بن عبداللہ بن خالد بن اسید آیا اور اس نے کہا: یہ ہماری زمین اور ہماری جاگیر ہے۔" معاویہ نے کہا: کیا تو نے اس شخص کا ذکر سنا ہے جو آگ میں چلا تھا اور جس کے پھر بند میں شعلے داخل ہوگئے تھے؟ تو وہی ہے"

۳۶۵

کہتے ہیں: سویدان، عبیداللہ بن ابی بکرہ کی جاگیر تھی، اس کا رقبہ چار سو جریب تھا، بعد کو اس نے یہ جاگیر سوید بن منجوف السدوسی کو ہبہ کردی۔ سبب یہ ہوا کہ سوید ایکدفعہ صاحب فراش ہوا، عبیداللہ بن ابی بکرہ اس کی عیادت کو آیا، پوچھا: تم اپنی حالت کیسی پاتے ہو؟ کہا: "اچھی پاتا ہوں بشرطیکہ تم چاہو"۔ ابوبکرہ نے کہا: میں یقیناً تمھاری صحت اور بھلائی چاہوں گا، بتاؤ تمھاری کیا خواہش ہے؟ سوید نے کہا: تم مجھے ویسا ہی عطیہ دو جیسا عطیہ ابن معمر کو دیا ہے۔ پھر مجھے کوئی تکلیف باقی نہ رہے گی"۔ ابوبکرہ نے اس کو یہ جاگیر ہبہ کردی جو اس کے نام کی نسبت سے سویدان کہلاتی ہے۔

المدائنی کہتا ہے: یزید بن المُہلَّب نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کی جاگیر میں وہ نہر بنوائی جو نہر یزید کہلاتی ہے، اور بشیر بن عبیداللہ سے کہا: مجھے اِس مضمون کا نوشتہ دیدو کہ یہ نہر میری ہے"۔ بشیر نے کہا: یہ ہرگز نہوگا۔ اور اگر ایسا ہوا تو جب تو معزول ہوگا میں تیرے مقابلے میں دادرسی چاہوں گا۔ جَبرَان آل کلثوم ابن جَبْر کی تھی۔ نہر ابن ابی بَرذَعَہ، ابوبَرذعہ بن عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف منسوب ہے۔ مُسَرقانان، آل ابی بکرہ کی جاگیر تھی: اصل میں تو اس کا رقبہ سو جریب تھا مگر اس کے مالکوں نے اس سے متصل اور بہت سی زمینوں پر قبضہ کرلیا تھا، ابوجعفر المنصور کے زمانے میں پیمائش کی گئی تو ان کے قبضے میں ہزار جریب زمین نکلی، نو سو جریب ضبط کرلیے گئے اور سو جریب پر آل ابی بکرہ کا قبضہ برقرار رکھا گیا۔ قطیعۂ ہِمّیان، ہِمّیان ابن عدی السدوسی کا ہے۔ کثیران، کثیر بن سَیّار کا ہے۔ بلّالانٌ بلال بن ابی بردہ کا ہے، یہ جائداد پہلے عباد بن زیاد کے قبضے میں تھی، پھر بلال نے خرید لی اور اسی کی نسبت سے معروف ہوئی۔ شِبلان، شِبل بن عُمیرہ بن یثربی الضَّبّی کی تھی۔ نہر سَلم،

سَلم بن عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف منسوب ہے۔ نہر الرِّیاحیؔ جَدِ عمان کے غلام آزاد رباح کی طرف منسوب ہے۔ سبخۂ عائشہ عائشہ بنت عبداللہ بن خلف الخزاعی کی طرف منسوب ہے۔

کہتے ہیں: کثیر بن عبداللہ السلمی، جس کی کنیت ابو اسحاج تھی، یوسف بن عمر الثقفی کی جانب سے البصرہ پر عامل تھا، اس نے نہر ابن عُتبہ سے ایک نہر نکالی اور اس کو خستل تک لے گیا، یہ نہر اسی کی طرف مضاف ہے۔ نہر ابی شدّاد، زیاد کے غلام آزاد ابوشداد کی طرف منسوب ہے۔ بثق سَیار کا مالک اصل میں زیاد کا غلام آزاد فیل تھا۔ لیکن اس کا اہتمام بنی عُقیل کا غلام آزاد سَیار کرتا تھا اس لیے اسی کا نام زباں زد ہوگیا۔ ارض اصبہانین، اصبہانیوں نے عربوں میں کسی سے خریدی تھی، یہ لوگ اسلام قبول کرکے البصرہ میں آباد ہوگئے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ ایرانی اساورہ کے ساتھ تھے جو بصرہ میں آباد ہوگئے تھے۔ وار ابن الاصبہانی، عبداللہ بن الاصبہانی کی طرف منسوب ہے، اس کے پاس چارسو غلام تھے، مختار اور مُصعَب بن الزبیر کی جنگ میں یہ مُصعَب کے ساتھ اور ان کے میمنے پر تھا۔

مجھ سے عباس بن ہشام نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا اور اس سے آل اہتم میں سے کسی نے کہ: یزید بن عبدالملک نے عُمر بن ہُبَیرہ کو لکھا کہ امیرالمؤمنین کی قطائع میں ارضِ عرب کا کوئی قطیعہ نہیں ہے، تو جاگیروں پر جا اور پڑتال کر، اگر کوئی زمین باقی رہ گئی ہو تو اس کو امیرالمؤمنین کے لیے محفوظ کرلے۔ عمر نے دورہ کیا، ایک ایک قطیعے پر گیا، تحقیقات کی، وثیقے دیکھے، پیمائش کرکے وثیقوں سے مقابلہ کیا۔ آخر وہ ایک قطیعے پر پہنچا جس کا کوئی وثیقہ نہ تھا، پوچھا: یہ کس کی زمین ہے؟ اس کے مالک نے کہا: یہ میری زمین ہے"۔ پوچھا: تجھے کس طرح حاصل ہوئی؟ کہا:

وَرِثْنَاهُنَّ عَنْ آبَاءٍ صِدْقٍ   وَنُورِثُهَا إِذَا مُتْنَا بَنِينَا

ہم نے یہ املاک اپنے باپ دادا سے وراثت میں پائی ہے۔ اور
جب ہم مریں گے ہماری اولاد اس کی وارث ہوگی۔
عمر کی اس تحقیقات سے لوگ بہت برہم ہوئے، آخر اس نے
تحقیقات ترک کردی۔

کہتے ہیں: صَلتان، صَلت بن حُریث الثقفی کی طرف منسوب ہے۔
قاسمان، قاسم بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا قطیعہ
تھا جو اس کے بھائی عون نے اس سے ورثہ میں پایا تھا۔ نہر
خال ان الاَجمہ، آل خالد بن اسید اور آلِ ابی بکرہ کی مشترکہ
ملک تھی۔ نہر ماسوران پر ایک شریر آدمی رہتا تھا جو لوگوں کی
بدگوئیاں کرتا اور ان پر باتیں چھانٹتا، اس لیے یہ نہر اسی
کی طرف مضاف ہوگئی ــــ فارسی میں ماسور (غالباً مہ شور) گنہگار
اور شریر آدمی کو کہتے ہیں۔ قطیعہ جُبَیران کا مالک بنی عبدالدار
میں سے جُبَیر بن ابی زید تھا۔ مَعقِلان، معقل بن یسار کا قطیعہ تھا
جو زیاد نے انھیں عطا کیا تھا، آلِ معقل کہتے ہیں کہ یہ عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ لیکن (حضرت) عمر نے نہریں پر
کسی کو کوئی جاگیر نہیں دی۔ جَندلان کا مالک عبیداللہ بن جندل الہلالی
ہے۔ نہر توت، عبداللہ بن نافع بن حارث الثقفی کی جاگیر تھی۔ ۳۶۷

القحذمی کہتا ہے: نہر سلیمان بن علی، حسان بن ابی حسان النبطی کی تھی۔
نہر غوثی، غوث نام ایک شخص کی نگرانی میں تھی جو لشکرگاہ کا متولی تھا،
اس لیے اسی کی طرف مضاف ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ نہر، نہر
مرغاب، سے جا ملی تھی اس لیے اس کو نہر غوث (معاون نہر) کہا گیا۔
نہر معقل اور ذات الحفافین، جو دجلہ پر تھی، عبدالرحمن بن ابی بکرہ کی تھی،
پھر اس کو امۃ اللہ بنت ابی بکرہ کے غلام آزاد عربی التمار نے
خرید لیا۔ نہر ابی سبرۃ الہذلی ایک جاگیر میں شامل تھی۔ حربانان،

حرب بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ابی العاصی کا قطیعہ تھا۔ قطیعۃ الحباب، حُباب بن یزید المجاشعی کا تھا۔ نہر جعفر کا مالک مسلم بن زیاد کا غلام آزاد جعفر تھا، اور اسپر خراج مقرر تھا۔ شق شیریں، کسریٰ بن ہرمز کی بیوی شیریں کی طرف منسوب ہے۔

القحذمی اور المدائنی کہتے ہیں: مُہلبان جو سجلات میں قطیعۂ عُمر بن ہبیرہ کے نام سے مکتوب ہے عمر بن ہبیرہ کی تھی، یزید بن عبدالملک نے جب یزید بن المہلب اور اس کے بھائیوں اور بیٹوں کی جائدادیں ضبط کیں تو یہ قطیعہ بھی ضبط ہوا اور عُمر بن ہبیرہ کو دیدیا گیا۔ پہلے یہ جاگیر مغیرہ بن المُہلّب کے قبضے میں تھی اور اس میں ایک نہر تھی جو زادان فرّوخ نے بنوائی تھی اور اسی کے نام سے منسوب تھی۔ یہ جائداد آجکل آل سفیان بن معاویہ بن یزید بن مُہلّب کے قبضے میں ہے سفیان نے امیرالمومنین ابوالعباس سے فریاد کی، انھوں نے اسپر سفیان کا قبضہ کرادیا، آل مہلب نے مقدمہ چلایا، اور اپنے حق میں حجت پیش کی کہ یہ جائداد مغیرہ کی تھی۔ آل سفیان نے جواب دیا کہ ہم مانتے ہیں کہ جائداد مغیرہ کی تھی، لیکن مغیرہ بن المہلب اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہوگیا اور اس کی بیٹی نے نصف حصہ پایا جس سے تمھیں ورثہ پہنچتا ہے، باقی حصہ اس کے باپ کو واپس ہوگیا جو میت کے وارثوں میں سے تھا۔" آل مہلب نے کہا: مغیرہ کا ایک بیٹا بھی تو تھا۔" آل سفیان نے جواب دیا: تم سے اور مغیرہ کے بیٹے سے کیا واسطہ؟ تم اس کا ورثہ نہیں پاسکتے کیوں کہ وہ تمھارا ماموں تھا۔" آخر اس جائداد پر آل سفیان کا قبضہ بحال رہا اور انھوں نے آل مہلب کو اس میں سے کچھ بھی نہ دیا۔ یہ قطیعہ پندرہ سو جریب کا تھا۔

کوسجان، عبداللہ بن عمرو الثقفی الکَوسَج کی طرف منسوب ہے۔ المدائنی کہتا ہے اس کا مالک ابوبکرہ تھا، اس کے بھائی نافع نے

اس سے نزاع کی، دونوں اس کی ملکیت کے مدعی تھے، پھر قرار پایا کہ دونوں برسرِ زمین
اس قضیہ کا فیصلہ کریں، دونوں متنازعہ زمین پر پہنچے، عبداللہ بن عمرو الکوسج
ان کے پاس آیا، کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تم دونوں نزاع کر رہے ہو۔ ۳۶۸
تم مجھے حکم بنالو؟" دونوں نے اس کی حکومت قبول کی، اس نے کہا: میں نے
فیصلہ کیا کہ یہ جائداد میری ہے۔" دونوں اپنے دعوے سے دست بردار ہوگئے
اور یہ جائداد اس کے سپرد کردی۔ اس زمین میں کوئی چشمہ نہ تھا۔ اس نے
ابوبکرہ اور نافع سے کہا: مجھے بقدر یک زقنہ زمین دیدو کہ میں پانی لے سکوں،
انھوں نے اس کی یہ خواہش بھی قبول کی۔ اس نے زقنہ لگائی اور جہاں تک وہ پہنچا
اتنی زمین اس کو دیدی۔ کہتے ہیں: اس کی زقنہ کا طول تیس ذراع تھا۔

کہتے ہیں: نہر فرات پر کچھ زمینیں ایسی تھیں جن کے مالکوں نے شروع ہی
میں جبکہ مسلمان اِس علاقے پر غالب ہوئے، اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس لیے
ان زمینوں پر ان کا قبضہ برقرار رہا۔ اور کچھ زمینیں ایسی تھیں جو
بعض ملکی اسباب سے بطریق ہبہ یا دوسرے طریقوں سے مسلمانوں کے
ہاتھ آگئی تھیں اور اراضی العشر میں محسوب تھیں، حال آں کہ پہلے
ان زمینوں کا داخلہ اراضی الخراج میں تھا؛ حجاج بن یوسف الثقفی نے
ان سب زمینوں کو خراجی قرار دیا۔ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آیا تو
انھوں نے ان زمینوں کو اراضی الصدقہ میں شامل کردیا۔ پھر عمر بن ہبیرہ نے
اپنے زمانہ ولایت میں اِن زمینوں پر اراضی الخراج کا حکم جاری کیا۔ ہشام
بن عبدالملک والی امر ہوا تو اس نے ان میں سے
بعض زمینیں اراضی صدقہ میں داخل کیں اور بعض بدستور اراضی خراج
رہیں۔ پھر امیرالمومنین المہدی نے اس علاقے کی تمام زمینوں کو
اراضی الصدقہ میں شامل کردیا۔

راوی کہتا ہے: جعفران کی مالک ام جعفر بنت مجزاۃ
بن ثور السدوسی تھی اور وہ اسلم صاحب السلمان کی بیوی تھی۔
القحذمی کہتا ہے مجھ سے ارقم بن ابراہیم نے بیان کیا:-

میں نے دیکھا کہ حسان النبطی اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ، الجسر
کی طرف سے آرہے ہیں۔ حسان اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ
نہر الفیض کے کنارے جتنی زمینیں ہیں سب ہشام بن السلک کی اولاد
کے قبضے میں ہیں۔ حتیٰ کہ وہ عبدالاعلیٰ کے گھر پہنچ گیا اور یہاں
پہنچ کے اس نے آلۂ پیمائش اٹھالیا۔ دولت مبارکہ کے زمانے میں
یہ پورا علاقہ ضبط کرلیا گیا۔ ابوجعفر المنصور نے اہل المدینہ کے لیے
جو جائدادیں وقف کی تھیں، ان میں ایک الجبان بھی تھی اور وہ
انھی زمینوں میں سے تھی۔ المہدی نے اپنی بیٹی محمد بن سلیمان الشرقی
کی بیوی کو ایک قطیعہ دیا جو عباسیہ کے نام سے معروف ہے۔
عبادان، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد حُمران بن ابان
کی جاگیر تھی، یہ جاگیر اس کو عبدالملک بن مروان نے اور بقول
بعض زیاد نے عطا کی تھی ، حُمران عین التمر کے اسیران جنگ
میں سے تھا، اور نُمیر بن قاسط کی اولاد سے ہونے کا مدعی تھا،
ایکدن حجاج نے کہا: حُمران کیا کہتا ہے؟ وہ اپنا حسب عرب
سے ملاتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ اس کا باپ ابّی تھا اور عثمان
بن عفان (رضی اللہ عنہ) کا غلام آزاد تھا۔ اگر وہ یہ نہ کہے گا
تو میں یقیناً اس کا سر قلم کردوں گا"۔ اس وقت مجلس میں عِباد
بن حصین الحبطی بھی تھا وہ یہ بات سُن کے اٹھا، بعجلت حُمران
کے پاس پہنچا اور حجاج نے جو کچھ کہا تھا اس کو سُنایا۔ حمران نے
اپنی نہر کا مغربی کنارہ اس کو دیدیا اور مشرقی کنارہ اپنے پاس
رکھا۔ اس وجہ سے نہر کا مغربی حصہ عباد بن حصین کی طرف
منسوب ہوگیا۔

۳۶۹ ہشام بن الکلبی کہتا ہے: عَبادان میں سب سے اوّل
عباد بن الحصین مرابط ہوا۔ سلسلۂ کلام میں کہا: ربیع
بن صُبیح الفقیہ نے کہ بنی سعد کے غلام آزاد تھے، اہل البصرہ سے

مال جمع کر کے عباادان کو قلعہ بند کیا اور یہاں مرابط ہوگئے ۔ ربیع، حسن بصری سے روایت کرتے ہیں، سنہ ۱۶۰ میں سمندر کے رستے الہند پر حملہ کرنے نکلے تھے کہ رستے میں وفات پائی اور کسی جزیرے میں دفن کئے گئے ۔

التحذمی کہتا ہے : خالدان القصر اور خالدان ہبساء، دونوں خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کے تھے ۔ اور خالدان کا مالک یزید بن طلحۃ الحنفی تھا، جس کی کنیت ابو خالد تھی ۔ نہر عَدِی، نہر البصرہ کے خوار میں سے تھی، عمر بن عبدالعزیز کے عامل عَدِی بن ارطاۃ الفزاری نے شِق شیریں سے اس کو کاٹ کر نکالا ۔ سلیمان نے یزید بن المُہَلَّب کو البطیحہ میں اتنی زمین جاگیر میں عطا کی جسے وہ آباد کرسکتا تھا، اس نے الشرقی، الجبان، اور الخشت اور الریحیہ اور مُغیرتان کو آباد کیا، اس طرح یہ ایک بڑی جاگیر بن گئی، بعد کو یزید بن عبدالملک نے اس کو ضبط کرلیا، پھر ہشام نے اس کے بیٹے کو جاگیر میں دیدی، اس کے بعد داخلِ خالصہ ہوگئی ۔

التحذمی کہتا ہے : حجاج نے المُہَلَّب کی بیوی خیرہ بنت ضمرۃ القشیریہ کو عباسان جاگیر میں دیا تھا، یزید بن عبدالملک نے اس کو ضبط کیا اور عباس بن الولید بن عبدالملک کو عطاکردیا۔ پھر دولت مبارکہ کے زمانے میں یہ جاگیر ضبط ہوئی اور امیرالمومنین ابوالعباس نے سلیمان بن علی کو عطا کی ۔

التحذمی کہتا ہے : قاسمیہ ان زمینوں میں سے تھی جن میں پانی تھا، پانی نکالا گیا اور ان کو آباد کرنے کے لیے درست کیا گیا ۔ زیاد کے غلام آزاد قاسم بن سلیمان نے ایک جعلی دستاویز بنائی اور دعویٰ کیا کہ یہ زمین یزید بن معاویہ نے اس کو جاگیر میں عطا کی تھی ۔ خالدیہ کا مالک خالد بن صفوان بن الاہتم تھا؛

یہ جائداد قاسم بن سلیمان کی تھی ۔ مالکیہ، مالک بن المنذر بن جارود کی جائداد تھی ۔ اور حاتمیہ، حاتم بن قبیصہ بن المہلب کی تھی ۔

مجھ سے اہل البصرہ میں سے ایک جماعت نے کہا : عدی بن ارطاۃ نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ وہ اہل البصرہ کے لیے ایک نہر بنانے کا حکم دیں ؛ اور اہل البصرہ سے کہا کہ وہ بارگاہِ خلافت سے اپنے لیے ایک نہر بنوانے کی درخواست کریں ۔ وکیع بن ابی سود التمیمی نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ اگر ہمارے لیے نہر نہ بنوائی جائے گی تو بصرہ ہمارے رہنے کے قابل نہ رہے گا ۔ کہا گیا ہے کہ اس سے ۳۷۰ عدی کا مقصد یہ تھا کہ نہر بن یزید بن المہلب کو نقصان پہنچے ۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کو نہر بنوانے کی اجازت دیدی ۔ اس نے نہر بنوائی جو نہر عدی کے نام سے معروف ہے ۔ لوگ نہر کو دیکھنے نکلے ، عدی نے حسن بصری کو اپنی سواری پر بٹھایا اور خود ان کے ساتھ پیدل چلا ۔

کہتے ہیں : یزید بن الولید کی جانب سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ، العراق کے عامل ہوئے ، لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ ان کے شہر کا پانی شور ہے ان کے ساتھ دو شیشیاں تھیں ، ایک میں البصرہ کا پانی تھا ، دوسری میں البطیحہ کا ۔ عبداللہ بن عمر نے دونوں کا مزہ چکھا ، لوگوں نے کہا : اگر ہمارے لیے ایک نہر بنوادی جائے تو ہم آبِ شیریں سے شادکام ہوسکیں گے ۔ عبداللہ نے اس کے متعلق یزید کو لکھا ، اس نے جواب دیا : اگر اس کام میں عراق کا پورا ارتفاع خرچ ہوجائے تب بھی تم اس میں تامل نہ کرو ، اور ان کے لیے نہر بنوادو ۔" عبداللہ نے نہر بنوائی جو نہر ابن عمر کے نام سے مشہور ہے ۔ جن دنوں نہر کا کام ہورہا تھا کسی نے عبداللہ بن عمر کی مجلس میں کہا : میرا گمان

ہے کہ اس نہر کے مصارف تین لاکھ درہم بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی ہوں گے"۔ عبداللہ نے کہا: اگر اس کام میں عراق کا پورا ارتفاع بھی خرچ ہو جائے تو میں خرچ کروں گا اور نہر بنواؤں گا"۔

کہتے ہیں: البصرہ کے ولاۃ و اشراف نے بڑے بڑے حوض بنوائے تھے جن میں برسات کا پانی جمع کیا جاتا تھا۔ جب تک یہ پانی چلتا سہولت ہوتی، جب ختم ہو جاتا تو دجلہ سے پانی لایا جاتا۔ انھی حوضوں میں ایک مشہور حوض حجاج کا تھا۔ ابن عامر، زیاد اور ابن زیاد نے بھی حوض بنوائے تھے اور لوگوں کو ان سے پانی پینے کی اجازت دیدی تھی۔

کہتے ہیں: ابوجعفر المنصور رحمہ اللہ پہلی مرتبہ جب البصرہ آیا تو اس نے یہاں ایک قصر بنوایا جو بڑے بند کے قریب ہے۔ یہ سنہ ۱۴۲ کا واقعہ ہے۔ اور دوسری مرتبہ مصلّٰی بنوایا۔ القحذمی کہتا ہے: بڑا بند اسلامی عہد کا بنا کردہ ہے۔

کہتے ہیں: محمد بن سلیمان بن علی نے البصرہ میں صہریج بنوائے اور ان کے لیے اپنی ایک جائداد وقف کی جس کی آمدنی ان کی چرخیوں، آب کش اونٹوں اور ان کی درستی اور اصلاح پر خرچ ہوتی تھی۔

مجھ سے رَوْح بن عبدالمؤمن نے کہا، اور اس سے اس کے چچا ابوہشام نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ:— اہل البصرہ نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس وفد بھیجا اور درخواست کی کہ ان کے لیے ایک نہر بنوادی جائے۔ انھوں نے حکم دیا اور نہر بنوادی جو نہر ابن عمر کے نام سے معروف ہے۔ لیکن اس میں بہت کم پانی آتا، اور البطیحہ کا بہت سا پانی نہر دَیر میں چلا جاتا تھا، اس لیے لوگوں کی تکلیف اب بھی رفع نہ ہوئی، انھیں میٹھے پانی کے لیے الأبلّہ ہی جانا پڑتا

۳۷۱

سلیمان بن علی البصرہ کا والی ہوکے آیا تو اہل البصرہ نے
اس سے شکایت کی کہ ہمیں جو پانی ملتا ہے شور ہے، نہر میں
جو پانی آتا ہے اس میں بہت زیادہ سمندر کا پانی ہوتا ہے"۔
سلیمان نے البطیحہ میں اس مقام پر جسے تخدل کہتے ہیں بند بندھوایا
جس کی وجہ سے نہر دیر کی طرف پانی کا بہاؤ رک گیا اور ان کی
نہر کا پانی شیریں ہوگیا۔ سلیمان نے اہل البصرہ کے لیے المغیثہ
نام ایک چشمہ بنوایا اور اسپر ایک لاکھ درہم خرچ کیے۔

سلیمان بن علی نے خود اپنے خرچ سے دار ابن زیاد میں
زنداں بنانے کے لیے زمین خریدی اور اسپر زنداں بنوایا۔ اور
الدہتاء یعنی رحبہ بنی ہاشم میں ایک حوض بنوایا۔

مجھ سے بعض لوگوں نے جو البصرہ کی قطائع سلطانی کے حالات
سے آگاہ تھے، بیان کیا کہ:— ارض فرات میں الشعیبیہ ایک
قریہ تھا، اس کے باشندوں نے الرشید کی خلافت میں علی بن امیرالمومنین
الرشید سے یہ معاملہ کیا کہ وہ اپنی زمینیں اس شرط پر اس کے
حوالے کرتے ہیں کہ وہ ان زمینوں میں اس کی رعیت اور مزارع
کی حیثیت سے رہیں گے، ان کے ساتھ مقاسمے میں تخفیف کی جائے
اور نرمی برتی جائے۔ گفت و شنید کے بعد قرار پایا کہ ان کی
زمینیں صدقے کی عشری زمینوں میں شامل کی جائیں گی اور ان سے
ایسا مقاسمہ کیا جائے گا جس سے وہ راضی ہوں۔ علی بن الرشید
کی جانب سے ان زمینوں پر شعیب بن زیاد الواسطی عامل اور
نگراں تھا، اسی بناء پر یہ زمینیں شعیبیہ کے نام سے معروف
ہوئیں۔ شعیب کی اولاد میں کسی نے دجلہ کے کنارے واسط
میں ایک مکان بنایا تھا۔

مجھ سے اہل البصرہ میں سے چند لوگوں نے جن میں روح
بن عبدالمومن بھی ہے، بیان کیا کہ:— سلیمان بن علی نے جب المغیثہ

بنوایا تو ابوجعفر المنصور نے چاہا کہ البطیحہ سے زمینیں برآمد کرے
اس نے سُبَیطیَہ کے بنانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن علی اور اہل البصرہ
نے اس کو اپنے حق میں مُضر سمجھا۔ ان دنوں عبداللہ بن علی، المنصور
کے خوف سے اپنے بھائی سلیمان کے پاس آیا ہوا تھا، اہل البصرہ
اس کے دروازے پر جمع ہوئے اور پکارا کہ اے امیر المومنین!
ہمارے پاس آؤ، ہم تمھارے ہاتھ پر بیعت کریں گے"۔ سلیمان
نے انھیں روکا اور منتشر کردیا، اور المنصور کے پاس سَوّار
بن عبداللہ التیمی ثم العنبری، داؤد بن ابی ہند مولیٰ بنی بشیر
اور سعید بن ابی عروبہ کو بھیجا ـــــ ابی عروبہ کا نام بہران
تھا ـــــ یہ لوگ البطیحہ کا نقشہ بھی لے گئے اور اس کو بتایا
کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہمارا پانی شور نہ ہوجائے"۔ اس نے
کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تمھارا یہ گمان درست ہو"۔ تاہم اس نے
حکم دیا کہ بالفعل کام ملتوی کردیا جائے۔ پھر خود البصرہ آیا اور
سُبَیطیہ کے استخراج کا حکم دیا پانی نکالا گیا اور زمینیں برآمد
کی گئیں، ان میں ایک جنگل بھی تھا جس کا مالک سُبَیط نام ایک ۳۷۲
شخص تھا، المنصور کی جانب سے ان زمینوں کے انتظام اور
ان میں سے پانی نکالنے پر موکل تھا، اس نے سُبَیط کو اس کی
زمین کا بہت کم معاوضہ دیا اور اس کو مارا، وہ بقیہ قیمت کا
مطالبہ کرنے المنصور کے دروازے پر پہنچا اور اس کے دفتر
کے چکر کاٹتا رہا مگر کوئی شنوائی نہوئی حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ یہ
جاگیر اسی کے جنگل کے سبب اس کی طرف مضاف ہوئی اور
سُبَیطیَہ کہلائی۔

کہتے ہیں: البصرہ میں قُنطرۂ قُرّہ، قُرّہ بن حیان الباہلی
کی طرف منسوب ہے، اس کے قریب ایک قدیم نہر تھی۔ اس
نہر کو ام عبداللہ بن عامر نے خرید کے اہل البصرہ کے

کھیتوں میں آبپاشی کے لیے صدقہ کردیا ــ عبداللہ بن عامر نے
بھی ایک بازار خریدا اور صدقہ کردیا ــ کہتے ہیں: یزید بن معاویہ
جس دن فوت ہوا اس دن عبیداللہ بن زیاد اسی نہر سے
گزر رہا تھا، کھجور کے ایک درخت پر اس کی نگاہ پڑی،
حکم دیا کہ اس کو قطع کردیا جائے، اور اس کو قطع کردیا گیا!
پھر حُمران بن ابان کا حمام نظر آیا، حکم دیا کہ اس کو مسمار
کردیا جائے۔ آجکل اس حمام کی زمین پر رُباب بنائے جاتے ہیں۔
کہتے ہیں: مسجد الحامرہ ایک جماعت کی طرف منسوب ہے
جو عمان سے الیمامہ پہنچی اور وہاں سے گدھوں پر سوار ہو کے
البصرہ آئی اور یہاں اس مسجد کے قریب فروکش ہوئی۔ ایک
روایت یہ ہے کہ یہ مسجد انہی لوگوں نے بنائی تھی۔ بعد کو
اس کی تجدید کی گئی۔

مجھ سے علی الاثرم نے کہا، اس سے ابوعبیدہ نے، اس سے
ابوعمرو بن العلاء نے، کہ: قیس بن مسعود الشیبانی نے، جو
کسریٰ کی جانب سے الطف پر عامل تھا، البصرہ سے چھ میل پر
المنجشانیہ بنوایا، اور اس کام کے لیے منجشان نام ایک شخص کی خدمات
حاصل کیں، اس لیے یہ مقام اس کی طرف منسوب ہوا۔ اس کے
آگے گھوڑوں کی چراگاہ تھی جہاں اس کے بچھیرے چرتے تھے۔

ابن الکلبی کہتا ہے: وہ آبگیر جو حوأب کے نام سے
معروف ہے حوأب بنت کلب بن وبرہ کی طرف منسوب ہے:
حوأب، مُرّ بن اُدّ بن طابخہ کی بیوی تھی۔ اور مَرج ضریہ، ضریہ بنت
ربیعہ بن نزار کی طرف منسوب ہے جو حُلوان بن عمران بن حاف
بن قضاعہ کی ماں تھی۔ کہتے ہیں شہر حُلوان، اسی حُلوان کی طرف
منسوب ہے۔

الاُساورہ اور الزُط کا معاملہ

مجھ سے اہل العلم کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ ۷۳
سیاہ الاسواری یزدجرد کے مقدمہ پر تھا۔ پھر اس نے سیاہ الاسواری
کو الاہواز کی طرف بھیجا اور وہ الکلبانیہ پر اترا۔ ابوموسیٰ الاشعری،
السوس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ سیاہ نے جب اسلام کا غلبہ
اور مسلمانوں کی سربلندی دیکھی، اور دیکھا کہ السوس فتح ہوگیا ہے
اور ابوموسیٰ کے پاس پیہم کمک پہنچ رہی ہے تو اس نے ابوموسیٰ
کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تمھارے ساتھ تمھارے دین میں اس
شرط پر داخل ہونا چاہتے ہیں کہ ہم ان عجمیوں سے، جو تمھارے
دشمن ہوں تمھارے ساتھ مل کر قتال کریں گے اگر تمھارے درمیان
اختلاف ہوا تو ہم کسی فریق سے جنگ نہیں کریں گے۔ اور اگر کبھی
عربوں نے ہم سے جنگ کی تو ان کو ہم سے دفع کرنا اور ان کے
خلاف ہماری مدد کرنا تم پر لازم ہوگا۔ اور ہمیں اختیار ہوگا کہ
ہم جس شہر میں چاہیں رہیں اور تم میں سے جس کے ساتھ چاہیں
اتریں، اور یہ کہ ہمیں عطاء شرف دیئے جائیں گے؛ اس کے
متعلق تمھارا وہ امیر ہم سے معاہدہ کرے جس نے تمھیں بھیجا ہے"۔
ابوموسیٰ نے کہلا بھیجا کہ تمھارے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے
ہیں اور تم پر وہی فرائض ہوں گے جو ہم پر ہیں"۔ انھوں نے
کہا: ہم اسپر رضامند نہیں ہیں۔ ابوموسیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ
کو یہ ماجرا لکھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں

انھیں عطا کردو۔ (ابوموسیٰ نے انتثال کیا۔ وہ اپنے مقام سے) نکل آئے اور مسلمانوں سے آملے اور ابوموسیٰ کے ساتھ تستر کے حصار میں شریک ہوئے، مگر جنگ میں حصّہ نہیں لیا۔ ابوموسیٰ نے سیاہ سے کہا: اے دوست! تم اور تمھارے ساتھی ویسے نہیں نکلے جیسا ہم نے گمان کیا تھا"۔ اس نے کہا: میں تمھیں بتاتا ہوں کہ ہمارا نقطۂ نظر وہ نہیں ہے جو تمھارا ہے۔ اور نہ تم میں ہماری حرمت ہے جس کا ہمیں خوف ہو اور جس کی خاطر ہم (تمھارے ساتھ مل کر) جنگ کریں۔ ہم تمھارے دین میں ابتدا میں صرف بچاؤ کی غرض سے داخل ہوئے تھے، اور اس غرض سے کہ اللہ ہمیں اچھا اور بہت رزق دے گا"۔ اس کے بعد ابوموسیٰ نے ان کے لیے عطاء شرف مقرر کیے۔

یہ لوگ جب البصرہ پہنچے تو انھوں نے پوچھا کہ کونسا قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریبی نسبت رکھتا ہے؟ کہا گیا: بنی تمیم۔ اس سے پہلے ان کا ارادہ تھا کہ بنی الازد سے محالفہ کریں۔ لیکن پھر انھوں نے بنی الازد کو چھوڑکر بنی تمیم سے محالفہ کیا۔ پھر ان کے لیے تخطیط کی گئی اور وہ اپنی اپنی زمینوں میں اترے۔ انھوں نے اپنے لیے نہر کھودی جو نہر الاساورہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ نہر عبداللہ بن عامر نے کھودی تھی۔

ابوالحسن اسمدائنی نے کہا: شیرویہ الاسواری نے ارادہ کیا تھا کہ خالد بن المعمر کے پاس بکر بن وائل میں اور بنی سعد میں اترے۔ لیکن سیاہ نے انکار کیا، اس لیے یہ لوگ بنی تمیم میں اترے۔ اس زمانے میں البصرہ میں نہ بنی الازد تھے نہ بنی عبد شمس۔

راوی نے کہا: (بعدکو) الاساورہ کے ساتھ

السیابجہ[۱] آملے، یہ اسلام سے قبل (خلیج فارس کے) سواحل پر رہتے تھے۔ پھر ان میں زط (جاٹ) بھی ضم ہو گئے، یہ (ساحلوں پر) چارہ کی تلاش میں پھرتے تھے۔

۳۷۴ جب الاساورہ کے ساتھ الزط اور السیابجہ بھی جمع ہو گئے تو بنی تمیم نے ان سے نزاع کی اور وہ ان سے برداشتہ خاطر ہو گئے۔ الاساورہ بنی سعد میں، اور الزط و السیابجہ بنی حنظلہ میں چلے گئے، اور ان کے ساتھ مل کر مشرکوں سے قتال کرتے رہے پھر ابن عامر کے ساتھ خراسان کی طرف گئے؛ لیکن جمل و صفین میں شریک نہیں ہوئے اور یوم مسعود[۲] تک کسی باہمی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ (یوم مسعود کے بعد) الربذہ میں شریک ہوئے اور فتنۂ ابن الاشعث میں اس کے ساتھ ہو گئے۔ اس پر الحجاج نے انھیں نقصان پہنچایا۔ ان کے مساکن ڈھا دیئے، ان کے وظائف بند کر دیئے[۳]، اور ان میں سے بعض کو جلاوطن کر دیا اور ان سے کہا: "تم سے یہ شرط تھی کہ تم ہم میں سے ایک جماعت کے خلاف دوسری جماعت کی اعانت نہ کرو گے"۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب الاساورہ، الکلبانیہ پر جمع ہوئے تو ابوموسیٰ نے الربیع بن زیاد الحارثی کو ان کی طرف بھیجا۔ الربیع نے ان سے جنگ کی۔ پھر انھوں نے اِس

---

[۱] یہ لوگ ملاح تھے، اور سواحل پر کشتی رانی کرتے تھے۔ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ یہ سندی قوم تھی جو البصرہ میں رہتی تھی اور زندانوں کی محافظت اور پہرہ داری کا کام کرتی تھی۔ طبری: السیابجہ؛ اغانی: السبابجہ؛ ابن اثیر: السیابجہ۔

[۲] الطبری، ج ۱، ص ۳۱۰۱۔

[۳] اصل الفاظ ہیں: وحط اعطیاتھم۔ عطیات سے وظائف بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ضیاع و اقطاع بھی۔

شرط پر امان چاہی کہ اسلام لائیں گے، دشمنوں سے جنگ کریں گے، اور مسلمانوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں گے محالفہ کریں گے اور جہاں چاہیں گے رہیں گے۔

کہتے ہیں : فارسیوں میں سے جنگ آزماؤں کی ایک جماعت، جس کے قبضے اور تصرف میں کوئی زمین نہیں تھی، الاساورہ کے ساتھ ہوگئی۔ جب نواحی میں جنگ نے اپنے ہتیار ڈالدیئے تو یہ جماعت، الاساورہ کے ساتھ اسلام میں داخل ہوگئی۔

المدائنی نے کہا : جب یزدجرد نے اصبہان کا رُخ کیا تو سیاہ کو بلایا اور اس کو تین سو آدمیوں کے ساتھ، جن میں ستر آدمی کار آزمودہ اور بڑے درجے کے تھے، اصطخر کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ہر شہر کے جنگ آزماؤں میں سے جسے چاہے انتخاب کرے اور اپنے ساتھ لے کر لام پر جائے۔ پھر خود یزدجرد اس کے پیچھے روانہ ہوا ـــ اصطخر پہنچ کے سیاہ کو السوس کی طرف ـــ جس کا ابوموسی محاصرہ کیے ہوے تھے ـــ اور الھرمزان کو تستر کی طرف بھیجا۔ سیاہ الکلبانیہ پر اُترا۔ اہل السوس نے یزدجرد کے امور کی پراگندگی اور اس کے فرار کا حال سُن کر ابوموسی سے صلح کی درخواست کی انھوں نے صلح کرلی۔ سیاہ، الکلبانیہ پر ٹھہرا رہا حتی کہ ابوموسی، تستر پہنچ گئے۔ سیاہ نے کوچ کیا اور تستر و رامھرمز کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ یہاں عمار اس کے سرپر پہنچے۔ سیاہ نے ان رؤساء کو جمع کیا جو اس کے ساتھ اصبہان سے نکلے تھے، اور کہا : تم اچھی طرح جانتے ہو جو کچھ ہم اِس قوم کی نسبت کہا کرتے تھے، کہ یہ قوم اِس مملکت پر ضرور غالب ہوگی اور اس کے جانور اصطخر کے ایوان میں لید کریں گے۔ تم اس قوم کے ظہور کا حال دیکھ رہے ہو ـــ اب تم اپنی جانوں پر رحم کرو اور ان کے

دین میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے سیاہ کی بات مان لی۔ اس نے شیرویہ کو دس آدمیوں کے ساتھ ابوموسیٰ کے پاس بھیجا، اس نے ابوموسیٰ سے ان شرائط پر عہد و پیمان کیا جن کا ذکر ہم کرچکے ہیں پھر یہ لوگ اسلام لائے۔

مجھ سے المدائنی کے سوا ایک اور نے عوانہ کے ۳۷۵ حوالے سے بیان کیا کہ :— الاساورہ نے پہلے بنی الازد سے محالفہ کیا۔ پھر پوچھا کہ بنی الازد اور بنی تمیم میں، کونسا قبیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کے نسب میں زیادہ قرب رکھتا ہے اور دونوں میں کس کا اثر زیادہ ہے؟ کہا گیا: بنی تمیم"۔ پس انھوں نے بنی تمیم سے محالفہ کرلیا۔ بنی تمیم کے سردار اُن دنوں الاحنف بن قیس تھے۔ الاساورہ میں سے ایک جماعت ابن الزبیر کے زمانے میں الربذہ کی جنگ میں شریک ہوئی اور ان لوگوں نے اپنے تیروں سے بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا، کیوں کہ ان میں سے ایک کا نشانہ بھی خطا نہیں کرتا۔

رہے السیابجہ اور الزط اور الاندغار، یہ قومیں فارسیوں کے لشکر میں تھیں۔ اور اہل السند میں سے تھیں۔ (فارسی لشکر کے ساتھ) ان کو بھی قید کرلیا گیا۔ پھر ان قوموں کو اسی لشکر کے ساتھ شامل کردیا گیا جس نے ان کو اسیر کیا تھا۔ جب انھوں نے وہ واقعہ سُنا جو الاساورہ کے ساتھ ہوا تھا تو یہ قومیں بھی اسلام لائیں اور ابوموسیٰ کے پاس آئیں۔ انھوں نے ان کو البصرہ میں اتارا، جس طرح الاساورہ کو البصرہ میں اتارا تھا۔

مجھ سے روح بن عبدالمومن نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے یعقوب بن الحضرمی نے کہا اور ان سے سلام نے کہ :—

الحجاج کے پاس سندھ کے زطّ اور یہاں کی دوسری قومیں لائی گئیں، ان کے ساتھ ان کے بال بچے اور ان کے مواشی بھی تھے۔ الحجاج نے انھیں کسکر کے نشیبی علاقے میں آباد کردیا۔
زوح نے کہا: پھر یہ لوگ البطیحہ پر پھیل گئے، یہاں ان کی نسلیں بڑھیں، پھر بھگوڑے غلاموں میں سے ایک قوم ان کے پاس پناہ گیر ہوئی، باہلہ کے موالی اور محمد بن سلیمان بن علی کے ننھیالی قرابت دار اور دوسرے لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور ان کے ساتھ رہ بس گئے، ان لوگوں نے ان کو رہزنی اور سلطان سے بغاوت اور جنگ کرنے کی ہمت دلائی۔ اس سے قبل ان کی غایت یہ ہوتی تھی کہ قلیل بخشش مانگ لیتے، اور جو لوگ کشتیوں سے خشکی پر اترتے ان کو جتنا لوٹ سکتے دھوکے دے کر لوٹتے تھے۔ المامون کی حکومت کے ایک زمانے میں ان کی چیرہ دستیاں اتنی بڑھ گئی تھیں کہ لوگوں نے ان کے پاس سے گزرنا بند کردیا، اور البصرہ سے بغداد کی جانب کشتیوں میں مال لے جانے کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ پھر جب المعتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے دوسرے کاموں سے فارغ ہونے ان کے معاملہ میں کوشش کی۔ اور ان سے لڑنے اور ان کی سرکوبی کے لیے اہلِ خراسان میں سے عجیف بن عنبسہ نام ایک شخص کو مقرر کیا۔ قواد اور لشکر اس کے ساتھ گئے۔ اور جتنا مال اس نے مانگا اس کو دیا۔ عجیف نے البطائح اور مدینۃ السلام کے درمیان خبر رسانی کی غرض سے ڈنب بریدہ سبک رہوار مرتب کیے اور جاٹوں کی خبریں دِن کی گھڑیوں میں یا اولِ شب مدینۃ السلام پہنچنے لگیں، اس نے حکم دیا کہ ان پر پانی بند کردیا جائے، بڑی دقتوں سے پانی بند کیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ بدونِ جنگ پکڑ لیے گئے

اور چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں مدینۃ السلام لائے گئے۔ ان میں بعض کو خانقین بھیجدیا گیا اور باقی عین زربہ اور ثغور میں پراگندہ کردیے گئے۔

کہتے ہیں: السیابجہ میں سے ایک جماعت البصرہ کے بیت المال کی موکل تھی۔ بعض کہتے ہیں ان کی تعداد چالیس تھی اور بعض کہتے ہیں چار سو تھی۔ طلحہ بن عبیداللہ اور الزبیر بن العوام جب البصرہ آئے ـــ اور البصرہ پر (ان دنوں) علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے عثمان بن حنیف الانصاری عامل تھے ـــ تو انھوں نے انکار کیا کہ جب تک علی رضی اللہ عنہ نہ آئیں بیت المال تسلیم نہیں کریں گے۔ (طلحہ والزبیر کے اصحاب نے) صبح سویرے ان پر حملہ کیا اور انھیں قتل کردیا۔ حملہ آوروں کے سردار عبداللہ بن الزبیر تھے، اور السیابجہ کا سردار اس زمانے میں ابوسالمۃ الزطی تھا؛ وہ مرد صالح تھا۔

معاویہ نے قدمار زط اور سیابجہ میں سے ایک جماعت کو سواحل الشام اور انطاکیہ کی طرف منتقل کیا۔ پھر الولید بن عبدالملک نے جاٹوں کی ایک قوم کو انطاکیہ اور اس کی نواحی کی طرف منتقل کیا۔

کہتے ہیں: عبیداللہ بن زیاد نے اہل بخارا میں سے ایک گروہ کو لونڈی غلام بنایا، کہا گیا ہے کہ وہ اس کے حکم پر اترآئے ـــ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے ان کو امان و فریضہ (: وظائف و عطایا) کی دعوت دی۔ وہ اس کی اطاعت پر اتر آئے ـــ اور اس نے ان کو البصرہ لاکے آباد کردیا۔ پھر جب الحجاج نے مدینۂ واسط تعمیر کیا تو ان میں سے بہتوں کو اپنے شہر میں منتقل کیا۔ ان کی نسل میں ایک قوم آج بھی یہاں، موجود ہے؛

انھی میں سے خالد الشاطر ہے جو ابن مارقلی کے نام سے معروف ہے۔

راوی نے کہا: الاندغار، سجستان سے متصل ناحیۂ کرمان میں ہے۔

حصۂ ہشتم

اضلاع اہواز ـــــ کرمان

کور فارس و کرمان

مقابل صفحه (۸۵)

اضلاع اہواز

کہتے ہیں : عُتبہ بن غَزوان کی واپسی کے بعد مغیرہ بن شُعبہ نے اپنے زمانۂ ولایت میں، سنہ ۱۵ کے اواخر اور سنہ ۱۶ کے اوائل میں سوق الاہواز پر حملہ کیا۔ وہاں کے دہقانؔ بیرواز نے جنگ کی، پھر کچھ مال پر مصالحت کرلی۔ بعد کو ابوموسیٰ الاشعری کے زمانے میں، جو (حضرت) عمر کی جانب سے المغیرہ کے بعد البصرہ کے والی تھے، نقض کیا ابوموسیٰ نے اسپر حملہ کیا اور سوق الاہواز و نہر تیری کو بزور فتح کیا یہ سنہ ۱۷ کا واقعہ ہے۔

۳۷۷ ابومِخنَف اور الواقدی کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے زیاد کو اپنا کاتب مقرر کیا۔ ابوموسیٰ کو بھیجنے کے بعد (حضرت) عُمر نے عمران بن حصین الخزاعی کو اِس غرض سے روانہ کیا کہ لوگوں کو فقہ اور قرآن کی تعلیم دیں، اور جب ابوموسیٰ البصرہ سے باہر جائیں تو ان کی نیابت کریں۔ ابوموسیٰ نے الاہواز پر حملہ کیا اور قریوں پر قریے اور نہر پر نہر فتح کرتے چلے گئے۔ عجمی ان کے سامنے سے ایسے بھاگے کہ کہیں دم نہ لیا۔ اس طرح انھوں نے السوس، تُستَر، مَناذِر اور رامُہرمُز کے سوا الاہواز کے پورے علاقے پر قبضہ کرلیا۔

مجھ سے الولید بن صالح نے کہا، اس سے مرحوم العطار نے اپنے والد کے حوالے سے، اور اس سے شُوَیس العَدَوِی نے، کہ :-

ہم الاہواز پہنچے۔ جہاں زُطّ اور ایرانی اُساورہ کا ایک گروہ تھا، ہم نے اِن لوگوں سے شدید جنگ کی، ان پر غالب ہوے، ان میں سے بہتوں کو اسیر کیا اور آپس میں تقسیم کرلیا۔ (حضرت) عمر نے لکھا: تمام زمینوں کو آباد کرنا تمھارے بس کا کام نہیں ہے، جو اسیرانِ جنگ تمھارے قبضے میں ہیں انھیں آزاد کردو اور ان پر خراج مقرر کردو۔ ہم نے انھیں آزاد کردیا اور غلام نہیں بنایا۔

کہتے ہیں: ابوموسیٰ نے مناذر پر لشکرکشی کی، اس کے باشندوں کا محاصرہ کیا اور اُن سے خوب جنگ کی۔ رَبیع بن زیاد بن دیان اور مُہاجِر بن زیاد الحارثی دونوں بھائی اس جنگ میں شریک تھے۔ مُہاجر صائم تھے اور انھوں نے راہِ خدا میں جان دینے کا تہیّہ کرلیا تھا۔ رَبیع نے ابوموسیٰ سے کہا: مُہاجر نے عزم کرلیا ہے کہ اپنی جان راہِ خدا میں فدا کردیں حال آں کہ وہ صائم ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا: یا صائم افطار کرے یا جہاد کے لیے نہ نکلے۔ مُہاجر نے پانی کا ایک گھونٹ پی لیا اور کہا: میں نے اپنے امیر کا حکم پورا کردیا ورنہ خدا کی قسم، پیاس بجھانے کے لیے پانی نہیں پیا۔ پھر وہ ہتیار لگاکے نکلے اور لڑے حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔ اہلِ مناذِر نے ان کا سَر اپنے قلعے کے دیوار کے دو کنگروں کے درمیان نصب کردیا۔ اسیر کہنے والا کہتا ہے:

وَفِي مَنَاذِرَ لَمَّا جَاشَ جَمْعُهُمُ ۔۔۔ رَاحَ الْمُهَاجِرُ فِي حِلٍّ بِإِجْمَالِ

وَالْبَيْتُ بَيْتُ بَنِي الدَّيَّانِ نَعْرِفُهُ ۔۔۔ فِي آلِ مَذْحِجَ مِثْلَ الْجَوْهَرِ الْغَالِي

مناذِر میں جب ان کی جمیت فراہم ہوئی تو مہاجر اونٹوں کے ساتھ اپنی قسم پوری کرنے لگے۔

آلِ مَذحِج میں گھرانا بس بنی دَیّان ہی کا گھرانا ہے۔ ہم اسے بیش قیمت جوہر کی مثل جانتے ہیں۔

ابوموسیٰ، ربیع بن زیاد کو یہاں چھوڑکر السوس پہنچے، رَبیع نے

اس کو بزور فتح کیا، مقاتلین کو تہ تیغ اور عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا۔ مَناذِر کبریٰ و مَناذِر صغریٰ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ ابوموسیٰ نے مَناذِر پر عاصم بن قیس بن الصَّلت السُّلَمی کو، اور سوق الاہواز پر سَمُرَہ بن جندب الفزاری کو عامل مقرر کیا۔ سَمُرَہ کا قبیلہ انصار کا حلیف تھا۔

ایک جماعت کہتی ہے: ابوموسیٰ، مَناذِر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، (حضرت) عمر کا حکم آیا کہ مَناذِر پر کسی کو چھوڑکر السوس پر لشکرکشی کرو۔ انھوں نے مَناذِر پر رَبیع بن زیاد کو چھوڑا اور السوس پر لشکرکشی کی۔

مجھ سے سَعدَویہ نے کہا، اس سے شریک نے، اس سے ابواسحٰق نے اور اس سے المُہلّب بن ابی صُفرہ نے، کہ:۔ ہم نے مَناذِر کا محاصرہ کیا، بہت سے اسیرانِ جنگ ہمارے ہاتھ آئے (حضرت) عمر نے لکھا: مَناذِر بھی السواد کی بستیوں کی مثل ایک بستی ہے جو لوگ تمھارے ہاتھ آئے ہیں انھیں رہا کردو۔

کہتے ہیں: ابوموسیٰ، السوس پہنچے، جنگ کی، اہل السوس قلعہ بند ہوگئے، ابوموسیٰ نے ان کا محاصرہ کرلیا، آخر جب ان کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ رہا تو انھوں نے امان چاہی، اور ان کے مرزبان نے درخواست کی کہ ان میں سے ۸۰ آدمیوں کو امان دی جائے وہ شہر کا دروازہ کھولدے گا اور شہر تسلیم کردے گا۔ ابوموسیٰ نے اس کی درخواست منظور کی، اس نے ۸۰ آدمی چُن لیے مگر اپنے تئیں ان میں شامل نہ کیا۔ جن لوگوں کو امان دی گئی تھی وہ امان میں رہے، مُرزبان کو ابوموسیٰ کے حکم سے قتل کیا گیا اور قلعے میں جو مقاتلین تھے تہ تیغ کیے گئے۔ ان کے اموال غنیمت ہوے اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا۔ ابوموسیٰ نے ان کے قلعے میں ایک مکان دیکھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟

کہا گیا: دانیال نبی کی لاش ہے۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ مدتیں ہوئیں یہاں شدید قحط پڑا تھا، قحط سے تنگ آکر یہاں کے باشندوں نے اہل بابل سے درخواست کی کہ دانیال نبی کو ہمارے پاس بھیجدو کہ ہم ان کی برکت سے پانی کی دعا کریں۔ دانیال نبی کو بختنصر قید کرکے بابل لے گیا تھا۔ انھوں نے دانیال نبی کو بھیجدیا، اور انھوں نے یہیں وفات پائی۔" ابوموسیٰ نے یہ قصہ (حضرت) عمر کو لکھا۔ جواب آیا کہ کفن دو اور دفن کردو۔ ابوموسیٰ نے نہر پر بند باندھ کر اس کا پانی روکا اور دانیال علیہ السّلام کو دفن کرکے دریا کا پانی ان کی قبر پر چھوڑ دیا۔

مجھ سے ابوعبید القاسم بن سَلّام نے کہا، اس سے مروان بن معاویہ نے، اس سے حُمَید الطویل نے، اس سے حبیب نے، اس سے خالد بن زید المُزَنی نے — ان کی ایک آنکھ السوس کی جنگ میں پھوٹ گئی تھی کہ: — ہم نے السوس کا محاصرہ کیا، ابوموسیٰ ہمارے امیر تھے، اوّل اوّل سخت وقت کا سامنا ہوا، پھر وہاں کے دہقان نے صلح کرلی اور اس شرط پر شہر تسلیم کردیا کہ اہل شہر میں سو آدمیوں کو امان دی جائے اور وفائے شرط کا عہد کیا۔ ابوموسیٰ نے کہا: سو آدمی چن لو۔ اس نے سو آدمی چنے۔ ابوموسیٰ نے اپنے اصحاب سے کہا: مجھے امید ہے اللہ اس کو خود اسی کے فیصلے سے قتل کروے گا" اور یہی ہوا۔ اس نے سو آدمی چن لیے مگر خود اللہ کا دشمن ان میں نہ تھا ابوموسیٰ نے حکم دیا کہ اس کا سَر قلم کردو۔ وہ چیخا: مجھے قتل نہ کرو، میں تمھیں بہت سا مال دوں گا"۔ ابوموسیٰ نے کہا: یہ شرط کے خلاف ہے اور اس کی گردن اڑادی۔

کہتے ہیں: اہل رامہرمز نے ابوموسیٰ سے ہُدنہ کیا۔ جب ہدنہ کی مدت گزرگئی تو ابومریم الحنفی کو ان کے پاس بھیجا، اور انھوں نے آٹھ لاکھ درہم پر صلح کرلی۔

۳۷۹

مجھ سے روح بن عبدالمومن نے کہا، اس سے یعقوب نے، اس سے ابو عاصم رامہرمزی نے ـــــ ابو عاصم سو برس کے یا قریب قریب سو برس کے تھے ـــــ کہ:ـــــ ابوموسیٰ نے اہل رامہرمز سے آٹھ لاکھ یا نو لاکھ درہم پر مصالحت کی، پھر انھوں نے نقض کیا، ابوموسیٰ نے ان پر لشکرکشی کی اور اُن کو بزور فتح کیا۔ یہ واقعہ ابوموسیٰ کی ولایت کے آخر زمانے کا ہے۔

کہتے ہیں: ابوموسیٰ نے سُرق انھی شرائط پر صُلحاً فتح کیا جن شرائط پر رامہرمز فتح کیا تھا بعد کو اہل سُرق نے بدعہدی کی۔ ابوموسیٰ نے حارثہ بن بدر الغدانی کو گھنے لشکر کے ساتھ بھیجا گروہ فتح نہ کرسکے، پھر عبداللہ بن عامر آیا اور اس نے بزور فتح کیا۔ ابوموسیٰ نے حارثہ کو سرق کا والی کیا۔ ابوالاسود الدؤلی کہتا ہے

أَحارِ بْنَ بَدْرٍ قَدْ وُلِّيتَ إِمارَةً ... فَكُنْ جُرَذاً فِيها تَخُونُ وَتَسْرِقُ
فَإِنَّ جَمِيعَ النّاسِ إِمّا مُكَذِّبٌ ... يَقُولُ بِما تَهْوَى وَإِمّا مُصَدِّقُ
يَقُولُونَ أَقْوالاً بِظَنٍّ وَشُبْهَةٍ ... فَإِنْ قِيلَ هاتُوا حَقِّقُوا لَمْ يُحَقِّقُوا
وَلا تَعْجِزَنْ فَالْعَجْزُ أَسْوَأُ عادَةٍ ... فَحَظُّكَ مِنْ مالِ الْعِراقَيْنِ سُرَّقُ

ابن بدر سے کہہ دو کہ جب تو امارت پر مقرر کیا گیا ہے تو یہاں چوہے کی طرح رہ، چھپی ہوئی خیانت، نا راستی اور دغل سے ہردم ہوشیار،

سب لوگ یا جھوٹے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اس لیے کہتے ہیں کہ غرضمند ہیں،

یا اگر سچے ہیں تو ایسی بات کہتے ہیں جس میں ظن کی گنجائش ہو اور جس میں ان کا مافی الضمیر اس طرح پوشیدہ ہو کہ معنی ظاہر سے معنی باطن مختلف ہوں مگر یہ نہ کہا جاسکے کہ انھوں نے جھوٹ کہا۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ تحقیق کرلو تو تحقیق نہ کریں۔

تو ہمت نہ ہار کہ ہمت ہارنا بہت ہی بری عادت ہے۔ تیرے حصے میں عراقین میں سے سُرق جیسی جگہ آئی ہے۔

حارثہ کو جب یہ ابیات پہنچیں تو اس نے کہا :

جَزَاكَ اِلٰہُ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ ۔۔۔ فَقَدْ قُلْتَ مَعْرُوفًا وَاَوْصَيْتَ كَافِيَا

اُمِرْتَ بِحَزْمٍ لَوْ اَمَرْتَ بِغَيْرِهٖ ۔۔۔ لَاُلْفِيْتَنِي فِيْهِ لِاَمْرِكَ عَاصِيَا

خدا تجھے جزائے خیر دے، تو نے اچھی بات کہی اور ایسی وصیت کی جس کی رعایت سر انجام امور کے لیے لابد ہے۔

تو نے مجھے احتیاط و ہوشمندی مرعی رکھنے کو کہا ہے اگر اس کے سوا کوئی اور بات کہتا تو یقیناً مجھے نافرمانی کرنے والا پاتا۔

۳۸ کہتے ہیں : ابو موسیٰ اس کے بعد تستر کی طرف گئے۔ وہاں دشمن کی زبردست قوت جمع تھی۔ ابو موسیٰ نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کمک کے لیے لکھا۔ انھوں نے عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ وہ اہل الکوفہ کو لیکر ان کے پاس جائیں۔ عمار نے جریر بن عبداللہ البجلی کو بھیجا۔ وہ ایلغار کرتے سیدھے تستر پہنچے۔ ابو موسیٰ کے میمنے پر البراء بن مالک برادر انس بن مالک، میسرے پر مجزاۃ بن ثور السدوسی، اور رسالوں پر انس بن مالک تھے؛ اور عمار کے میمنے پر البراء بن عازب الانصاری، میسرے پر حذیفہ بن یمان العبسی، رسالوں پر قرظہ بن کعب الانصاری، اور پیادوں پر نعمان بن مقرن المزنی تھے۔ اہل تستر جان توڑ کر لڑے، مسلمین کے لشکر نے سخت حملہ کیا اور انھیں پسپا کر دیا اور ان کی صفیں درہم برہم کرتے شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ یہاں البراء بن مالک دست بدست لڑے اور شہید ہوگئے، اللہ ان پر رحمت نازل کرے ؛ ہرمزان اور اس کے ساتھی بحال تباہ شہر میں داخل ہوے۔ اہل تستر کے نو سو آدمی کھیت رہے اور چھ سو اسیر ہوے جو بعد کو تیغ کے گھاٹ اترے۔ ہرمزان مہرجان قذف کے باشندوں میں سے تھا، عجمیوں کے ساتھ وقیعۂ جلولاء میں شریک ہوا تھا۔ محاصرے نے

جب طول کھینچا تو عجمیوں میں سے ایک شخص نے شہر میں داخل ہونے کا ایک غیر معروف راستہ بتانے کے وعدے پر امان چاہی اور درخواست کی کہ اس کے اور اس کی اولاد کے لیے روزینے مقرر کردیئے جائیں۔ ابوموسیٰ نے اس سے وعدہ کیا۔ وہ اسلام لایا۔ کہا: کسی کو میرے ساتھ کردو کہ میں وہ پوشیدہ رستہ بتا دوں'' ابوموسیٰ نے اشرس بن عوف الشبیان کو اس کے ساتھ کیا، وہ ان کو لیکر پتھروں کی ایک منڈیر پر سے شہر میں داخل ہوگیا شہر میں لیکر پھرا ہرمزان تک کو دکھا دیا اور بخیریت واپس پہنچا دیا۔ ابوموسیٰ نے رات کو مجزاۃ بن ثور کی زیر کمان چالیس آدمیوں کی ایک جماعت بھیجی اور ان کے پیچھے دوسو مقاتلین کا ایک اور دستہ روانہ کیا۔ آگے آگے وہ مستامن تھا۔ اس نے مسلمانوں کو شہر میں پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے فصیل کے محافظوں کو قتل کیا، اور فصیل پر چڑھ کر تکبیر کی صدا بلند کی۔ ہرمزان اپنے قلعے کی طرف ۳۸۱ بھاگا، قلعے میں اس کا خزانہ اور اس کے اموال تھے۔ صبح کو ابوموسیٰ نے نہر عبور کی، شہر میں داخل ہوے اور قبضہ کرلیا۔ ہرمزان نے کہا: عربوں کو ہمارے اس غیر معروف رستے کا پتا ہمیں میں سے کسی نے بتایا ہے جس نے عربوں کا اقبال اور ہمارا ادبار محسوس کرلیا'' اس کے بعد وہ عجمی اپنے اہل و عیال کو قتل کرنے اور دُجیل میں پھینکنے لگا، کہ مبادا عرب ان پر قبضہ نہ کرلیں۔

ہرمزان نے امان کی درخواست کی۔ ابوموسیٰ نے بغیر اذن امیرالمومنین امان دینے سے انکار کیا، وہ راضی ہوگیا۔ قلعے میں جو مقاتلین تھے اور جن کے لیے امان نہ تھی ابوموسیٰ کے حکم سے قتل کیے گئے۔ ہرمزان کو (حضرت) عمر کے پاس بھیجا۔ انھوں نے اس کی جان بخشی کی اور اس کا وظیفہ مقرر کردیا۔ پھر اسپر شک کیا گیا کہ اس نے المغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ کے ساتھ مل کر (حضرت) عمر کے قتل کی سازش

کی ہے۔ عبیداللہ بن عمر نے کہا: ہمارے ساتھ چل، ہم ذرا اپنا گھوڑا دیکھ آئیں"۔ ہرمزان ان کے ساتھ گیا۔ عبیداللہ نے پیچھے سے آکے اس کو قتل کردیا۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، اس سے مروان بن معاویہ نے، اس سے حمید نے، اور اس سے انس نے، کہ: ——— ہم نے تستر کا محاصرہ کیا۔ ہرمزان نے ہتیار ڈالدیے، ابوموسیٰ نے ہرمزان کو میرے ساتھ (حضرت) عمر کے پاس بھیجا، میں اس کو لیکر مدینۂ مبارکہ پہنچا، (حضرت) عمر نے اس سے کہا: کچھ بات کر۔ اس نے کہا: زندہ رہنے والوں کی سی یا مرنے والوں کی سی"؟ بولے: بات کر، ڈر نہیں"۔ ہرمزان نے کہا: ہم عجمی اس وقت تک تمھیں مارتے اور دباتے رہے جب تک اللہ نے ہمیں اور تمھیں نبٹ لینے کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ لیکن جب اللہ تمھارے ساتھ ہوگیا تو ہمارے ہاتھ تمھارے مقابلے سے عاجز ہوگئے"۔ (حضرت) عمر نے کہا: انس! کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا: میں اپنے پیچھے ایک تیز کانٹا اور کتے کی طرح چمٹنے والا دشمن چھوڑ آیا ہوں۔ اگر امیرالمومنین اس کو قتل کریں گے تو اس کی قوم زندگی سے مایوس ہو جائے گی اور جان توڑ کر لڑے گی۔ اور اگر اس کو زندہ رہنے دیا تو اسے زندگی کا لالچ دامن گیر ہوگا"۔ (حضرت) عمر نے کہا: اے انس! سبحان اللہ، اس نے براء بن مالک اور مجزاۃ بن ثور السدوسی کو قتل کیا ہے"۔ میں نے کہا: امیرالمومنین کے پاس اس کے قتل کی کوئی سبیل نہیں ہے"۔ بولے: کیا اس نے تجھے کچھ دیدیا ہے"۔ میں نے کہا: نہیں۔ لیکن امیرالمومنین ہی نے اس سے کہا تھا: لاباس"۔ بولے: یہ میں نے کب کہا؟ شاہد لاؤ ورنہ میں پہلے تمھی کو سزا دوں گا"۔ انس کہتے ہیں میں اٹھا اور زبیر بن عوام کے پاس گیا۔ وہ اس وقت مجلس میں موجود تھے اور انھیں وہ

بات یاد تھی جو مجھے یاد تھی۔ وہ آئے اور انھوں نے شہادت دی۔ (حضرت) عمر نے ہُرمزان کو رہا کردیا۔ وہ اسلام لایا اور اس کے لیے روزینہ مقرر کردیا گیا۔

مجھ سے اسحٰق بن ابی اسرائیل نے کہا، ان سے ابن المبارک نے، اس سے ابن جُریج نے، اور اس سے عطاء الخراسانی نے، کہ:— تُستَر پہلے صلحاً فتح ہوا۔ پھر اہل تُستَر نے نقض کیا، مہاجرین نے ان کے مقاتلین کو قتل کیا، اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا۔ ۳۸۲ یہ لونڈی غلام اس وقت تک اپنے مالکوں کے پاس رہے کہ (حضرت) عمر نے حکم دیا کہ جو لوگ تمھارے قبضے میں ہیں انھیں رہا کردو۔

راوی نے کہا: ابوموسیٰ جندیسابور کی طرف گئے، سابوری والے ان کی لشکرکشی سے سراسیمہ ہوگئے، امان چاہی، ابوموسیٰ نے ان کو امان دی اور اسپر صلح کرلی کہ نہ اُن میں کسی کو قتل کیا جائے گا، نہ لونڈی غلام بنایا جائے گا اور نہ ان کے اموال سے تعرض کیا جائے گا؛ لیکن اسلحہ مسلمانوں کا حق ہیں۔ پھر یہاں کے باشندوں میں سے ایک جماعت الکلبانیہ چلی گئی، ابوموسیٰ نے الربیع بن زیاد کو الکلبانیہ بھیجا۔ الربیع نے جنگ کی اور الکلبانیہ فتح کرلیا۔ اساورہ نے امان چاہی۔ ابوموسیٰ نے ان کو بھی امان دی اور وہ اسلام لائے۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ اس سے قبل ہی امان حاصل کرکے ابوموسیٰ سے جا ملے تھے اور تستر کے محاصرے میں شریک ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

مجھ سے عمر بن حفص العُمری نے کہا، اس سے ابوحُذیفہ نے، اس سے ابوالاشہب نے، اور اس سے ابورَجاء نے، کہ:— الربیعؔ بن زیاد الحارثی نے ابوموسیٰ کی جانب سے الکلبانیہ بزور فتح کیا۔ بعد کو یہاں کے باشندوں نے غدر کیا، اور مُجاشع بن ثور السدوسی نے دوبارہ فتح کیا۔

راوی نے کہا: عبداللہ بن عامر نے جو مقامات فتح کئے اِن میں سنبیل کے باشندوں اور بھاٹوں نے بغاوت کی، اس ناحیہ کے کردوں کا ایک گروہ ان سے جا ملا۔ ابن عامر نے اَیذَج شدید جنگ کے بعد فتح کیا۔ ابوموسٰی نے السوس، تستر اور رَوذرَق بزور فتح کیے۔ المدائنی کہتا ہے: ثابت بن ذی الحرۃ الحمیری نے قلعہ ذی الرناق فتح کیا۔

مجھ سے المدائنی نے کہا، اس سے اس کے شیوخ اور عمر بن شبّہ نے، اور اس سے مُجالِد بن یحیٰی نے کہ:— مُصعَب بن الزبیر نے، جو اپنے بھائی عبداللہ بن الزبیر کی جانب سے العراق کے والی تھے، مُطرِف بن سیدان الباہلی کو والیٔ شرطہ مقرر کیا۔ مُطرِف بنی جاوہ سے تھا۔ مُطرِف کے پاس دو آدمی لائے گئے جو رہزنی کے جرم میں ماخوذ ہوئے تھے۔ ایک کا نام النابی بن زیاد بن ظَبیان تھا اور وہ بنی عائش بن مالک بن تیم اللہ بن ثعلبہ بن عکابہ سے تھا، اور دوسرا بنی نُمَیر میں سے تھا۔ مُطرف نے النّابی کو قتل کردیا اور نُمیری کو دِرّے مار کے چھوڑ دیا۔ جب مطرف کو شرطہ سے ہٹاکر الاہواز کا والی مقرر کیا گیا تو عبیداللہ بن زیاد بن ظَبیان نے اس کے خلاف ایک جماعت فراہم کی اور اس کے مقابلے پر نکلا۔ مٹ بھیڑ ہوئی، دونوں ایک دوسرے کے متقابل ٹھہر گئے۔ دونوں کے درمیان نہر تھی۔ مطرف بن سیدان نے جلدی سے نہر عبور کی، ابن ظبیان نے اس کے نیزہ مارا اور اس کو قتل کردیا۔ مُصعَب نے مُکرَم بن مُطرف کو ابن ظَبیان کے تعاقب میں بھیجا۔ وہ قطع منازل کرتا ایک مقام پر پہنچا جسے آجکل عسکر مُکرَم کہتے ہیں مگر ابن ظبیان اس کے ہاتھ نہ آیا، عبدالملک بن مروان سے جا مِلا، اِس کے ساتھ مِل کر مُصعَب سے لڑا، قتل کیا اور ان کا سر تن سے جدا کردیا۔

۳۸۳

عَسکَرُ مُکرَم اسی مکرم بن مطرف کی طرف منسوب ہے البعیث الشکری کہتا ہے:

سَقَینَا ابنَ سیدانَ بِکاسٍ رَوِیَّۃٍ   کَفَتنَا وَخَیرُ الأمرِ مَا کَانَ کَافِیا

ہم نے ابن سیدان کو لبریز پیالہ پلادیا۔ ہمارے لیے یہی ایک کارخیر کفایت کرتا ہے اگرچہ نیک کام کبھی کافی نہیں ہوتا۔

ایک روایت یہ ہے کہ عَسکرُ مُکرَم اس مُکرَم کی طرف نہیں بلکہ مکرم بن الفزر کی طرف منسوب ہے جو قبیلہ جَعوَنَۃَ بن الحارث بن نُمَیر سے تھا اور اس کو الحجاج نے خُرزاد بن باس سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ خُرزاد نے سرکشی کی تھی اور حصن اُیذَج میں متحصن ہوگیا تھا جو اس کے نام سے مشہور ہے۔ جب حصار نے طول کھینچا تو وہ عبدالملک کے پاس جانے کے لیے بھیس بدل کر قلعے سے اُترا۔ مُکرَم نے اس کو پکڑلیا اور قتل کردیا۔ اس کی قَلَنسُوہ میں دو موتی تھے۔ مکرم نے وہ موتی لے لیے اور حجاج کے پاس بھیجدیئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ عَسکَرِ مُکرَم کے پاس ایک قدیم قریہ تھا عَسکر مکرم کی آبادی اتنی بڑھی کہ اس قریہ تک پہنچ گئی، حتیٰ کہ عسکر مکرم اچھا خاصا شہر ہوگیا۔ آجکل عسکر مکرم "مصر جامع" ہے۔

مجھ سے ابومسعود نے کہا، اور اس سے عَوانہ نے، کہ:—

عبداللہ بن الزبیر نے حمزہ بن عبداللہ بن الزبیر کو البصرہ کا والی کیا وہ الاہواز کی طرف گئے اور اس کے پہاڑ کو دیکھ کر کہا یہ تو قیقعان کا سا ہے۔

الثوری کہتا ہے: فارسی میں الاہواز کا نام ہوزمسیر تھا۔ عربوں نے الاخوار کہا، اور مرورِ ایّام سے الاہواز ہوگیا۔ کسی بدوی نے کہا ہے:

لَا تُرجِعَنِّی إِلَی الأخوَازِ ثَانِیَۃً   وَقَیقَعَانِ الَّذِی فِی جَانِبِ السُّوقِ

وَنَہرِ بَطِّ الَّذِی أمسَی یُؤَرِّقُنِی   فِیہِ البَعُوضُ بِلَسبٍ غَیرِ تَشفِیقِ

فَمَا الَّذِی وَعَدَتہُ نَفسُہُ طَمَعًا   مِنَ الحُصَیلِی أو عَمرٍو بِمَصدُوقِ

مجھے دوبارہ نہ الاخواز بھیجو نہ قیقعان جو بازار کے پہلو میں ہے

نہ نہر بط کی طرف جس نے مجھے رات بھر جگایا۔ وہاں
مچھر ہیں جو بے رحمی سے نیش زنی کرتے ہیں۔
وہ کونسی طمع ہے جس کا سچا وعدہ اس کے نفس نے
کیا ہے؟ وہ الحصینی سے ہے یا عمرو سے؟

راوی کہتا ہے: نہر بط ایک نہر تھی، اس کے پاس بطیں اترتی تھیں؛ اس وجہ سے لوگ اس کو نہر بط کہنے لگے؛ جس طرح دار بطیخ۔ میں نے کسی کو کہتے سنا ہے کہ یہ نہر، البطئہ نام ایک عورت کی تھی اور اسی کی طرف منسوب ہے، کثرت استعمال سے کلمہ کا آخر حذف ہوگیا۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، اس سے الواقدی نے، اس سے محمد بن عبداللہ نے اور اس سے الزہری نے کہ :— (حضرت) عمر نے السواد و الاہواز بزور فتح کیے۔ درخواست کی گئی کہ تقسیم کردیجیے۔ بولے: ہمارے بعد جو مسلمان آئیں گے ان کے لیے کیا رہ جائے گا۔" اس لیے مفتوحین کو ان کی املاک پر اہل الذمہ کی حیثیت سے برقرار رکھا۔

مجھ سے المدائنی نے کہا، اس سے علی بن حماد اور سُحیم بن حفص اور دوسروں نے کہ :— ابوالمختار یزید بن قیس بن یزید بن الصّعق نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے الاہواز کے عاملوں کی نسبت کہا :

أَبلغ أميرَ المؤمنين رسالةً — فأنتَ أمينُ اللهِ في النهيِ والأمرِ
وأنت أمينُ الله فينا ومن يكن — أمينًا لربِّ العرشِ يسلمْ له صدري
فلا تدعنْ أهلَ الرساتيقِ والقرى — يُسيغونَ مالَ اللهِ في الأُدُمِ الوفرِ
فأرسلْ إلى الحجاجِ فاعرفْ حسابَهُ — وأرسلْ إلى جزءٍ وأرسلْ إلى بشرِ
ولا تنسينَّ النافعَينِ كليهما — ولا ابنَ غلابٍ من سراةِ بني نصرِ
وما عاصمٌ منها بصفرٍ عيابُهُ — وذاكَ الذي في السوقِ مولى بني بدرِ

فأرسل إلى النعمان واعرف حسابه ... وصهر بني غزوان إني لذو خبر
وشبلا فسله المال وابن محرش ... فقد كان في أهل الرساتيق ذا ذكر
فقاسمهم أهلي فداؤك إنهم ... سيرضون إن قاسمتهم منك بالشطر
ولا تدعوني للشهادة إنني ... أغيب ولكني أرى عجب الدهر
نؤوب إذا آبوا ونغزو إذا غزوا ... فأنى لهم وفر ولسنا أولي وفر
إذا التاجر الداري جاء بفأرة ... من المسك راحت في مفارقهم تجري

امیرالمومنین کو پیام پہنچا دو کہ تم نیک باتوں کا حکم کرنے اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں اللہ کے امین ہو۔

تم ہمارے درمیان اللہ کے امین ہو، اور جو ربّ العرش کا امین ہو اس کی فرمانبرداری کے لیے میں دل و جان سے حاضر ہوں

رساتیق اور قریوں کے باشندوں کو آزاد نہ چھوڑ دو کہ وہ اللہ کا مال لذیذ بنا کر بے غل و غش کھائیں۔

کسی کو حجاج اور جزؔو اور بِشرؔ کی طرف بھیجو کہ ان سے حساب کرے۔

دونوں نافعوں کو نہ بھولو اور نہ ابن غلّاب کو جو بنی نصر کے وجیہوں میں سے ہیں۔

ان میں عاصم کا کیسہ خالی نہیں ہے۔ اور بنی بدر کے غلام آزاد کی طرف بھی کسی کو بھیجو جو سوق الاہواز میں ہے۔

نُعمان اور بنی غزوان کے داماد کی طرف بھی کسی کو حساب کی پرتال کے لیے بھیجو، مجھے اِن سب کی خبر ہے اور شِبل و مُحرّش کی طرف بھی کسی کو بھیجو کہ ان سے مال کے متعلق پوچھے۔ ان دونوں کی نسبت اہل رساتیق میں بہت چرچے ہیں۔

میرے بال بچے تم پر فدا ہوں، ان سب سے مقاسمہ کرو۔ اگر تم اِن سے نصف مال بھی لے لوگے تو یہ راضی رہیں گے۔

لیکن گواہی دینے کے لیے مجھے طلب نہ کرنا ۔ میں
لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوں اور عجائب دہر دیکھتا ہوں۔
جب وہ جنگ سے واپس آتے ہیں تو ہم بھی واپس
آتے ہیں، اور جب وہ جنگ پر جاتے ہیں تو ہم بھی جاتے
ہیں ۔ پھر ان کے پاس اِس قدر وافر مال کہاں سے آیا
جبکہ ہمارے پاس نہیں ہے۔
دارین کا عطر فروش مشک نافے لاتا ہے تو اس کی خوشبو
ان کی مانگوں میں مہکتی ہے ۔

۳۸۵ ابو المختار نے ان ابیات میں جس جس کا ذکر کیا ہے (حضرت) عمر نے ان سب کے اموال کا نصف نصف ضبط کرلیا ۔ حتیٰ کہ ایک پاپوش لی اور ایک چھوڑ دی ۔ انھی میں ابوبکرہ بھی تھا۔ اس نے کہا : میں تو کسی علاقے پر عامل نہیں ہوں"۔ بولے : تیرا بھائی بیت المال اور الأبلہ کے عشور کا والی ہے، وہ تجھے مال دیتا ہے اور تو اس سے تجارت کرتا ہے"۔ اس سے دس ہزار درہم وصول کیے ۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس کے اموال میں سے بھی نصف حصہ ضبط کرلیا ۔

راوی کہتا ہے : اس میں جس حجاج کا ذکر ہے وہ حجاج ابن عتیک الثقفی ہے، یہ الفرات پر تھا ۔ جَزْء بن معاویہ، الأحنف ابن قیس کا چچا تھا، یہ سُرّق پر تھا ۔ بشر بن المُحْتَفِز، جُندَیسابور پر تھا ۔ دونوں نافعوں سے مُراد نُفَیع ابوبکرہ اور اُس کا بھائی نافع بن الحارث بن کَلَدَہ ہے ۔ ابن غلاب کا نام خالد بن حارث تھا، یہ بنی دہمان میں سے تھا اور اصبہان کے بیت المال کا والی تھا ۔ عاصم بن قیس بن الصّلت السُّلَمی، مناذِر پر تھا ۔ بنی بدر کے غلام آزاد سے مُراد سَمُرہ بن جُندَب ہے جو سوق الاہواز پر تھا ۔ نُعمان بن عدی بن نَضلہ بن عبدالعزیٰ بن حُرثان جو قبیلہ عَدِی

ابن کعب بن لؤی سے تھا، ضلاع دجلہ پر تھا۔ اسی نے یہ ابیات
لکھی ہیں:

مَن مُبلِغُ الحَسناءَ اَنّ خَلِیلَها — بِمَیسانَ یُسقٰی فِی زُجاجٍ وَحَنتَمِ
اِذا شِئتُ غَنّتنِی دَهاقِینُ قَریَۃٍ — وَصَناجَۃٌ تَجذُو عَلٰی کُلِّ مَنسَمِ
لَعَلَّ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ یَسُوءُهُ — تَنادُمُنا بِالجَوسَقِ المُتَهَدِّمِ

کون ہے جو الحسناء تک یہ خبر پہنچائے کہ تیرا دوست میسان
میں بلور کے جاموں اور سبز کوزوں میں پی رہا ہے۔
جب چاہتا ہوں کہ قریہ کے زمیندار مجھے گانا سنائیں تو وہ
گاتے ہیں اور شادی و خرسندی کے مجیرے بجاتے ہیں۔
شاید امیرالمومنین کو یہ بات ناگوار ہو کہ ہم بوسیدہ اور
منہدم قصر میں اس طرح رنگ رلیاں کرتے ہیں۔

(حضرت) عمر کو جب اس کی یہ ابیات پہنچیں تو کہا: خدا کی
قسم، یہ روش یقیناً مجھے ناگوار ہے۔ اور اس کو برطرف کردیا۔
بنی غزوان کے داماد سے مراد مجاشع بن مسعود السلمی ہے۔ مجاشع،
عتبہ بن غزوان کا داماد تھا، اور ارض بصرہ اور اس کے صدقات
پر تھا۔ شبل بن معبد البجلی ثم الاحمسی اموال غنیمت پر تھا۔ اور ابن
مجرش ابو مریم الحنفی، رامہرمز پر تھا۔

عونجہ بن زیاد الکاتب کہتا ہے: امیرالمومنین الرشید نے ۳۸۶
عبیداللہ بن المہدی کو الاہواز میں زراعت کی اجازت دی۔ پھر
اس حکم میں شبہ پیدا ہوا۔ لوگوں نے امیرالمومنین عبداللہ المامون تک
معاملہ پہنچایا۔ مامون نے تحقیقات کا حکم دیا۔ اجازت کا جو حصّہ
غیر مشتبہ تھا اس کو نافذ کردیا اور جو حصّہ مشتبہ تھا اس کو
مشکوک فیہ کی ذیل میں داخل کیا۔ یہ بات الاہواز میں مشہور ہے۔

اضلاع فارس و کرمان

کہتے ہیں : العلاَ بن الحضرمی نے، جو عمر بن الخطاب رضؓ کی جانب سے البحرین کے عامل تھے، بنی الازد کے ہَرثمہ بن عرفجۃ البارقی کو ایک مہم پر بھیجا۔ ہَرثمہ نے فارس کے قریب سمندر میں ایک جزیرہ فتح کیا۔ پھر (حضرت) عمر نے العلاَء کو لکھا کہ ہرثمہ کو عقبہ بن فرقد السُّلَمی کی مدد پر بھیجو۔ انھوں نے ہَرثمہ کو عتبہ کی کمک پر بھیجدیا۔ پھر (حضرت) عمر نے عثمان بن ابی العاصی الثقفی کو البحرین و عمان کا والی کیا۔ انھوں نے ایک سرے سے ملک کا دورہ کیا اور باشندوں کو اچھی طرح مطیع کرلیا۔ اور اپنے بھائی الحکم بن ابی العاصی کو جیش عظیم کے ساتھ، جس میں بنی عبدالقیس ازد تمیم، بنی ناجیہ اور دوسرے قبیلوں کے لوگ تھے، سمندر کے رستے فارس کی طرف بھیجا۔ حَکَم نے جزیرہ ابرکاوان فتح کیا اور تَوَّج پہنچے جو ارض اَرْدَشیر خُرّہ میں ہے، اَرْدَشیر خُرّہ کے معنے "شکوہ اَردشیر" ہیں۔

ابو مخنف کہتا ہے : عثمان بن ابی العاصی نے سمندر عبور کرکے فارس پر حملہ کیا پھر تَوَّج پر اُترے اور اس کو فتح کیا، مسجدیں بنائیں اور مسلمانوں کے لیے اسکو گھر قرار دیا اور بنی عبدالقیس اور دوسرے قبیلوں کو یہاں آباد کیا، یہاں سے وہ ارجان کی طرف گئے کہ اس کی سرحد تَوَّج سے متصل تھی، اور اسپر حملہ کیا۔ پھر (حضرت) عُمر کا حکم آیا اور وہ فارس سے عمان و بحرین

کی طرف واپس ہو گئے اور اس ناحیہ پر اپنے بھائی الحکم کو اپنا نائب مقرر کیا۔

ابو مخنف کے سوا دوسروں کا بیان ہے کہ توّج، الحکم نے فتح کیا اور سنہ ۱۹ میں مسلمانوں میں سے بنی عبدالقیس اور دوسرے قبیلوں کو آباد کیا۔

کہتے ہیں شہرک پر، جو فارس کا مرزبان اور والی تھا، عربوں کی لشکرکشی کا بہت اثر پڑا، اور یہ بات اسپر گراں گزری۔ جب اس کو عربوں کی قوت اور ان کی شجاعت کا حال معلوم ہوا، اور اس نے سنا کہ جس سے ان کا مقابلہ ہوا ہے اسپر وہ فتحیاب ہوئے ہیں تو اس نے جمع عظیم فراہم کی اور ارض سابور میں راشہر پہنچا، یہ مقام توّج کے قریب ہے، الحکم بن العاصی اس کی طرف نکلے؛ ان کے مقدمے پر سوّار بن ہمام العبدی تھے، معرکے کا رن پڑا؛ یہاں ایک وادی تھی اسپر شہرک نے اپنے نقیبوں میں ایک کو ایک جماعت کے ساتھ متعین کر دیا، اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں سے جو بھاگے اور ادھر سے گزرے اسے قتل کر دینا۔ اساورہ کے بہادروں میں سے ایک منہ موڑ کر ادھر سے نکلا، ان لوگوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، اس نے کہا: مجھے قتل نہ کرو، ہم جس قوم سے جنگ کر رہے ہیں وہ منصور قوم ہے اور اللہ اس کے ساتھ ہے۔ اس نے ایک پتھر پر تیر مارا، پتھر شق ہو گیا، پھر ان لوگوں سے کہا: کیا تم اس تیر کو دیکھتے ہو جس نے پتھر کو شق کر دیا ہے۔ خدا کی قسم، یہ تیر ان میں سے کسی کے مارا جائے تو اس سے ان کے خراش بھی نہ آئے گی"۔ نقیب نے کہا: تیرا قتل اب ضروری ہو گیا"۔ اسی اثنا میں شہرک کے قتل کی خبر آئی — شہرک کو سوّار بن ہمام العبدی نے قتل کیا تھا۔ سوّار نے اسپر حملہ کیا،

۳۸۶

اس کے نیزہ مارا اور مرکب سے نیچے گرا دیا تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ مرگیا۔ شہرک کے بیٹے نے سوار پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔ اللہ نے مشرکوں کو شکست دی اور راشہر بزور فتح ہوگیا۔ یہ جنگ اپنی صعوبت اور مسلمانوں کے لیے عظیم النعمت ہونے کے لحاظ سے ویسی ہی تھی جیسی قادسیّہ کی جنگ۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو فتح کی خبر دینے عمرو بن الأہتم التمیمی روانہ ہوا، وہ کہتا ہے:

جِئْتُ الإِمَامَ بِإِسْرَاعٍ لِأُخْبِرَهُ ... بِالْحَقِّ مِنْ خَبَرِ الْعَبْدِيِّ سَوَّارِ
أَخْبَارَ أَرْوَعَ مَيْمُونٍ نَقِيبَتُهُ ... مُسْتَعْمَلٍ فِي سَبِيلِ اللهِ مِغْوَارِ

میں امام کے پاس دوڑا ہوا آیا ہوں کہ اسے قبیلۂ عبد کے سوار کی سچی سچی خبر دوں۔ حیرت انگیز، مبارک اور ظفرمندی کی خبریں۔ وہ بہادر راہِ خدا میں سخت غارت گری کرتا ہوا کام آیا۔

اہلِ توّج میں کسی نے کہا کہ توّج، شہرک کے قتل کے بعد بایا گیا۔

کہتے ہیں: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ نے عثمان بن ابی العاصی کو فارس جانے کا حکم دیا۔ وہ اپنے عمل پر اپنے بھائی المغیرہ کو، اور بقول بعض حفص بن العاصی کو ——— وہ صائب الرائے تھے ——— اپنا قائم مقام کر کے توّج آئے اور خیمہ زن ہو گئے۔ یہاں سے نکل کر حملے کرتے اور پھر یہیں واپس آجاتے تھے (حضرت) عمر نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ عثمان بن ابی العاصی کو ان کے کام میں مدد دو۔ وہ البصرہ سے نکل کر فارس پر حملے کرتے اور اپنے مقام کی طرف واپس آجاتے تھے۔

عثمان بن ابی العاصی نے ہَرِم بن حیان العبدی کو شبیر نام ایک قلعے کی طرف بھیجا۔ ہَرِم نے اس کا محاصرہ کیا اور قتال کے بعد بزور فتح کرلیا۔ بقول بعض ہَرِم نے حصن الستوج بھی بزور فتح کیا۔

۳۸۸

عثمان بن ابی العاصی ناحیۂ سابور میں جرّہ آئے، فتح کیا، اور اس کی زمین اس کے باشندوں سے قتال کے بعد اس شرط پر صلحاً فتح کی کہ وہ جزیہ اور خراج دیں گے اور مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے۔ انھوں نے اسی ناحیہ میں کازرون اور النّوبندجان فتح کیے اور ان کی زمینوں پر غالب ہو گئے۔

ابوموسیٰ اور عثمان بن ابی العاصی نے عمر رضی اللہ عنہ کی آخر خلافت میں ارّجان جزیہ و خراج پر صلحاً فتح کیا۔ پھر دونوں نے ناحیۂ اَرْدَشِیر خُرَّہ میں شیراز اس شرط پر فتح کیا کہ اس کے باشندے ذمی ہوں گے اور خراج دیں گے؛ جو ان میں سے جلاوطن ہونا چاہے اسے رخصت ہوگی، اور یہ کہ نہ انھیں قتل کیا جائے گا نہ لونڈی غلام بنایا جائے گا۔ پھر دونوں نے اسی ناحیہ میں سینیز فتح کیا، اور اس کی زمین اس کے باشندوں کے ہاتھ میں رہنے دی کہ اس کو آباد کریں۔

عثمان بن ابی العاصی نے تنہا حصن جنّابا امان پر فتح کیا، پھر دارابجرد آئے؛ یہ شہر اہل فارس کے علم و دین کا شادرواں (سرچشمہ) تھا۔ الھربذ اس کا حاکم اعلیٰ تھا۔ اس نے کچھ مال پر، جو اسی وقت ادا کردیا، اس شرط پر صلح کرلی کہ اہل دارابجرد کو تمام و کمال وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بلاد فارس کے مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کو حاصل ہیں۔

ناحیۂ جَہْرَم میں عثمان سے جنگ کرنے کو فارسیوں کی ایک جمعیتہ فراہم ہوئی، عثمان نے ان کی جمعیت منتشر کردی اور جَہْرَم فتح کرلیا۔ پھر انھوں نے فَسا پر لشکرکشی کی، یہاں کے سردار نے بغیر جنگ ویسی ہی صلح کرلی جیسی صلح دارابجرد کے حاکم نے کی تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ فَسا کے لیے بھی اَلھربذ ہی نے صلح کی تھی۔

عثمان بن ابی العاصی سنہ ۲۳ میں اور بقول بعض سنہ ۲۴ میں — قبل اس کے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ کی جانب سے ابوموسیٰ کے نام البصرہ کی ولایت کا فرمان پہنچے — شہر سابور آئے اور یہاں کے باشندوں کو مسلمانوں سے ہیبت زدہ پایا۔ شہرک کے بھائی نے خواب میں دیکھا کہ عربوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کا قمیص چھین لیا۔ اِس خواب سے اس کو ہول ہونے لگا۔ کچھ دنوں اس نے مدافعت کی، پھر امان چاہی اور اس پر صلح کرلی کہ ان میں کسی کو قتل نہ کیا جائے، لونڈی غلام نہ بنایا جائے؛ اور یہ کہ ان کے لیے ذمّہ ہو؛ وہ بہت جلدی مال ادا کریں گے۔ کچھ مدت بعد اہل سابور نے نقض و غدر کیا۔ سنہ ۲۶ میں ابوموسیٰ نے ان کو بزور فتح کرلیا۔ ان کے مقدمے پر عثمان بن ابی العاصی تھے۔ ۳۸۹

مَعمَر بن المثنیٰ اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ: — عُمَر ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے عثمان بن ابی العاصی کو سنہ ۲۲ میں لکھا کہ وہ جارود العَبدی کو فارس کے قلعوں کی طرف بھیجیں۔ شِیراز اور جرّہ کے درمیان وہ اپنے ساتھیوں سے جُدا ہو کے قضائے حاجت کے لیے ابریق لیکے ایک پہاڑی پر گئے۔ وہاں کردوں کی ایک جماعت نے انھیں گھیر لیا اور قتل کردیا۔ اس وجہ سے اس پہاڑی کو عَقَبۃ الجارُود کہنے لگے۔

کہتے ہیں: عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہٗ) نے ابوموسیٰ الاشعری کے بعد عبداللہ بن عامر بن کُرَیز کو البصرہ کا والی کیا۔ انھوں نے سنہ ۲۸ میں اِصطَخر پر لشکرکشی کی، ماہک نے اہل شہر کی جانب سے صلح کرلی۔ اس کے بعد وہ جوُر کی طرف بڑھے اہل اِصطخر نے ان کے نکلتے ہی نقض کیا اور عامل کو قتل کردیا۔ ابن عامر نے جوُر فتح کیا، پھر اِصطخر کی طرف پلٹے اور اس کو بزور فتح کیا۔

کہتے ہیں : ہَرِم بن حَیّان ، جُور پر مقیم تھا۔ جُور ناحیۂ اَرْدشیر خُرّہ کا عاصمہ تھا۔ مسلمان اسپر حملہ کرتے اور یہاں سے پلٹ کر اِصْطخر پر حملہ کرتے تھے، اور اس کی نواح میں جو بستیاں نقض کرتی تھیں ان پر تاخت کرتے تھے۔

ابن عامر نے جور پر پڑاؤ کیا، اہلِ جُور نے جنگ کی، پھر قلعہ گیر ہوگئے، ابن عامر نے تنگ پکڑا اور آخر بزور فتح کیا۔ یہ سنہ ۲۹ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ناحیۂ درابجرد میں الکاریان و فنشجاتن —— اور یہی انفیشجان ہے —— فتح کیے۔ یہ دونوں مقامات نہ الھربذ کی صلح میں داخل تھے نہ اس کے نقض میں۔

مجھ سے اہل العلم کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ :- جور پر کئی برس تاخت کی گئی مگر کامیابی نہوئی۔ حتیٰ کہ ابن عامر آئے اور انھوں نے اس کو فتح کیا۔ فتح کا سبب یہ ہوا کہ جن دنوں مسلمان اس کا محاصرہ کیے ہوے تھے ایک شب کا ذکر ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی نماز پڑھ رہا تھا، اور اس کے ایک طرف ایک تھیلا رکھا تھا جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ کتّا اس تھیلے کو منہ میں پکڑ کے ایک پوشیدہ رستے سے شہر میں لے گیا۔ مسلمانوں نے اِس رستے کو خوب غور سے دیکھا، پھر اسی رستے سے شہر میں داخل ہوے اور بزور فتح کرلیا۔

کہتے ہیں : جُور کے معاملے سے فارغ ہوکر عبداللہ بن عامر اہل اِصْطخر کی طرف چلے، شدید قتال کیا، منجنیقوں سے سنگ باری کی اور بزور فتح کرلیا —یہاں چالیس ہزار عجمی قتل ہوے۔ اکثر بڑے گھرانوں کے اور اساورہ کے سردار، جو یہاں پناہ گیر تھے، فنا ہوگئے۔ ۳۹۰

ایک روایت یہ ہے کہ ابن عامر اہل اَصْطخر سے صلح کرکے جُور کی طرف جارہے تھے کہ ان کے نقض و غدر کی خبر پہنچی، واپس ہوے، فتح کیا اور پھر جور کی طرف روانہ ہوے، اور

اس کو فتح کیا۔ ان کے مقدمے پر ہَرِم بن حیان تھے۔

حسن بن عثمان الزیادی کہتا ہے: علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما العراق کے والی تھے، اہلِ اِصْطَخر نے غدر کیا، اور انھوں نے بزور فتح کیا۔

مجھ سے العباس بن ہشام نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا، اور اس نے ابومخنف کے حوالے سے، کہ: —— ابن عامر نے اِصْطَخر پر لشکر کشی کی۔ ان کے مقدمے پر عبیداللہ ابن معمر التیمی تھے۔ اہل اصطخر نے رامِجِرد پر عبیداللہ کا مقابلہ کیا، جنگ ہوئی، عبیداللہ کام آئے، رامِجِرد کے باغ میں ان کو دفن کردیا۔ ابن عامر یہ خبر سنتے ہی جھپٹے اور اچانک ان پر ٹوٹ پڑے —— ان کے میمنے پر ابوبَرْزَہ نَضْلہ ابن عبداللہ الاسلمی اور میسرے پر مَعقِل بن یسار المزنی، رِکبوں پر عِمران بن الحصین الخزاعی، اور پیدلوں پر خالد بن المعمر الذہلی تھے۔ جنگ کی، وہ منہزم ہو کے اپنے شہر میں پناہ گیر ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو خوب روندا اور اللہ نے اصطخر کو ان کے لیے بزور فتح کردیا۔ ابن عامر نے اس جنگ میں تقریباً ایک لاکھ مجوسیوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد وہ دَرابجِرد آئے اور اس کو فتح کیا۔ یہاں کے باشندوں نے نقض کیا تھا۔ پھر کرمان کی طرف کوچ کیا۔

مجھ سے عمروالناقد نے کہا، اس سے مروان بن معاویۃ الفزاری نے، اس سے عاصم الاحول نے، اور اس سے فضیل بن زید الرقاشی نے، کہ: —— ہم شہر باج کا بشدت مہینا بھر محاصرہ کیے رہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم اس کو ایکدن میں فتح کرلیں گے۔ ہم نے ایکدن ان سے جنگ کی اور اپنے معسکر کی طرف آگئے۔ ایک غلام ہم سے بچھڑ کے پیچھے رہ گیا۔ وہ مجھے بھگوڑا ہے۔ اِس

غلام نے ان کے لیے امان لکھی اور تیر میں باندھ کے ان کی جانب پھینک دی۔ دوسرے دن جب ہم جنگ کے لیے نکلے تو وہ اپنے قلعے سے باہر آئے اور کہا: "لو، یہ تمھاری امان ہے"۔ ہم نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو لکھا۔ جواب آیا: "مسلمانوں میں سے ایک غلام کا ذمّہ تمھارے ذمہ کی مثل ہے۔ اس کی امان نافذ کردو"۔ ہم نے اس کی عطا کردہ امان نافذ کردی۔

مجھ سے القاسم بن سلّام نے کہا، اس سے ابوالنَّضر نے، اس سے شعبہ نے، اس سے عاصم نے، اور اس سے الفضیل نے، کہ: ــــ ہم نے دشمن سے سیراف میں جنگ کی۔ اس کے بعد القاسم نے وہی واقعات بیان کیے جو عمرو الناقد کی روایت میں ہیں۔

ہم سے سَعْدَوَیَہ نے کہا، اس سے عُبّاد بن العوّام نے، اس سے عاصم الاحول نے، اس سے الفضیل بن زید الرقاشی نے، ۳۹۱ کہ: ــــ مسلمان ایک قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، ایک غلام نے امان لکھ کے شقص میں لپیٹ کے ان کی طرف پھینک دی۔ مسلمانوں نے کہا: اس کی امان کوئی چیز نہیں۔ انھوں نے کہا: ہم عبد اور حُر کو نہیں جانتے، یہ ماجرا (حضرت) عمر کو لکھا گیا۔ جواب آیا: "مسلمانوں میں سے ایک غلام کا ذمہ ویسا ہی ہے جیسا تمھارا ذمّہ"۔

مجھ سے اہل فارس میں سے کسی نے کہا: حصن سیراف کو سوریانج کہتے تھے۔ عربوں نے سوریانج کو شہریانج کردیا۔

فسا میں ایک قلعہ ہے جو بنی تمیم و بنی شقرہ میں ایک شخص خرشہ بن مسعود کے نام سے مشہور ہے۔ خرشہ، ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے تھا اور اس قلعے میں پناہ گیر ہوا تھا، اس کو امان دی گئی، اس نے واسط میں وفات پائی۔

اس کی اولاد فسا میں موجود ہے۔

کرمان

کرمان کے مرزبان سے جزیرہ ابرکاوان میں عثمان بن ابی العاصی الثقفی کا مقابلہ ہوا۔ اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج تھی۔ عثمان نے اس کو قتل کر دیا۔ اس سے اہل کرمان کی ہمتیں پست ہوگئیں اور ان کے دل ٹوٹ گئے۔

ابن عامر نے فارس پہنچ کر مجاشع بن مسعود السُّلَمی کو یَزْدجرد کی تلاش میں کرمان بھیجا۔ وہ بِیمَنْد آئے اور یہاں ان کا لشکر ہلاک ہوگیا۔

پھر جب ابن عامر نے خراسان کا قصد کیا تو مجاشع کو کرمان کی مہم سپرد کی۔ وہ بِیمَنْد آئے، اس کو بزور فتح کیا، باشندوں کو برقرار رکھا اور انھیں امان دی۔ یہاں ایک قصر، قصر مجاشع کے نام سے مشہور ہے۔ مجاشع نے 'بروخروہ' فتح کیا۔ پھر السّیرجان آئے، یہ کرمان کا عاصمہ ہے، چند روز ٹھہرے، اہل شہر قلعہ بند ہوگئے، پھر ان کا رسالہ مقابلے پر نکلا، مجاشع نے اس کو قتل کیا، شہر بزور فتح کرلیا، اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو اپنا قائم مقام کیا۔ اہل شہر میں سے کثیر جماعت جلاء وطن ہوگئی۔

ابوموسی الاشعری نے بھی الربیع بن زیاد کو اس طرف بھیج رکھا تھا۔ اس نے السّیرجان کے اطراف کا علاقہ فتح کیا۔

اہل بم و اہل اندغار نے صلح کرلی، پھر باغی ہوگئے، مجاشع بن مسعود نے دوبارہ فتح کیا۔ پھر وہ جیرفت گیا اور اس کو بزور فتح کیا۔ اور اندرون کرمان گشت کرکے ملک کو پامال و مطیع کیا۔ پھر القفص پہنچا۔ ہرمُوز پر جلاء وطن عجمیوں کی ایک کثیر جماعت اس سے لڑنے کے لیے فراہم تھی۔ دست بدست جنگ ہوئی۔ ۳۹۲ مجاشع نے ان سب کو مغلوب کیا اور ان پر فتح پائی۔ اہل کرمان میں بہت سے بھاگ گئے اور سمندر عبور کرکے مختلف مقامات میں پناہ گیر ہوئے، ان میں بعض مکران پہنچے اور بعض سجستان آئے۔ عربوں نے ان کی منازل اور ان کی زمینوں کے حصے بخرے کرلیے، آباد کیا اور ان پر عُشر دیا، اور آبرسانی کے لیے نالیاں بنائیں۔

الحجاج نے قطن بن قَبیصہ بن مخارق الہلالی کو فارس و کرمان کا والی کیا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ ایک نہر پر پہنچا جسے عبور کرنے کی قدرت اس کے ساتھی اپنے میں نہ پاتے تھے۔ اس نے کہا: اس نہر کو جو عبور کرے گا اسے ہزار درہم دیئے جائیں گے۔ اس کے اصحاب نے نہر عبور کی، اور اس نے وعدہ وفا کیا۔ یہ پہلا دن تھا کہ "جائزہ" اس معنی میں استعمال ہوا۔ شاعر —— الجحاف بن حُکیم کہتا ہے:

فِدًى لِلْأَكْرَمِينَ بَنِي هِلَالٍ　　عَلَى عِلَّاتِهِمْ أَهْلِي وَمَالِي
هُمُ سَنُّوا الْجَوَائِزَ فِي مَعَدٍّ　　فَصَارَتْ سُنَّةً أُخْرَى اللَّيَالِي
رِمَاحُهُمُ تَزِيدُ عَلَى ثَمَانٍ　　وَعَشْرٍ حِينَ تَخْتَلِفُ الْعَوَالِي

بزرگان بنی ہلال پر ان کی مصیبت کے وقت میرے بال بچے اور میرا مال نثار ہے۔

انھوں نے عبور پر انعام وبخشش کا طریقہ جاری کیا، جسے مرور ایام نے رسم بنادیا۔

جب دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے ان کے نیزے اٹھارہ پر بھاری ہوتے ہیں ۔

قُبیصہ بن مخارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے ۔

قطن کی نسبت شاعر نے کہا ہے :

کَم مِنْ أمِیرٍ قَدْ أصَبْتُ حِبَاءَہ　　وَآخِرُ حَظِّی مِنْ إمَارَتِہِ الْحَزَنُ

فَہَلْ قَطَنٌ إلاَّ کَمَنْ کَانَ قَبْلَہُ　　فَصَبْرًا عَلَی مَا جَاءَ یَوْمًا بِہِ قَطَنُ

کتنے ہی امیر ہیں جن سے مجھے بخششیں ملی ہیں، لیکن سب کا انجام رنج ہوا ۔

کیا قطن بھی انھی جیسا ہے ؟ ابھی صبر کر، دیکھنا ہے قطن سے کیا ملتا ہے ۔

کہتے ہیں : ابن زیاد نے شریک بن الأعور الحارثی کو — اور یہ شریک بن الحارث تھا — کرمان کا والی کیا اور اس کے حق میں یزید بن زیاد کی جانب سے کرمان میں ایک زمین بطور جاگیر عطا کرنے کا فرمان لکھا ۔ یہ جاگیر اس نے ابن زیاد کے البصرہ سے بھاگنے کے بعد فروخت کردی ۔ حجاج بن یوسف نے حکم بن نہیک الہجیمی کو کرمان کا والی کیا ۔ حکم اس سے قبل فارس کا والی تھا ۔ اس نے یہاں مسجد ارجان اور دارالامارہ تعمیر کیا ۔

حصۂ نہم

سجستان ــــــ فتوحِ سند
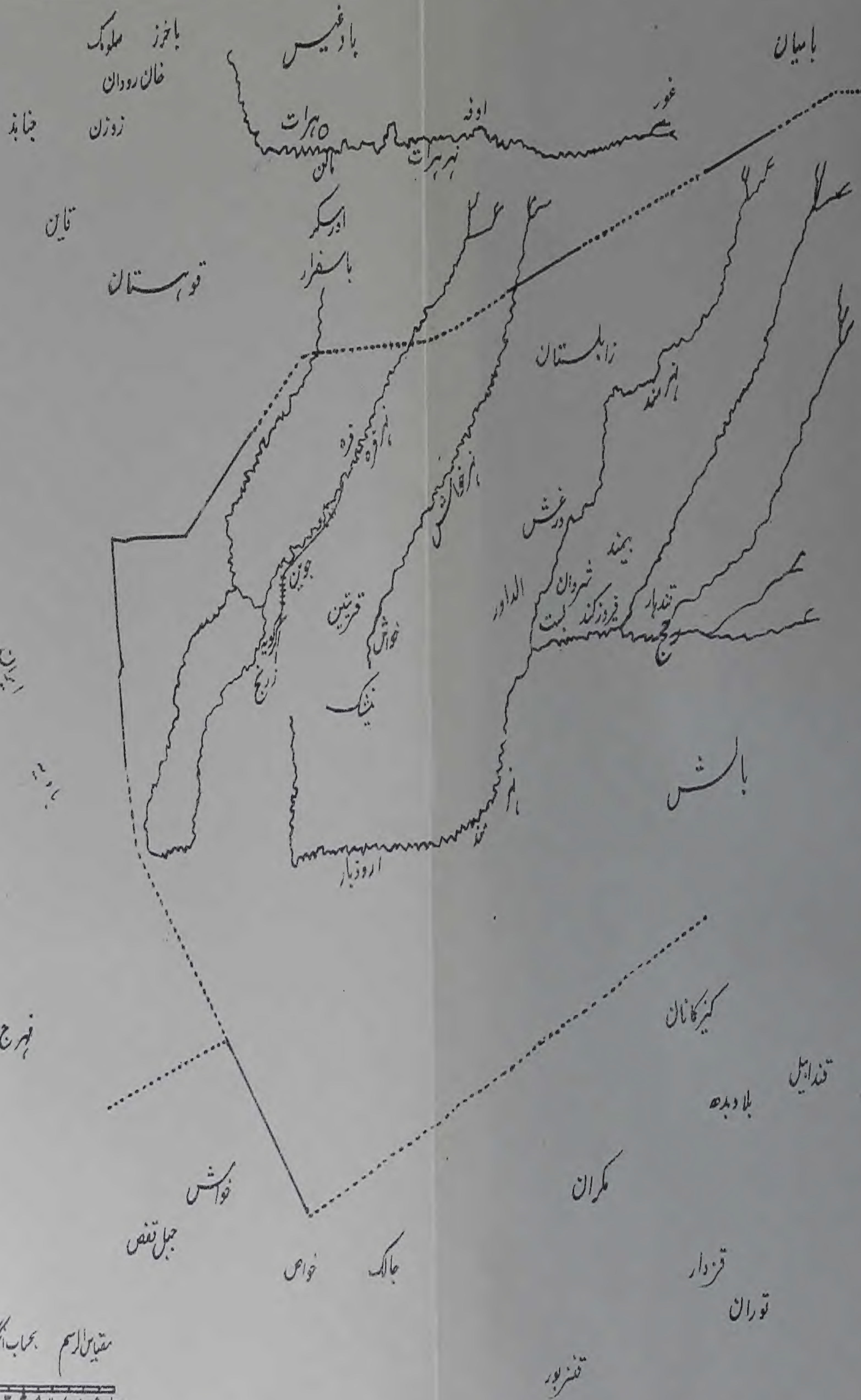
سجستان اور کابل

مجھ سے علی بن محمد اور ان کے سوا دوسروں نے بیان کیا کہ :—— عبداللہ بن عامر بن کُرَیز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس نے سنہ ۳۰ میں خراسان کے ارادے سے کوچ کیا اور کرمان کے علاقے میں رشق شیرجان پر خیمہ زن ہوا ، ۳۹۲
یہاں سے الربیع بن زیاد بن انس بن الدّیّان الحارثی کو سجستان کی طرف بھیجا، وہ الفہرج آیا اور مفازہ عبور کر کے جو ۷۵ فرسخ کا ہے رستاق زالق پہنچا۔ زالق ایک قلعہ ہے، اس کے اور سجستان کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے ـــ الربیع نے مہرجان[1] کے دن اہل زالق پر چھاپا مارا، دہقان کو گرفتار کیا، اس نے جاں بخشی کی درخواست کی اور فدیہ میں بقدر یک نیزہ مال پیش کیا، یعنی نیزہ زمین میں سپوخت کر کے اس کو سیم و زر سے ڈھانک دیا، الربیع نے خون معاف کر دیا اور صلح کرلی۔

ابوعبیدہ معمر بن المثنّٰی کا بیان ہے کہ :—— دہقان زالق نے اس پر صلح کی کہ اس کے شہر کے ساتھ وہی معاملت ہو جو معاملت فارس و کرمان کے مفتوح شہروں کے ساتھ

---

[1] موسم خزاں کا وہ دن جس میں شمس برج میزان کے پہلے خط میں پہنچتا ہے —— مروج، ج ۲، ص ۱۱۴۔

کی گئی ہے۔

اس کے بعد وہ کَرکُویَہ نام ایک قریہ پر آیا، یہ قریہ زالق سے پانچ میل پر تھا، باشندوں نے بغیر جنگ صلح کرلی۔ یہاں سے کوچ کر کے رستاق ہیسون پہنچا، باشندوں نے اس کو اپنے پاس ٹھیرایا اور صلح کرلی۔

اس کے بعد وہ زالق واپس آیا اور رہنماؤں کو ساتھ لے کے زَرَنج کی جانب روانہ ہوا، الہندمَند پہنچا اور نوق نام ایک وادی ہے جو اسی سے لبریز ہو کے بہتی ہے، الہندمَند عبور کر کے زوشت پہنچا، یہ زَرَنج سے دو تہائی میل پر تھا، باشندے مقابلے کو نکلے، جنگ کی، معرکے کا رن پڑا، مسلمانوں میں کچھ لوگ کام آئے، قدم اکھڑے مگر پھر پلٹے اور ایسا حملہ کیا کہ اہل زرنج کو منہزم کردیا، ان میں بہتوں کو قتل کیا اور شہر میں پناہ لینے پر مجبور کردیا۔

یہاں سے فارغ ہو کے ناشروذ پہنچا، یہ ایک قریہ ہے، باشندوں سے جنگ کی اور ان پر غالب ہوا، ابوصالح کے ماں باپ یہیں کے اسیروں میں تھے، اس کے باپ کا نام عبدالرحمن تھا، ان دونوں کو عَبلَہ نام ایک عورت نے، کہ قبیلۂ تمیم کے بطن بنی مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھی، خرید لیا۔ یہ وہی ابوصالح ہے جس کو الحجاج نے زادانفروخ بن تیری کی جگہ اپنا کاتب مقرر کیا تھا پھر سلیمان بن عبدالملک کی جانب سے العراق کا والیٔ خراج ہوا۔

اس کے بعد قریۂ شرواذ پہنچا اور اسیر غالب ہوا۔ یہاں ابراہیم بن بسّام کا دادا پکڑا گیا، جب تقسیم ہوئی تو وہ ابن عمیر اللیثی کے حصے میں آیا۔

الربیع نے مدینۂ زرنج کے باشندوں سے جنگ کی،

وہ پناہ گیر ہو گئے، محاصرہ کرلیا، زرنج کے مرزبان ابرویز نے امان اور صلح کی درخواست کی، الربیع نے حکم دیا کہ مقتولوں کی لاشیں لائی جائیں، لاشوں کو مسند تکیہ بنایا، اپنے اصحاب کو بھی لاشوں پر بٹھایا، پھر مرزبان کو آنے کا اذن دیا، الربیع قد آور تھا، مرزبان نے جو یہ شان جلوس دیکھی سہم گیا، اور ایک ہزار نوعمر غلاموں پر، جن کے ہاتھوں میں سونے کے پیالے تھے، صلح کرلی، الربیع شہر میں داخل ہو گیا۔

پھر ایک وادی عبور کر کے، جس کو سناروذ کہتے ہیں القرنین پہنچا، یہاں رستم کے گھوڑوں کا مربط تھا، جنگ کی، غالب ہوا۔

اس کے بعد زرنج واپس جا کے دو سال مقیم رہا۔ اس کی مدت ولایت ڈھائی برس ہے، اس مدت میں اس نے چالیس ہزار لونڈی غلام پکڑے۔ الحسن البصری اس کے کاتب تھے۔

الربیع کے بعد اس ناحیہ کا والی ابن عامر ہوا، اس نے بنی الحارث بن کعب میں سے ایک شخص کو اپنا قائم مقام کیا۔ لوگوں نے اس کو نکالدیا اور دروازے بند کر لیے۔ ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس کو سجستان پر بھیجا، وہ زرنج آیا اور ان کی عید کے دن مرزبان کو اس کے قصر میں محصور کرلیا، اس نے بیس لاکھ درہم اور دو ہزار وصائف پر صلح کرلی۔ ابن سمرہ بلاد ہند میں اس علاقے پر کہ زرنج اور کش کے درمیان ہے اور اس علاقے پر کہ رخج کے رستے پر رخج اور بلاد الداور کے درمیان ہے غالب ہو گیا۔ بلاد الداور پہنچا، باشندوں کو جبل الزور میں محصور کیا، انھوں نے امان چاہی اور صلح کرلی۔ اس کے ساتھ آٹھ ہزار مسلمان تھے، غنیمت تقسیم ہوئی تو ہر ایک کو چار ہزار (درہم) ملے۔ وہ الزور میں داخل ہوا، یہ ایک صنم خانہ تھا، اس میں سونے کا بت تھا جس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں، اس نے بت کا ہاتھ کاٹا،

دونوں یاقوت نکالے اور مرزبان سے کہا: سونا اور جوہر تجھ سے دونِ مرتبہ ہیں، میں نے یہ اس لیے کیا کہ تجھے بتادوں کہ یہ نہ ضرر پہنچاسکتا ہے نہ نفع۔

ابن عامر نے بُست اور زابل بعہد فتح کیے۔

مجھ سے الحسین بن الاسود نے کہا، ان سے وکیع نے، ان سے حماد بن زید نے اور ان سے یحییٰ بن عَتیق نے، کہ:۔ محمد بن سیرین نے کہا: ہمارے نزدیک سبایائے زابل نکردہ ہیں۔

راوی نے کہا: عثمان (رضی اللہ عنہ) نے ان سے وَلث کیا تھا۔

وکیع کہتے ہیں: ان سے عقد تھا اور وہ دونِ عہد ہے۔

کہتے ہیں: عبدالرحمٰن یہاں اس وقت تک رہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا، انھوں نے اُمَیر بن اَحمَر الیشکری کو اپنا قائم مقام کیا اور سجستان آگئے۔ ۳

اُمَیر کے حق میں زیادالاعجم نے کہا ہے:

لَولَا أُمَيْرٌ هَلَكَتْ يَشْكُرُ ۔۔۔ وَيَشْكُرٌ هَلْكَى عَلَى كُلِّ حَال

امیر نہ ہوتا تو یشکر ہلاک ہوگیا تھا، اور قبیلۂ یشکر تو ہرحال میں ہلاک ہی ہونے والا تھا۔

اہل زَرَنج نے اُمَیر کو نکالدیا اور دروازے بند کرلیے۔

علی ابن ابی طالب علیہ السلام جب امرِ جمل سے فارغ ہوے حَسکَہ بن عَتاب الحَبَطی اور عِمران بن الفَصیل البُرجُمی صعالیک عرب کو ساتھ لے کے نکلے اور زالق پر اُترے۔ اہل زالق نے نکث کیا تھا۔ یہاں سے بہت مال ملا اور یہیں البَختَری کے دادا الاصم بن مجاہد کو پکڑا، وہ شیبان کا غلام آزاد تھا، پھر یہ دونوں زرنج پہنچے، مرزبان نے ڈر کے ان سے صلح کرلی، وہ دونوں شہر میں داخل ہوے۔ راجز کہتا ہے:

بَشِّرْ سِجِسْتَانَ بِجُوعٍ وَحَرَب

یَا ابْنَ الفَصِیلِ وَصَعَالِیکِ العَرَب　　لَا فِضَّةٌ یُغْنِیهِمْ وَلَا ذَهَب

ابن الفصیل اور صعالیک عرب کے ہاتھوں سجستان کو بھوک اور تباہی کا مژدہ دو، وہ نہ چاندی سے سیر ہوتے ہیں نہ سونے سے۔

علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے عبدالرحمن بن جزء الطائی کو سجستان کی طرف بھیجا، حسکہ نے عبدالرحمن کو قتل کر دیا، (حضرت) علی نے کہا: "میں چار ہزار جبطیوں کو قتل کروں گا"۔ کہا گیا: "جبطات تو پانسو سے زیادہ نہیں"۔

ابو مخنف نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے عون بن جعدہ بن ہبیرۃ المخزومی کو سجستان بھیجا، بہدالی نے، کہ قبیلۂ طے کا مشہور سارق و رہزن تھا، العراق کے رستے میں اس کو قتل کر دیا، (حضرت) علی نے عبداللہ بن عباس کو لکھا کہ وہ چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ کسی کو سجستان پر والی مقرر کر کے بھیجیں، انھوں نے ربعی بن الکاس العنبری کو بھیجا، چار ہزار آدمی ساتھ گئے، الحصین بن ابی الحر مالک بن الخشخاش العنبری اور ثابت بن ذی الحرۃ الحمیری اسی کے ساتھ تھے، ثابت اس کے مقدمہ پر تھا، ربعی سجستان پہنچا، حسکہ سے جنگ کی، قتل کیا اور ملک میں نظم قائم کیا۔ ان کے راجز نے کہا ہے:

نَحْنُ الَّذِینَ اقْتَحَمُوا سِجِسْتَان

عَلَی ابْنِ عَتَّابٍ وَجُنْدِ الشَّیْطَان　　یَقْتُلُ مِنَّا المَاجِدُ عَبْدُ الرَّحْمٰن

أَنَا وَجَدْنَا فِی مُنِیرِ الفُرْقَان　　أَلَا نُوَالِی شِیعَةَ ابْنِ عَفَّان

وہ ہمیں ہیں کہ ابن عتاب اور لشکر شیطان کے علی الرغم
سجستان میں یلغار کرتے داخل ہوئے، مرد گرامی عبدالرحمن ہمارے
آگے آگے تھا۔
ہم نے الفرقان کی روشنی میں پایا کہ شیعۂ ابن عفان
سے موالات نہ کریں۔

ثات کا نام عبدالرحمن تھا۔ فیروز حُصَین، کہ سجستان کے سبایا میں سے تھا، حصین بن ابی الحُر کی طرف منسوب ہے

معاویہ بن ابی سفیان حکمراں ہوئے تو انھوں نے ابن عامر کو البصرہ پر عامل کیا۔ ابن عامر نے اپنی جانب سے عبدالرحمن بن سُمرہ کو سجستان پر مقرر کیا، وہ یہاں پہنچا، عبّاد بن الحُصین الحَبَطی اس کی شُرطہ پر تھا، رو دار لوگوں میں سے عمر بن عبیداللہ بن معمر التیمی، عبداللہ بن خازم السُّلَمی، قَطَری بن الفجاءہ، المُهَلّب بن ابی صفرہ اس کے ساتھ تھے۔ جن علاقوں نے غدر و نکث کیا تھا ان کو بزور یا بصلح فتح کرتا کابل پہنچا اور خیمہ زن ہوگیا، کئی مہینے محاصرہ کیے رہا، منجنیق سے سنگ باری کی جس سے شہر پناہ شق ہوگئی، ایک بڑا رخنہ پیدا ہوگیا، عباد اس رخنے سے شہر میں داخل ہوا، شب خون مارا، مشرک بھی لڑے، صبح ہوگئی، مشرکوں نے بہتیری کوشش کی مگر رخنے کو بند نہ کر سکے، ابن خازم بھی اس کے ساتھ ان سے جنگ کر رہا تھا، دن نکلا تو کافر جنگ کرتے نکلے، وہ ہاتھی کو لیے دروازے سے نکل رہے تھے کہ ابن خازم نے بڑھ کے ایسا وار کیا کہ ہاتھی دروازے ہی میں ڈھیر ہوگیا، اب اس کو بند کرنا ان کی قدرت سے باہر تھا، مسلمان شہر میں بزور داخل ہوگئے۔
ابو مخنف کہتا ہے: وہ المہلب تھا جس نے ہاتھی کو گرایا۔

الحسن البصری کہا کرتے تھے کہ میں یقین نہیں کرتا تھا کہ ایک شخص ایک ہزار کے برابر کیسے ہو سکتا ہے، حتیٰ کہ عبّاد بن الحصین کو دیکھا۔

کہتے ہیں: عبدالرحمٰن بن سَمُرَہ نے عمر بن عبیداللہ بن مَعْمَر اور المُہلَّب بن ابی صفرہ کو مژدۂ فتح سنانے ابن عامر کے پاس بھیجا، اور خود وادیٔ نسل عبور کرکے خواش اور وہاں سے قوزان بُست پہنچا، دونوں کو بزور فتح کیا، پھر رُزّان گیا، اہل رُزّان بھاگ نکلے، قبضہ کرکے خشک پہنچا، اس کے باشندوں نے صلح کرلی، یہاں سے الرخج کی جانب لشکرکشی کی، باشندوں سے لڑا اور ظفرمند ہوا، پھر زابلستان پہنچا، یہاں والوں نے غدر کیا تھا، جنگ کی، فتح کیا اور لونڈی غلام بنایا۔ خبر ملی کہ اہل کابل نے غدر کیا ہے، ان کی طرف آیا اور ان کو فتح کیا۔

۳۹۷

اس کے بعد معاویہ نے عبدالرحمٰن کے لیے سجستان کی وِلایت کا پروانہ بھیجا، اِس ناحیہ پر عبدالرحمٰن کا عمل اس وقت تک رہا کہ البصرہ کی ولایت پر زیاد کا تقرر ہوا، زیاد نے عبدالرحمٰن کو چند ماہ برقرار رکھا پھر اپنی جانب سے الربیع بن زیاد کو اِس ناحیہ پر مقرر کیا۔

ابن سمرہ نے سنہ ۵۰ میں البصرہ میں وفات پائی۔ زیاد نے ان پر نماز پڑھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن سے فرمایا تھا کہ اِمارت کی درخواست نہ کر، تجھے بے مانگے دی جائے تو جب چاہے تو چھوڑ سکتا ہے، کوئی تجھے مجبور نہیں کرسکتا۔ اور اگر تو نے درخواست کی تو پھر اس کے رکھنے پر تو مجبور ہوگا۔ اگر تو کسی نیک اور بابرکت کام کی سوگند کھائے پھر اس سے زیادہ نیک اور بابرکت کام تیرے سامنے آئے تو اسی کو لازم کر اور سوگند کا کفارہ دے"۔

عبدالرحمٰن اپنے ساتھ کابل کے نو عمر سبایا البصرہ لائے تھے، ان سے کابل کی طرز پر اپنے قصر میں مسجد بنوائی۔

کہتے ہیں: کابل کے بادشاہ نے مسلمانوں کے مقابلے کو اجتماع کیا اور جو مسلمان اس کے علاقے میں تھے ان کو نکالدیا، رتبیل نے بھی حرکت کی، زابلستان و الرخج پر غالب ہوگیا اور بُست تک عمل دخل کرلیا۔ الربیع نے لشکرکشی کی، بُست پر رتبیل سے جنگ ہوئی، رتبیل بھاگا، اس نے تعاقب کیا یہاں تک کہ الرخج جا پہنچا، یہاں بھی جنگ ہوئی، پھر اس نے بلاد الداور فتح کیا۔

زیاد بن ابی سفیان نے الربیع بن زیاد الحارثی کو معزول کرکے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا والی کیا۔ عبیداللہ نے رتبیل پر لشکرکشی کی، جب وہ برزان پہنچا تو رتبیل نے اپنے ملک اور بلاد کابل کے لیے بارہ لاکھ پر صلح چاہی، وہ راضی ہوگیا، پھر اس نے خواہش کی کہ دو لاکھ معاف کردیئے جائیں، اس نے معاف کردیئے، دس لاکھ پر صلح ہوگئی، وہ خود زیاد کے پاس آیا کہ اس کو صورت حال سے آگاہ کرکے امضا حاصل کرے، زیاد نے امضا کیا، عبیداللہ سجستان واپس گیا اور زیاد کی وفات تک عامل رہا۔

زیاد کے بعد معاویہ کی جانب سے عبّاد بن زیاد سجستان کا والی ہوا۔

پھر یزید بن معاویہ نے اپنے زمانے میں سَلم بن زیاد کو خراسان و سجستان کا والی کیا، سَلم نے اپنے بھائی یزید بن زیاد کو سجستان پر بھیجا۔ جہاں وہ ایک زمانے تک برسرِ عمل رہا، یزید بن معاویہ کی موت پر یا اس سے کچھ قبل اہل کابل نے نکث کیا اور ابوعبیدہ بن زیاد کو قید کرلیا، یزید بن زیاد نے ان پر لشکرکشی کی، اور ان سے لڑا، یہ لوگ اس وقت جنزہ میں تھے، یزید بن زیاد مع اپنے بہت سے ساتھیوں کے قتل ہوا، مہم ناکام رہی، لائق ذکر

۳۹۸

لوگوں میں سے اس جنگ میں یہ لوگ کام آئے: زید بن عبداللہ بن ابی مُلیکہ بن عبداللہ بن جُدعان القُرشی، اور صِلَہ بن اُشیَم ابو الصہباء العدوی زوج معاذۃ العَدَویہ۔

سَلم بن زیاد نے ابوعبیدہ کی مخلصی کے لیے طلحۃ الطلحات طلحہ بن عبداللہ بن خَلَف الخُزاعی کو بھیجا، طلحہ نے پانچ لاکھ درہم فدیہ دے کے ابوعبیدہ کو چھڑایا اور کابل سے سجستان آئے جس پر وہ سَلم کی جانب سے والی تھے، کابل سے واپس آکے انھوں نے خراج وصول کیا جو ان کے پاس آیا اس کو عطیہ دیا۔

طلحہ نے سجستان میں وفات پائی، بنی یَشکر میں سے ایک شخص کو اپنا قائم مقام کیا، مضریوں نے اس کو نکالدیا عصبیت رونما ہوئی، ہر قوم اپنے شہر پر غالب ہوگئی، اس انتشار سے رتبیل کو ان کے معاملے میں طمع ہوئی۔

ابن الزبیر کے زمانے میں القُباع ـــــ حارث بن عبداللہ ابن ابی ربیعۃ المخزومی کی جانب سے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر سجستان پر والی ہوا، لوگ اس کے ساتھ زَرَنج میں داخل ہوے، رتبیل سے لڑے، ابوعفراء عمیر المازنی نے رتبیل کو قتل کیا، مشرک منہزم ہوے اور بھاگ نکلے، اس کے بعد عبداللہ بن ناشرۃ التیمی نے عبدالعزیز کو پیغام بھیجا کہ بیت المال میں جو کچھ ہو لے لو اور واپس چلے جاؤ، اس نے یہی کیا، جب وہ چلا گیا تو ابن ناشرہ زَرَنج میں داخل ہوا، لیکن وکیع بن ابی سود التیمی اس کو پھر واپس لایا اور صبح کو جب حطابین کے لیے دروازہ کھولدیا گیا تو وہ شہر میں داخل ہوگیا، وکیع اس کے ساتھ تھا، عبدالعزیز نے ابن ناشرہ کو شہر سے نکالدیا، ابن ناشرہ نے اس کے مقابلے کو لشکر فراہم کیا، جنگ ہوئی، ابن ناشرہ اپنے مرکب سے گر کے کچلا گیا اور قتل ہوا۔ ابوحُزابہ (الولید بن نہیک) نے اور

بقول بعض حنظلہ بن عرادہ نے کہا ہے:

أَلا لا فَتَىٰ بَعْدَ ابْنِ نَاشِرَةَ الْفَتَىٰ ‏ وَلا شَيْءَ إِلَّا قَدْ تَوَلَّىٰ وَأَدْبَرَا

أَكَانَ حَصَادًا لِلْمَنَايَا ازْدَرَعْنَهُ ‏ فَهَلَّا تَرَكْنَ النَّبْتَ مَا كَانَ أَخْضَرَا

فَتًى حَنْظَلِيٌّ مَا تَزَالُ يَمِينُهُ ‏ تَجُودُ بِمَعْرُوفٍ وَتُنْكِرُ مُنْكَرَا

لَعَمْرِي لَقَدْ هَدَّتْ قُرَيْشٌ عُرُوشَنَا ‏ بِأَرْوَعَ نَفَّاحِ الْعَشِيَّاتِ أَزْهَرَا

آگاہ ہو کہ جواں مرد ابن ناشرہ کے بعد کوئی جواں مرد نہیں، اب کوئی ایسی چیز نہیں جس کا رُخ نہ پھر گیا ہو اور ادبار نہ آگیا ہو، کیا موت نے اس کو کاٹنے کے لیے بُویا تھا، ایسا ہی تھا تو جب تک یہ نہال سر سبز تھا اس وقت تک تو اس کو رہنے دیتے۔

قبیلۂ حنظلہ کا وہ باہمت جوان کہ ہمیشہ اس کے راست باز ہاتھ سے بھلائی رواں رہتی اور برائی مٹتی۔

اپنی جان کی قسم، قریش نے ہماری سطوت ڈھادی ایسے کو ہلاک کر دیا جو بہادر تھا، جہاں نواز تھا اور روشن رُو تھا

۳۹۹ عبدالملک بن مروان نے اُمیّہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید ابن ابی العیص کو خراسان پر عامل کیا، اس نے اپنے بیٹے عبداللہ ابن امیہ کو سجستان پر بھیجا، عبداللہ کرمان میں تھا، یہاں پہنچ کے اس نے رتبیل پر لشکر کشی، وہ رتبیل مرچکا تھا جس نے مسلمانوں سے صلح کی تھی، یہ دوسرا رتبیل تھا اور مسلمانوں سے خوف زدہ تھا، عبداللہ کے نبت پہنچتے ہی اس نے دس لاکھ پر صلح کرنی چاہی اور اس کے پاس ہدیہ اور غلام بھیجے، عبداللہ نے انکار کیا اور کہا: رتبیل میرے لیے اس رواق کو سونے سے بھر دے ورنہ میرے اور اس کے درمیان کوئی صلح نہیں"۔ عبداللہ درشت خو اور پیکار جو آدمی تھا، رتبیل نے اس کو رستہ دیا وہ ملک میں در آیا اور بڑھے چلا گیا، رتبیل نے تنگ رستوں اور گھاٹیوں میں

اسپر نرغہ کیا، عبداللہ مجبور ہوگیا، درخواست کی کہ ہمیں رستہ دیدے تجھ سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔" اس نے انکار کیا اور کہا: ہم سے تین لاکھ لے اور عہد لکھ کہ اپنے زمانۂ ولایت میں نہ ہمارے ملک پر حملہ کرے گا نہ اس کو جلائے گا اور نہ تباہ کرے گا۔ عبداللہ نے نوشتہ دیدیا، یہ خبر عبدالملک کو پہنچی، اس نے عبداللہ کو برطرف کردیا۔

الحجاج بن یوسف جب العراق کا والی ہوا تو اس نے عبیداللہ ابن ابی بکرہ کو سجستان بھیجا، صورتِ حال نے اس کی ہمت پست کردی، الرخج آیا، ملک میں قحط تھا، کوچ کرتا کابل کے قریب جا اُترا، دشمن نے ایک گھاٹی میں اس کو گھیر لیا، رتبیل بھی ان کی کمک پر آگیا، عبیداللہ نے ان سے اسپر صلح کرلی کہ وہ پانچ لاکھ درہم دیں اور رتبیل اپنے تین بیٹے بطور یرغمال نہار (بن عبیداللہ) اور الحجاج و ابوبکرہ کے پاس بھیجے، اور نوشتہ لکھا کہ جب تک میں والی رہوں تم پر حملہ نہیں کروں گا۔ شریح بن ہانی الحارثی نے اس سے کہا: اللہ سے ڈر اور اس قوم سے جنگ کر، اگر تو نے یہی کیا جو تو کرنا چاہتا ہے تو اس سرحد پر اسلام کو کمزور کروے گا۔ تو موت سے بھاگتا ہے حالانکہ تجھے بہرحال اسی کی طرف جانا ہے"۔ جنگ کی، شریح نے حملہ کیا اور کام آئے، لوگ لڑنے کو تو ریکٹ ہو کے لڑے لیکن مشقت کا یہ عالم تھا کہ جمعیت یکجا نہ رکھ سکے، دشت بُست کی راہ لی، ان میں سے بہتیرے بھوک اور پیاس سے ہلاک ہوگئے۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے اسی بپتا کے اندوہ میں جان دی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبیداللہ کے کان میں کچھ تکلیف ہوئی تھی، یہی تکلیف سبب مرض ہوئی۔ عبیداللہ نے اپنے بیٹے ابوبرذعہ کو لوگوں پر اپنا قائم مقام کیا۔

پھر عبدالرحمن بن محمد بن الاَشعَث نے خلع کیا اور عبدالملک بن مروان اور الحجاج کے خلاف ہوکے سجستان کی طرف نکلا اور رتبیل سے ہدنہ کرکے اس کے پاس چلا گیا، الحجاج نے رتبیل کے پاس کسی کو بھیجا، اس نے ڈر کے ابن الاشعث کو تسلیم کردیا، رستے میں ابن الاشعث نے اپنے آپ کو پہاڑ سے، اور بقول بعض بلندی سے گرا کے ہلاک کردیا، اس کے ساتھ وہ شخص بھی گرا جو اس کی نگرانی کررہا تھا، اس نے وہ زنجیریں اپنے جسم سے باندھ لی تھیں جن میں اس کو مقید کیا تھا۔ الحجاج کے پاس اس کا سر لایا گیا۔

الحجاج نے رتبیل سے اسپر صلح کی کہ سات برس اور بقول بعض نو برس اِسپر حملہ نہیں کیا جائے گا، اس مدت کے بعد وہ سالیانہ نو لاکھ درہم قیمت کی پیداوار ادا کیا کرے۔ جب یہ مدت پوری ہوگئی الحجاج نے الاشہب بن بشر الکلبی کو سجستان بھیجا، اس نے جبایت خراج میں سختی کی، رتبیل نے الحجاج کو شکایت لکھی، الحجاج نے اس کو برطرف کردیا۔

الولید بن عبدالملک کے زمانے میں قتیبہ بن مسلم الباہلی خراسان و سجستان کا والی ہوا، اس نے اپنے بھائی عمرو بن مسلم کو سجستان پر مقرر کیا، عمرو نے رتبیل سے متاع کی بجائے مسکوک درہم طلب کیے، اس نے کہا: "یہ میرے لیے ممکن نہیں، الحجاج سے تو پیداوار پر معالمت ہوئی تھی"۔ عمرو نے قتیبہ کو لکھا، اس نے سجستان کی طرف کوچ کیا، رتبیل کو اس کی آمد کی خبر ہوئی، پیغام بھیجا کہ "ہم تمھاری اطاعت سے باہر نہیں ہوے ہیں، تمھی نے پیداوار پر ہم سے معالمت کی تھی، ہم پر ظلم نہ کرو"۔ قتیبہ نے لشکر سے کہا: "اس سے درختوں کی متاع ہی قبول کرلو، یہ سرحد منشوم ہے"۔ لشکر راضی ہوگیا، قتیبہ ارض زرنج

ہیں تخم ریزی کر کے خراسان واپس آگیا، غرض یہ تھی کہ یہ لوگ اس کو ناکام واپس کرنے کا مزا چکھیں، اس کے آگے جھک جائیں اور ان کے لیے حجت باقی نہ رہے۔ فصل تیار ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ کسی طرح ثمرہ نہیں لے سکتے۔ سانپوں نے انھیں کھیتوں میں قدم ہی نہ رکھنے دیا۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ کھیتوں میں آگ لگا دی جائے، ساری فصل جل گئی۔

قتیبہ نے سجستان پر عبداللہ بن عامر کے ماں جائے بھائی عبداللہ بن عمیر اللیثی کو قائم مقام کیا۔

سلیمان بن عبدالملک سریر آرائے دولت ہوا تو اس نے العراق پر یزید بن المُہلّب کو مقرر کیا، یزید نے اپنے بھائی مُدرِک بن المُہلّب کو سجستان پر بھیجا، رتبیل نے اسے کچھ بھی نہ دیا، پھر معاویہ بن یزید (بن المہلب) اس علاقے پر آیا، رتبیل نے کرہاً اس کو تھوڑا سا خراج دیا، لیکن یزید بن عبدالملک کے عاملوں کو ایک حبّہ بھی نہ دیا، اور کہا: وہ لوگ کیا ہوے جو ہمارے پاس خالی پیٹ آتے تھے، جن کے چہروں پر اثر صلاۃ ہوتا تھا اور جن کی جوتیاں کھجور کے پتوں کی ہوتی تھیں؟ کہا گیا: وہ گزر گئے۔ بولا: اگرچہ تم ان سے زیادہ خوبرو ہو مگر وہ تم سے زیادہ باوفا اور دلیر تھے، ان کا حملہ سخت ہوتا تھا۔" کہا گیا: تجھے کیا ہوگیا ہے کہ الحجاج کو تو اتاوہ دیتا تھا اور ہمیں نہیں دیتا؟ بولا: وہ ایسا آدمی تھا کہ ظفرمندی کی امید ہوتی تو خرچ کی پروا نہ کرتا، چاہے ایک درہم بھی واپس نہ ملے؛ اور تمھارا یہ حال ہے کہ ایک درہم خرچ کرنے میں بھی تمھیں تامل ہوتا ہے اور چاہتے یہ ہو کہ اس کی بجائے دس درہم واپس ملیں"۔ جب اتاوہ پر اس سے صلح ہوئی تھی نہ بنی امیہ کے عمال سجستان میں سے اس نے

۴۰۱

کسی کو کچھ دیا اور نہ ابومسلم کے عمال ہی کو دیا ئہ
کہتے ہیں: جب امیرالمومنین المنصور نے خلافت حاصل کی تو معن
بن زائدۃ الشیبانی کو سجستان کا والی کیا، سجستان آ کے
اس نے ہر طرف اپنے عامل بھیجے اور رتبیل کو اتاوہ بھیجنے کا
حکم دیا جس اتاوہ پر الحجاج سے اس نے صلح کی تھی۔
رتبیل نے اس کے پاس اونٹ اور ترکی خیمے اور غلام بھیجے اور
ہر ایک کی دونی قیمت لگائی۔ معن بگڑا، الرخج کا قصد کیا،
یزید بن مزید اس کے مقدمے پر تھا، وہاں پہنچا تو رتبیل کو
نہ پایا، وہ گرمیاں گزار نے ذابلستان گیا ہوا تھا، اس نے
الرخج فتح کیا، بکثرت لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے،
فرج الرخجی اور اس کا باپ زیاد انھی غلاموں میں سے تھا،
فرج بچہ تھا۔
فرج کہا کرتا تھا کہ معن نے ایکدفعہ گرد اڑتی دیکھی،
وہ گرد جنگلی گدھوں کے کھروں سے اڑ رہی تھی، اس نے
گمان کیا کہ ہو نہو یہ کوئی لشکر ہے جو اسیروں اور لونڈی
غلاموں کو چھڑانے اور جنگ کرنے آرہا ہے، وہ اسی غبار
کی طرف لپکا اور تلوار چلانے لگا، بہت سے گدھے قتل
کر دیئے، جب غبار کی حقیقت ظاہر ہوئی دیکھا کہ دامن گرد
میں گدھے ہیں، ہاتھ روک لیا۔
فرج نے کہا: جب معن نے ہمارے درمیان تلوار
چلانے کا حکم دیا تو میرا باپ مجھ پر چھا گیا، وہ یہ کہہ رہا تھا
کہ مجھے قتل کرو، میرے بیٹے کو قتل نہ کرو۔
کہتے ہیں: معن کے لونڈی غلاموں اور اسیروں کی تعداد
تقریباً تیس ہزار تھی۔
رتبیل کے نائب ماوند نے امان مانگی اور درخواست کی کہ

اسے امیر المومنین کے پاس لے جائیں، مَعن نے امان دی اور اس کو پانچہزار اسیروں کے ساتھ، کہ سب مردان کار تھے، بغداد بھیجدیا۔ المنصور نے حسب حیثیت منزلت کی، اس کے لیے خدمت مقرر کی اور لشکر کا قائد بنا دیا۔

کہتے ہیں: مَعن سردی کی شدت سے ڈر کے تحبست واپس آگیا، خارجیوں میں سے ایک قوم کو اس کی روش ناگوار تھی، اس کی منزل میں کچھ کام ہو رہا تھا، ان لوگوں نے راج مزدوروں سے ساز باز کی، بانس کے گٹھوں میں، کہ تسقیف کے لیے لائے جا رہے تھے، تلواریں چھپاویں، پھر اچانک اس کے قبے میں داخل ہوے، وہ حجامت کرا رہا تھا، خنجر اس کے پاس رکھا تھا، سب اس پر ٹوٹ پڑے، ان میں سے ایک نے اسی کے خنجر سے اس کا شکم چاک کیا اور دوسرے نے اس کے سر پر وار کیا؛ راوی نے کہا: جس نے اس کے سر پر وار کیا اس کا نام ابوالغلام الطاقی تھا ــــ الطاق، زرنج کے قریب ایک رستاق ہے ــــ یزید بن مزید نے ان لوگوں کو قتل کیا، ایک شخص بھی ان میں سے زندہ نہ بچا۔ ۱۵۲ھ

یزید نے سجستان کے معاملات کو درست و منظم کرنے کا تہیہ کیا، عرب و عجم پر اس کی گرفت یکساں سخت تھی، ایک عرب نے اس کی جانب سے ابوجعفر المنصور کو عریضہ لکھا کہ المہدی کے خطوں نے متحیر کردیا ہے، اور درخواست کی کہ اس معاملت سے سبکدوش کردیا جائے۔ المنصور برہم ہوا، دشنام دی، المہدی کو اس کا خط دیا، معزول کردیا اور حکم دیا کہ اس کی تمام چیزیں فروخت کردی جائیں اور اس کو قید کردیا جائے۔ پھر المنصور سے اس کے حق میں گفتگو کی گئی، مدینۃ السلام لایا گیا، یہاں کچھ دن تو اس نے گم نامی میں کاٹے پھر

ایکدن الجبسر پر خارجیوں کی ایک جماعت سے اس کا مقابلہ ہوا، اس سے اس کے معاملے میں کچھ حرکت ہوئی، پھر اس کو یوسف البرم کے پاس خراسان بھیجدیا گیا، یہاں اس نے پیشروی کے کام کیے۔

المہدی و الرشید رحمہما اللہ کے والی سجستان کے رتبیل سے علیٰ قدر قوت وضعف اتاوہ لیتے رہے اور اس ملک کے جن حصوں پر اسلام غالب ہوا ان میں اپنے عمال متقرر کرتے رہے۔

یہاں کے حاکموں نے، عبداللہ المامون کو، جبکہ وہ خراسان میں تھا دوتا خراج ادا کیا اسی زمانے میں اس نے کابل فتح کیا، کابل کے بادشاہ نے اسلام اور اطاعت کا اظہار کیا، وہ چند روز یہاں ٹھہر کے واپس چلا گیا، اس کے عامل آتے رہے اور کابل شاہ نے ان میں کسی سے تعرض نہ کیا۔ المامون کے لیے یہاں سے تروتازہ ایلیلج بھیجے جاتے، کابل تک برید کا مکمل انتظام تھا۔

مجھ سے العمری نے کہا اور اس سے الہثیم بن عدی نے، کہ :——— سجستان سے اگلے وقتوں میں جو صلحیں ہوئیں ان میں ایک شرط یہ بھی ہوتی تھی کہ ان کے راسو نہ مارے جائیں، اس شرط کی یہ وجہ تھی کہ ان کے ملک میں سانپوں کی کثرت تھی۔

راوی نے کہا : بیان ہوا ہے کہ پہلا شخص جس نے اہل سجستان کو خارجیت کی دعوت دی عاصم یا ابن عاصم نام ایک تمیمی تھا۔

خراسان و قوہستان

مقابل صفحہ (۱۲۹)
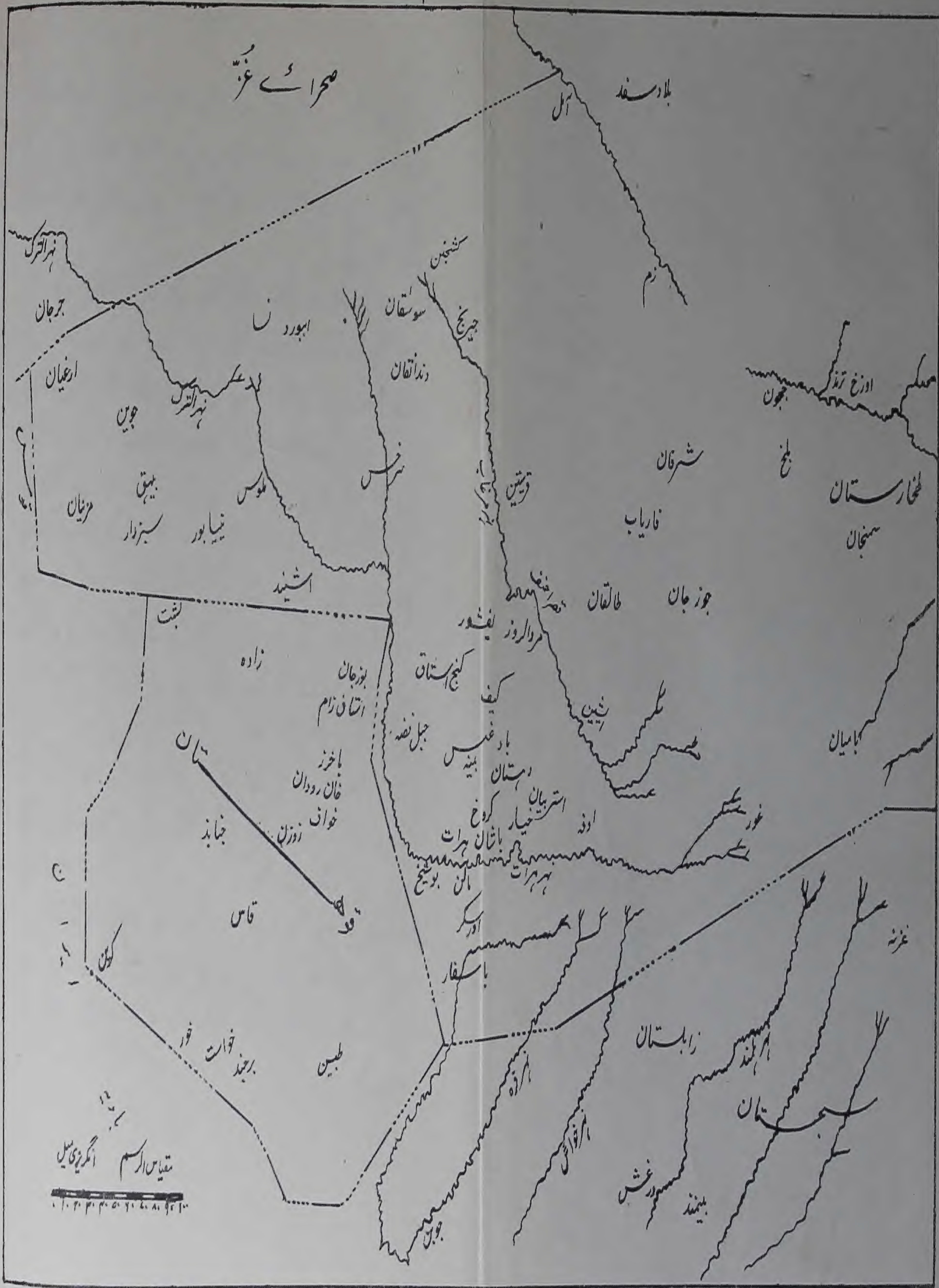
خراسان

۴۰۳ کہتے ہیں: ابوموسیٰ الاشعری نے اصبہان سے عبداللہ بن بُدیل بن ورقان الخزاعی کو خراسان پر حملہ کرنے بھیجا، وہ کرمان آئے، پھر آگے بڑھے، یہاں تک کہ طبسین پہنچے، یہ دو قلعے ہیں ایک کو طبس اور دوسرے کو کرین کہتے ہیں، محل وقوع ان کا ایسا ہے کہ یہ دونوں خراسان کے دروازوں کا کام دیتے ہیں۔ طبسین گرم مقام ہے اور اس میں نخلستان ہیں۔ ابن بدیل نے طبسین پر حملہ کیا اور غنیمت حاصل کی، پھر ایک جماعت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئی اور اس نے ۶۰ ہزار اور بقول بعض ۷۵ ہزار درہم پر صلح کی درخواست کی، (حضرت عمر نے) ان کو نوشتہ دیدیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن بُدیل نے اپنی مرضی سے لشکرکشی۔

عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے سنۂ ۲۸ اور بقول بعض سنۂ ۲۹ میں عبداللہ بن عامر بن کُرَیز کو البصرہ پر والی کیا۔ ابن عامر پچیس برس کے تھے۔ یہاں آئے، بلاد عجم پر لشکرکشی کی اور بہت کچھ فتح کیا، پھر سنۂ ۳۰ میں زیاد بن ابی سفیان کو البصرہ پر قائم مقام کر کے خراسان پر غزا کرنے نکلے، الاحنف بن قیس کو اور بقول بعض عبداللہ بن خازم بن اسماء بن الصلت بن حبیب السُّلَمی کو مقدمہ پر بھیجا، اہل طبسین سے نہ انھوں نے تعرض کیا اور نہ وہی ان کی

راہ میں آئے، ان کی صلح برقرار رہی۔

ابن عامر نے الاحنف کو قوہستان بھیجا، اس نے پوچھا: طبسین سے قریب کون علاقہ ہے؟ کہا گیا: قوہستان، وہ قوہستان کی جانب روانہ ہوا، ہیاطلہ سے جنگ کی، منہزم کیا اور قوہستان بزور فتح کرلیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ عربوں کی لشکرکشی کی خبر سن کے ہیاطلہ اپنے قلعے میں پناہ گیر ہوگئے، جب ابن عامر یہاں پہنچے تو صلح کی درخواست کی، انھوں نے ۶ لاکھ درہم پر صلح کرلی۔

کہا گیا ہے کہ یہ لوگ ترک ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ ہیاطلہ اصل میں اہل فارس کی ایک قوم ہے، فیروز نے ان لوگوں کو ہرات سے نکالدیا تھا، یہ آپس ہی میں اپنی خواہش پوری کرلیتے تھے، ہرات سے نکل کے قوہستان آئے، ترکوں میں خلط ملط ہوگئے اور قوہستانیوں کے معاون بن گئے۔

معمر بن المثنی کہتا ہے: قوہستان کی جانب جس نے کوچ کیا وہ امیر بن احمر الیشکری تھا، یہ ناحیہ اب تک بکر بن وائل کا مسکن ہے۔

ابن عامر نے یزید الجرشی ابوسالم بن یزید کو نیسابور میں رستاق زام کی طرف بھیجا، یزید نے اس کو بزور فتح کیا، پھر یزید نے اسی علاقے میں رستاق باخرز پر حملہ کیا اور اس کو بھی فتح کیا، یہاں سے جوین گیا اور عورتوں بچوں کو لونڈی غلام بنایا۔

ابن عامر نے الاسود بن کلثوم العدوی کو نیسابور کی رستاق بیہق کی طرف بھیجا، یہ عدی الرباب کہلاتے تھے اور مروناسک تھے، شہر پناہ کے ایک شگاف سے مسلمانوں کی ایک جماعت

کو لے کے شہر میں داخل ہوے، شہر والے ان پر ٹوٹ پڑے، جنگ ہوئی اور الاسود اپنے ساتھیوں سمیت کام آئے۔ ان کے بعد ادہم بن کلثوم ان کے بھائی لوگوں کے سردار ہوے، لڑے، غالب ہوے اور بیہق فتح کرلیا۔ الاسود دعا کرتے تھے کہ انھیں درندوں اور پرندوں کے شکم سے اٹھایا جائے، ادہم نے ان کے ساتھیوں کو دفن کردیا اور ان کی لاشیں پرندوں کے لیے چھوڑ دی۔

ابن عامر نیسابور میں بُشت، اشبند، رُخ، زاوہ، خواف، اسبرائن، ارغیان فتح کرکے ابرشہر آئے، یہ نیسابور کا عاصمہ اور مدینہ تھا، اس کے چار حصے تھے اور ہر حصے پر ایک عامل تھا، چند ماہ محاصرہ کیے رہے، ایک عامل نے اس شرط پر امان چاہی کہ وہ مسلمانوں کو شہر میں داخل کردے گا، امان دیدی، اس نے رات کو دروازہ کھولدیا، مسلمان شہر میں داخل ہوگئے، مرزبان نے ایک جماعت کے ساتھ قُہندز میں پناہ لی پھر امان چاہی اور اہل نیسابور کی جانب سے ادائے خراج پر صلح کی درخواست کی۔ امان عطا کی اور دس لاکھ درہم پر بقول بعض سات لاکھ درہم پر، صلح کرلی اور قیس بن الہیثم السلمی کو اس علاقے پر اپنی جانب سے عامل مقرر کردیا۔

ابن عامر نے عبداللہ بن خازم السلمی کو نسا میں رستاق حُمراندز کی طرف بھیجا، عبداللہ نے رستاق فتح کی، پھر صاحب نسا ان کے پاس آیا اور تین لاکھ درہم پر صلح ہوگئی، کہا گیا ہے کہ صاحب نسا نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ زمین کا خراج ادا کریگا ان میں سے کسی کو نہ تو قتل کیا جائے اور نہ لونڈی غلام بنایا جائے۔

اَبیوَرد کا سردار بہمنہ ابن عامر کے پاس آیا اور اس نے

اپنے علاقے کے لیے چار لاکھ درہم پر صلح کرلی ۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابن عامر نے عبداللہ بن خازم کو ابیورد بھیجا، اہل ابیورد نے چار لاکھ درہم پر صلح کرلی ۔

عبداللہ بن عامر نے عبداللہ بن خازم کو سرخس کی جانب بھیجا، باشندوں سے جنگ ہوئی، مرزبان زاذویہ نے اس شرط پر صلح چاہی کہ اہل سرخس میں صرف سو مردوں کو امان دی جائے، عورتیں تمھاری ملک ہوں گی، ابن خازم نے شرط قبول کی، ارض سرخس پر غالب ہوگیا، عورتیں حملہ آوروں میں تقسیم کی گئیں، زاذویہ کی بیٹی ابن خازم کے حصے میں آئی، ابن خازم نے اس کا نام میثاء رکھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ زاذویہ نے صرف سو آدمیوں کی جان بخشی پر صلح کی، ان کے نام نشان بتا دیئے اور خود اپنا نام نہیں لیا، سو آدمیوں کے سوا باقی سب پر تلوار چلی، زاذویہ بھی قتل ہوا اور ابن خازم سرخس میں بزور داخل ہوگیا۔

ابن خازم نے شریک بن الاعور کے غلام آزاد یزید بن سالم کو بینہ اور کیف کی طرف بھیجا اور اس نے ان کو فتح کیا۔

طوس کا مرزبان کنازتک، ابن عامر کے پاس آیا اور اس کے علاقے کے لیے ۶ لاکھ درہم پر صلح ہوگئی۔

ابن عامر نے ایک لشکر ہرات کی طرف بھیجا، اوس بن ثعلبہ بن رقی اس لشکر کے سردار تھے، بعض کہتے ہیں خلید بن عبداللہ الحنفی سردار تھے، عظیم ہرات نے یہ خبر سن کے ابن عامر کے پاس صلح کے لئے ایلچی بھیجا، اس کے پہنچتے پہنچتے طاغون و باغون فتح ہو چکے تھے، ابن عامر نے ہرات و باذغیس و بوشنج کے لیے صلح کرلی اور نوشتہ دیدیا، نوشتہ یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ نوشتہ عبداللہ بن عامر نے عظیم ہرات و بوشنج و باذغیس کو دیا،

اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرے،
مسلمانوں کا نیک خواہ رہے اور جو ملک اس کے
تصرف میں ہے اس کی اصلاح کرے۔
ہرات کے سہل و جبل کے لیے اِس شرط پر صلح
کی گئی ہے کہ وہ مقررہ جزیہ ادا کرتا رہے اور زمینداروں
پر خراج کا بار بعدل تقسیم کرے، جو اس سے باز
رہے اس کے لیے ہمارا کوئی عہد و ذمہ نہیں۔
یہ نوشتہ ربیع بن نہشل نے لکھا اور
ابن عامر نے اپنی مہر سے مصدق کیا"
یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہرات کی طرف خود ابن عامر ایک
گھنا لشکر لے کے گئے، باشندوں سے جنگ کی، پھر مرزبان نے
ہرات و بوشنج و باذغیس کے لیے دس لاکھ درہم پر صلح کرلی۔
مرد الشاہجان کے مرزبان نے بغرض صلح ایلچی بھیجا، ابن عامر
نے قرارداد کے لیے حاتم بن نعمان الباہلی کو مرزبان کے پاس
بھیجا، ۲۲ لاکھ درہم پر صلح ہوگئی ــ بعض کہتے ہیں دس لاکھ درہم
اور دو لاکھ جریب گیہوں اور جو پر صلح ہوئی اور بعض کہتے ہیں
گیارہ لاکھ اوقیہ پر صلح ہوئی ــ حاتم نے اہل ہرات پر لازم
کیا کہ وہ مسلمانوں کو اپنی منازل میں کافی جگہ دیں گے اور
مقررہ خراج بحصہ رسدی تحصیل کرکے یکشت ادا کرتے رہیں گے۔ ۴۰۶
اس طرح یہ پورا ناحیہ صلحاً فتح ہوا، السنج اِس سے مستثنیٰ ہے،
یہ ایک قریہ تھا اور قبل صلح بزور فتح ہو چکا تھا۔
ابوعبیدہ کا بیان ہے: حاتم بن نعمان نے مرزبان سے
نوعمر چھوکروں چھوکریوں، جانوروں اور متاع پر صلح کی، مرزبان کے
پاس زرنقد نہ تھا، یزید بن معاویہ کے زمانہ تک اس ناحیہ
کا خراج اسی طور پر ادا ہوتا رہا، یزید نے معاملت کی یہ صورت

منسوخ کردی اور نقد کی صورت میں خراج مقرر کیا۔
عبداللہ بن عامر نے الاحنف بن قیس کو طخارستان بھیجا، وہ اس ناحیہ میں اس مقام پر آئے جس کو قصرالاحنف کہتے ہیں، ــــ یہ مروالروذ کے علاقے میں ایک قلعہ ہے اور اس کے تحت ایک بڑی رستاق ہے، جو رستاق الاحنف کے نام سے معروف ہے اور اس کو شق الجرذ بھی کہتے ہیں، ــــ محاصرہ کرلیا، اہل قلعہ نے صلح کی درخواست کی، امان دی اور تین لاکھ درہم پر صلح کرلی، اور کہا: تم سے اس شرط پر صلح کی جاتی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی قصر میں جا کے اذان دیا کرے گا اور تمھارے درمیان رہے گا" انھوں نے شرط قبول کی اور پوری رستاق کے لیے صلح ہوگئی۔
اس کے بعد الاحنف مروالروذ گئے، باشندوں کا محاصرہ کیا، سخت جنگ کی، مسلمانوں نے ان کی قوت توڑ دی، منہزم کردیا، گھبرا کے اپنے قلعے میں پناہ گیر ہوئے، یہاں کا مرزبان الیمن کے عملدار باذام کی اولاد سے تھا یا اس کا رشتہ دار تھا، مخلصی کی کوئی صورت نہ پائی تو الاحنف کو لکھا کہ باذام کا اسلام مجھے مائل کرتا ہے کہ تم سے صلح کرلوں، الاحنف نے ساٹھ ہزار پہ اس سے صلح کرلی۔
المدائنی کہتا ہے: ایک جماعت کا بیان ہے کہ مروالروذ کے مرزبان سے ۶ لاکھ پر صلح ہوئی۔
الاحنف کا ایک رسالہ بغ نام ایک رستاق کی طرف گیا، قبضہ کیا اور مواشی ہانک لایا، اس کے بعد باشندوں سے صلح ہوگئی۔
ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ الاحنف نے اہل مروالروذ سے کئی بار جنگ کی، ایکدن کا ذکر ہے احنف لشکر میں گشت

کر رہے تھے، ایک شخص کے پاس سے گزرے، وہ کچھ پکا رہا تھا
یا اپنے ساتھیوں کے ساتھ آٹا گوندھ رہا تھا، اور کہہ رہا تھا:
امیر کو چاہیئے کہ گھاٹی میں داخل ہو کے یکبارگی ان پر حملہ کرے،
یہ بات الاحنف کے دل میں اتر گئی، کہا: رائے یہی ہے جو یہ
کہہ رہا ہے، گھاٹی میں در آیا، مرغاب کو دائیں پر لیا، بائیں
جانب پہاڑ تھا، جنگ کی، اہل مروالروذ اور ان کے ساتھی
ترکوں کو منہزم کیا، پھر انھوں نے امان چاہی اور ان سے
صلح کر لی۔

مرغاب ایک نہر ہے جو مروالروذ سے بہہ کر ریگزار میں
پھیل جاتی اور پھر مروالشاہجان میں نکلتی ہے۔

ابوعبیدہ کے سوا دوسرے راوی کہتے ہیں کہ اہل طخارستان
نے مسلمانوں سے جنگ کرنے اپنے گرد و پیش کے لوگوں اور
جوزجان و طالقان و فاریاب کے باشندوں کو جمع کیا،
یہاں تک کہ ان کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی، پھر اہل صغانیان ۴۰۰
بھی ان سے آ ملے۔ — صغانیان، مرغاب کی شرقی جانب ہے —
الاحنف کو دشمن کی کثرت کا حال معلوم ہوا، اپنے قصر کی طرف
واپس آئے، اہل قصر عہد پر قائم رہے، ایک شب کا ذکر
ہے وہ اپنے خیمے سے نکلا، لشکری آپس میں باتیں کر رہے تھے،
ایک نے کہا: رائے یہ ہے کہ امیر ان کی جانب پیشقدمی کرے
اور جہاں مٹھ بھیڑ ہو وہیں ان سے گتھ جائے۔ دوسرے نے کہا
— اور وہ ہنڈیا کے نیچے آگ دہکا رہا تھا یا آٹا گوندھ رہا
تھا — کہ یہ تو کوئی رائے ہی نہیں، رائے یہ ہے کہ امیر
گھاٹی میں داخل ہو کے مرغاب اور پہاڑ کے درمیان اس طرح
اترے کہ مرغاب دائیں جانب اور پہاڑ بائیں جانب ہو،
اس موقف میں دشمن کی کثرت بیکار ہو جائے گی، برابر کا مقابلہ

ہو گا، وہ اتنی ہی فوج مقابلے پر لا سکے گا جتنی فوج امیر کی ہو گی" رائے صائب تھی، دل میں اتر گئی، اسی پر عمل کیا، کل پانچہزار مردانِ کار اس کے ساتھ تھے: چار ہزار عرب اور ایکہزار عجمی مسلمان، اسی لشکر سے اس نے دشمن کا مقابلہ کیا، ایک بار اپنا پرچم ہوا میں لہرایا اور دفعتہً ان پر ٹوٹ پڑا، وہ بھی حملہ آور ہوے، صغانیان کے بادشاہ نے احنف پر حملہ کیا اور نیزے کا وار کیا، وار خالی گیا، احنف نے نیزا اس کے ہاتھ سے چھین لیا، سخت جنگ کی، ان کے ساتھ جو طبل دار تھے ان میں سے تین کو قتل کردیا، وہ طبل داروں ہی کا قصد کرتا اور انھیں قتل کرتا، اللہ نے کافروں کے سرداروں کو مار گرایا، مسلمانوں نے بے دریغ کیا، جس پر چاہا تلوار چلائی۔

اس کے بعد الاحنف مروالروذ واپس آئے، دشمن کے شکست خوردہ لشکری جوزجان پہنچے، احنف نے ان کی جانب اقرع بن حابس التیمی کو سواروں کے ساتھ بھیجا، اقرع سے کہا: اے بنی تمیم! باہم محبت رکھو، فراخ حوصلہ اور کشادہ دست رہو، تمھارے معاملات درست رہیں گے؛ ہمیشہ اپنے شکموں اور اپنی شرم گاہوں کے مقابلے میں جہاد کرتے رہو، تمھارا دین درست رہے گا! غنیمت میں خیانت نہ کرو کہ تمھارے لیے تمھارا جہاد موجب سلامتی رہے"! الاقرع روانہ ہوے، جوزجان میں دشمن سے مقابلہ ہوا، اول اول مسلمانوں کے قدم اکھڑے، پھر سنبھلے اور ایسا حملہ کیا کہ کافروں کو منہزم کردیا اور جوزجان بزور فتح کرلیا۔ ابن غُرَیزَۃ النہشلی نے کہا ہے:

سَقَی صَوبُ السَّحابِ اِذا استَہَلَّت مَصارِعَ فِتیَۃٍ بِالجُوزَجانِ

اِلَی القَصرَینِ مِن رُستاقِ خُوطٍ أَقادَھُم ھُناکَ الاَقرَعانِ

ابر کی جھڑی بہادروں کے مقتل کو جوزجان میں سیراب کرے

جو رستاق جوف سے قصرین تک ہیں، وہاں انکو ذوقِ شہادت
جسب علو نے ہلاک کیا۔

خود احنف نے طالقان و فاریاب صلحاً فتح کیے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں مقام اُمَیْر بن احمر نے فتح کئے۔ — ۴۰۸
اس کے بعد بلخ پہنچے، یہ طخارا کا عاصمہ اور مدینہ ہے، باشندوں نے چار لاکھ اور بقول بعض سات لاکھ پر صلح کرلی، اُسید بن اُلمتشمس کو بلخ پر عامل مقرر کرکے خارزم گئے۔ — یہ پورا علاقہ نہر (جیحون) سے سیراب ہوتا ہے، شرقیہ اس علاقے کا عاصمہ ہے — مگر قادر نہوسکے اور بلخ واپس آگئے، احنف جب یہاں پہنچے اُسید صلح کا مال وصول کرچکے تھے۔

ابو عبیدہ نے کہا: ماوراءالنہر کے باشندوں نے جب یہ سنا کہ ابن عامر نے ماورا النہر کا علاقہ فتح کرلیا ہے تو درخواست کی کہ ان سے بھی صلح کرلی جائے اور ان سے صلح کرلی گئی۔

کہا گیا ہے کہ ابن عامر نے نہر عبور کی اور شہر بشہر گئے؛ بعض کہتے ہیں وراء نہر کے باشندوں نے ان کے پاس جا جا کے صلح کرلی، ابن عامر نے خراج وصول کرنے اپنے آدمی بھیجے، وہ باربرداری کے جانور، نو عمر لونڈی غلام، ریشم اور کپڑے وصول کرکے لائے۔ ان راویوں کے سوا کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ ابن عامر نے نہر عبور کی اور جانب شرقی کے باشندوں نے مصالحت کی۔

اس کے بعد ابن عامر نے قیس بن الہیثم کو قائم مقام کیا اور جناب الٰہی میں ادائے شکر کی نیت سے احرام باندھا، عمرہ کیا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس آگئے۔

ابن عامر کے جانے کے بعد قیس نے طخارستان کا قصد کیا، کوئی شہر اس علاقے کا ایسا نہ تھا جہاں وہ نہ پہنچے ہوں،

سب نے اطاعت پیش کی اور صلح کی۔ سمنجان کے باشندوں نے روکا، دروازے بند کرلئے۔ قیس نے ان کا محاصرہ کیا اور شہر بزور فتح کرلیا۔

کہا گیا ہے کہ ابن عامر نے خراسان کے مفتوحہ علاقے پر اپنے اصحاب میں سے تین سردار مقرر کئے: احنف بن قیس، حاتم بن نعمان الباہلی اور قیس بن الہثیم؛ لیکن پہلی روایت ثابت ہے۔

ابن حازم نے ابن عامر کی جانب سے اپنے نام خراسان کی ولایت کا پروانہ بنایا اور خراسان کے والی بن بیٹھے، ترکوں کے جتھے ان کے مقابلے پر جمع ہوئے، سب کو تتر بتر کیا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت سے قبل البصرہ آگئے۔

مجھ سے الحسین بن الاسود نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع بن الجراح نے کہا، ان سے ابن عون نے اور ان سے محمد بن سیرین نے، کہ:—— عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے وراء نہر کے باشندوں سے معاہدہ کیا تھا۔

کہتے ہیں: علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں مرو کا مرزبان ماہویہ الکوفہ آیا، (حضرت علی نے) اس کیلئے زمینداروں اور اساورہ اور دہشلارین کے نام فرمان لکھا کہ آیندہ وہ اسی کو جزیہ ادا کیا کریں، اسپر خراسان نے عہد توڑ دیا، (حضرت علی نے) جعدہ بن ہبیرۃ المخزومی کو بھیجا۔—— ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب تھیں،—— لیکن جعدہ فتح نہ کرسکے ۴۰۹
اور خراسان میں تا بشہادت علی علیہ السلام بدامنی رہی۔

ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ خراسان پر علی (رضی اللہ عنہ) نے خزاعہ کے غلام آزاد عبدالرحمن بن أبزی کو مقرر کیا، پھر جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو بھیجا۔

کہتے ہیں : معاویہ بن ابی سفیان نے قیس بن الہیثم بن قیس بن الصلت السلمی کو خراسان پر مقرر کیا، قیس نے شورش کرنے والوں سے تعرض نہ کیا اور صلح پر قائم رہنے والوں سے خراج وصول کیا، وہ سال بھر یا تقریباً سال بھر عامل رہا، پھر اس کو معزول کرکے خالد بن مُعَمَّر کو والی کیا، وہ قصر مقاتل یا عین التمر تک پہنچا تھا کہ مرگیا، کہا گیا ہے کہ معاویہ اس کی تولیت پر نادم ہوئے، اس کے پاس زہر آلود جامہ بھیجا (جس کو پہننے سے اس کی ہلاکت واقع ہوئی)، ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کے پاؤں میں شیشہ چبھا جس سے اتنا خون بہا کہ آخر مرگیا۔

اس کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن عامر کی ولایت میں، کہ البصرہ کے عامل تھے، خراسان ضم کردیا، ابن عامر نے قیس بن الہیثم السلمی کو خراسان پر برقرار رکھا، اہل باذغیس و ہرات و بوشنج و بلخ اب تک برسر شورش تھے، قیس نے بلخ کا قصد کیا اور ان کے نوبہار کو خراب کردیا، بنی لیث کے غلام آزاد عطاء بن السائب الملقب بہ خشل اس مہم کے سالار تھے، عطاء نے بلخ سے ایک فرسخ پر تین نہروں پر پل بنوائے کہ قناطر عطاء کے نام سے مشہور ہیں، اہل بلخ نے صلح چاہی اور اطاعت پر مراجعت کی، قیس نے ان سے صلح کرلی اور ابن عامر کے پاس واپس آئے، ابن عامر نے سو کوڑے مارے، قید کردیا اور عبداللہ بن خازم کو عامل مقرر کیا، اہل ہرات و بوشنج و باذغیس اس کے پاس آئے، امان چاہی اور صلح کی درخواست کی، ابن خازم نے ان سے صلح کرلی اور جو مال وصول ہوا ابن عامر کے پاس بھیجدیا۔

سنہ ۴۵ھ میں زیاد بن ابی سفیان البصرہ پر والی ہوا، اُمَیر بن احمر کو مرو پر، اور خلید بن عبداللہ الحنفی کو ابرشہر پر، اور قیس بن الہیثم کو مرو الروذ و طالقان و فاریاب پر، اور نافع

بن خالد الطاحیٰ الازدی کو ہرات و بادغیس و بوشنج و قادس پر مقرر کیا۔ اُمیر پہلے شخص ہیں جنھوں نے عربوں کو مرو میں آباد کیا۔ ۱۴۱
پھر زیاد نے الحکم بن عمرو الغفاری کو اس ولایت پر مقرر کیا، یہ پاکباز اور شرف یافتہ صحبت نبویؐ تھے، زیاد نے حاجب سے اتنا کہا تھا کہ الحکم کو میرے پاس لاؤ، اور الحکم سے اس کی مراد الحکم بن العاصی الثقفی تھے جن سے ام عبداللہ بنت عثمان بن العاصی منسوب تھیں، وہ الحکم بن عمرو کو لے آیا، زیاد نے جب ان کو دیکھا تو اسی میں برکت سمجھی، کہا: مرد صالح ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہیں" اور خراسان کا والی مقرر کردیا، سنہ ۵۰ میں اپنے عمل پر وفات پائی، وراء نہر کے علاقے میں سب سے اول انھی نے فریضۂ اقامت ادا کیا۔
مجھ سے ابوعبدالرحمٰن الجعفی نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن المبارک کو اہل صغانیان میں کسی سے کہتے سنا کہ تو جانتا ہے تیرا ملک کس نے فتح کیا؟ اس نے کہا: نہیں، کہا: الحکم بن عمرو الغفاری نے۔"
زیاد نے الحکم کے بعد سنہ ۵۱ میں الربیع بن زیاد الحارثی کو خراسان کا والی کیا، بصرین (البصرہ و الکوفہ) کے باشندوں میں سے تقریباً پچاس ہزار آدمی مع اہل و عیال ان کے ساتھ بھیجے۔ انھی میں ابوعبداللہ بُریدہ بن حُصیب الاسلمی اور ابوبرزۃ الاسلمی عبداللہ بن نَضلَہ تھے، بُریدہ بزمانۂ یزید بن معاویہ مرو میں فوت ہوا، اور ابوبرزہ نے بھی یہیں وفات پائی۔ الربیع نے ان لوگوں کو نہر کے زیریں علاقے میں آباد کیا، وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے لشکر کو تناہد کا حکم دیا، حُجر بن عدی الکندی کے قتل کی خبر نے اتنا رنجیدہ کیا کہ اس نے موت کی دعا کی، اسی روز

بیمار ہوا اور وفات پائی، یہ سنہ ۵۳ کا واقعہ ہے۔
الربیع نے اپنے بیٹے عبداللہ کو قائم مقام کیا، اس نے اہل آمل یعنی آمویہ سے جنگ کی، کچھ کامیابی ہوئی، پھر ان سے صلح کرلی، مرو واپس آیا اور دو مہینے بعد فوت ہوگیا۔

زیاد کی وفات کے بعد معاویہ نے عبیداللہ بن زیاد کو خراسان پر مقرر کیا، عبیداللہ پچیس برس کا تھا، ۲۴ ہزار کی جمعیت لے کے نہر عبور کی، بیکند پہنچا، (خاقان کی بیوی) خاتون شہر بخارا میں تھی، اس نے یاوری کے لیے ترکوں کو بلایا، ترک انبوہ در انبوہ آئے، مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ہزیمت دی، ان کے لشکر پر قبضہ کرلیا، آگ لگاتے اور برباد کرتے بڑھے، خاتون نے امان اور صلح چاہی، دس لاکھ درہم پر صلح ہوگئی عبیداللہ شہر میں داخل ہوا، رامدین اور بیکند فتح کیے، ان دونوں کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ ہے، رامدین بیکند ہی کی طرف منسوب ہے۔

کہا جاتا ہے: عبیداللہ نے صغانیان بھی فتح کیا، اہل بخارا میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ البصرہ گیا، اس نے سب کے لیے مدد معاش مقرر کردی۔ ۱۱۴

اس کے بعد معاویہ نے سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کا والی کیا، سعید نے نہر (جیحوں) عبور کی، وہ پہلے شخص تھے جو لشکر کو وراءنہر لے گئے، رُفیع ابوالعالیۃ الریاحی، کہ قبیلۂ ریاح کی ایک عورت کے غلام آزاد تھے، ان کے ساتھ تھے، سعید نے کہا: رُفیع ابوالعالیہ رفعت اور علو ہے"
عبور نہر کی خبر سنتے ہی خاتون نے صلح کی درخواست کی، خراج دیا اور صلح کرلی۔ سُغد و ترک اور اہل کِش و نسف یا نخشب ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلے پر

آئے، بخارا پر مڈھ بھیڑ ہوئی، خاتون کو خراج دینے پر افسوس
ہوا، عہد توڑ دیا اور ان کے ساتھ ہوگئی، لیکن عین موقع پر
اس جمِ غفیر سے ایک غلام اپنے ساتھیوں کو لے کے الگ
ہوگیا، اس سے باقیوں کا زور ٹوٹ گیا، خاتون نے جو یہ رنگ
دیکھا صلح پر واپس آگئی اور یرغمال دیئے، سعید شہر بخارا میں
داخل ہوئے، پھر سمرقند پر حملہ کیا، خاتون نے اہل بخارا سے
ان کی مدد کی، سمرقند کے دروازے پر اترے، قسم کھائی
کہ جب تک اس کو فتح نہ کرلوں اور اس کی قہندز پر سنگباری
نہ کرلوں واپس نہ جاؤں گا۔ اہل سمرقند تین دن تو برسرِ جنگ
رہے، تیسرے دن بہت ہی سخت جنگ کی — اسی میں سعید
کی آنکھ اور المہلب بن ابی صفرہ کی آنکھ کو صدمہ پہنچا؛
یہ بھی کہا گیا ہے کہ المہلب کی آنکھ طالقان میں پھوٹی تھی —
بکثرت زخمی ہوئے آخر شہر میں پناہ لی؛ جب انھوں نے شہر
میں پناہ لی تو ایک شخص نے انھیں ایک قصر کا پتا بتا دیا
جس میں ان کے شہزادے اور سردارزادے تھے، سعید وہاں پہنچے،
اسکو محصور کرلیا، اہل شہر نے اس خوف سے کہ وہ قصر کو
بزور فتح کرکے اس میں جو لوگ ہیں ان کو قتل نہ کردیں، صلح
چاہی اور سات لاکھ درہم پر صلح کرلی۔ سعید نے ان کے
سردارزادوں میں سے رہائن طلب کیے اور شرط کی کہ جس دروازے
چاہے شہر میں داخل ہوں گے اور دوسرے دروازے سے نکل جائیں گے
انھوں نے اپنے شہزادوں میں سے پندرہ اور بقول بعض چالیس
اور بقول بعض اسی یرغمال دیئے، سعید نے قہندز پر پتھر پھینکا جو
ایک محصورے میں جا لگا، اس کے بعد وہ واپس ہوگئے۔
سعید ترمذ میں تھے کہ خاتون نے حسب قرارداد خراج کا مال
بھیجا۔ سعید ترمذ پر خیمہ زن رہے یہاں تک کہ اس کو صلحاً فتح کرلیا۔

عبداللہ بن خازم السُّلمی کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ بادشاہ ترمذ کے پاس آیا، اس نے پناہ دی اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنے پاس رکھ لیا۔ موسیٰ نے اس کو نکال دیا اور ترمذ پر اپنا دخل کرلیا"۔ موسیٰ والی خراسان ۴/۱۲ کا مخالف تھا، جب وہ مارا گیا تو یہ علاقہ والیوں کے قبضے میں آگیا، پھر یہاں کے باشندوں نے بغاوت کی اور قتیبہ بن مسلم نے ان کو فتح کیا۔

مالک بن الرَّیب نے سعید کے حق میں کہا ہے:

هَبَّتْ شَمالٌ خَرِيقٌ اسقطتْ وَرَقًا ۔۔۔ وَأَصْفَرَّ بالقاعِ بَعْدَ الخُضْرَةِ الشِّيحُ

فَارْحَلْ هُدِيتَ وَلا تَجْعَلْ غَنِيمَتَنا ۔۔۔ ثَلْجًا يُصَفِّقُهُ بالتِّرْمِذِ الرِّيحُ

إنَّ الشِّتاءَ عَدُوٌّ ما نُقاتِلُهُ ۔۔۔ فَاقْفِلْ هُدِيتَ وثوبُ الدِّفءِ مَطْروحُ

تند و تیز باد شمال چلی جس سے درختوں کے پتے جھڑ گئے، ہموار زمین جہاں شیح کے ہرے بھرے پودے تھے زرد ہو گئے۔

چل کھڑا ہو، ہدایت تیرے شامل حال ہوگی، برف کو ہماری غنیمت نہ بنا جسے تند ہوائیں ترمذ پر اچھالیں،

ہم سردی سے لڑنے نہیں آئے، واپس ہو اور تجھے نیک ہدایت دے، ابھی موسم سازگار ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ابیات نہار بن توسعہ کی ہیں اور قتیبہ کے شان میں کہی گئی ہیں، اس سے قبل کی ابیات یہ ہیں:

كانتْ خراسانُ أرضًا إذْ يزيدُ بها ۔۔۔ فكلُّ بابٍ من الخيراتِ مفتوحُ

فاستبدلتْ قتبًا جعدًا أناملُه ۔۔۔ كأنّما وجهُه بالخلِّ منضوحُ

خراسان، خراسان اس وقت تھا جب یہاں یزید بن مہلب تھا؛ نیکیوں کے تمام دروازے کھلے ہوئے تھے۔

اس کے بدلے قتیبہ آیا جس کی انگلیاں گٹھی ہوئی ہیں اور چہرہ ایسا ہے جیسے سرکہ میں ڈبو دیا گیا ہو،

سعید کے ساتھ قُثَم بن العباس بن عبدالمطلب بھی تھے، سمرقند میں وفات پائی، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں شہید ہوے۔ عبداللہ بن عباس نے جب ان کی خبر سُنی، کہا: ان کے مقام پیدائش اور مقام قبر میں کتنا بُعد ہے" پھر نماز پڑھی، لوگوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ بولے: کیا تم نے نہیں سُنا کہ اللہ نے کیا کہا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ (صبر و صلوٰۃ سے استعانت کرو، ہر آئینہ یہ گراں ہے مگر خاشعین کے لیے نہیں)

مجھ سے عبداللہ بن صالح نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے شریک نے کہا، ان سے جابر نے اور ان سے الشعبی نے کہ: —— قُثَم سعید بن عثمان کے پاس خراسان پہنچے، سعید نے کہا: "غنیمت سے میں نے تمھیں ہزار حصے دیئے"۔ بولے: نہیں، صرف دو حصے، ایک مجھے ایک میرے گھوڑے کو"۔

راوی نے کہا: سعید ان یرغمالوں کو لے کے چلے جو سغدیوں سے لیے تھے، مدینۂ مبارکہ پہنچے، ان کے کپڑے اور منطقے اپنے موالی کو دیدیئے اور صوف کے جبے پہنا کے زمینوں میں کام کرنے، پانی دینے اور آب کش اونٹوں پر لگادیا، وہ ان کی مجلس میں گھس آئے، مار مار کے انھیں ہلاک کردیا اور پھر خود اپنے آپ کو بھی ہلاک کردیا۔

مالک بن الرَّیب نے سعید کے حق میں کہا ہے:

وَمَازِلْتَ يَوْمَ السُّغْدِ تُرْعَدُ وَاقِفًا مِنَ الْجُبْنِ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَتَنَصَّرَا

سغد کے دن تو مارے ڈر کے کھڑا کانپتا رہا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تو نصرانی نہوجائے۔

اور خالد بن عقبہ بن ابی مُعیط نے ان کے حق میں کہا ہے:

اَلَا اِنَّ خَيْرَ النَّاسِ نَفْسًا وَوَالِدًا سَعِيْدُ بْنُ عُثْمَانَ قَتِيْلُ الْاَعَاجِمِ

فَاِنْ تَكُنِ الْاَيَّامُ اَرْدَتْ صُرُوْفُهَا سَعِيْدًا فَمَنْ هٰذَا مِنَ الدَّهْرِ سَالِمُ

۴۱۴

ہاں وہ خود بھی بہترین انسان تھا اور اس کا باپ بھی،
سعید بن عثمان، جسے عجمیوں نے قتل کر ڈالا،
زمانے کی گردشوں نے سعید جیسے کو قتل کر دیا تو پھر اس سے
کون بچ سکتا ہے۔

سعید نے اپنے شریک سے خراسان کے خراج میں سے کچھ مال حیلہ کر کے لے لیا، معاویہ نے سنتے ہی کسی کو بھیجا، وہ حلوان میں سعید سے ملا اور اس نے وہ مال لے لیا جو سعید نے لیا تھا۔ اَسلم بن زُرعَہ اور بقول بعض اسحٰق بن طلحہ بن عبیداللہ ان کے شریک تھے۔ معاویہ کو خوف تھا کہ سعید اپنے شریک کو برطرف نہ کر دیں، اس لیے انھوں نے جلدی سے انھی کو برطرف کر دیا اور عبدالرحمٰن بن زیاد کو والی کیا، یہ شریف تھے، معاویہ کی وفات تک برسر عمل رہے۔ یزید والی امر ہوا تو اس نے سَلم بن زیاد کو مقرر کیا، سَلم نے اہل خارزم سے چار لاکھ (درہم) پر صلح کی، اور مال یزید کے پاس بھیجا (یہ سعید کا خون بہا تھا)۔ پھر نہر (جیحون) عبور کر کے سمرقند آیا، اس کی بیوی ام محمد بنت عبداللہ بن عثمان بن ابی العاصی الثقفی اسکے ساتھ تھی، یہ پہلی عربیّہ تھی جس نے نہر عبور کی، اہل سمرقند نے اس کو ہزار وتیں دیں، یہیں اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام السغدی رکھا۔ اس کی بیوی نے صاحب صُغد کی بیوی سے اس کے زیور مستعار لیے، یہ زیور وہ پہنے رہی اور یہاں سے چلی گئی۔

سلم بن زیاد نے سغد سے ایک لشکر خُجَندہ کی طرف بھیجا۔ ہمدان کا اعشیٰ بھی اس لشکر میں تھا مگر ہزیمت ہوئی، اعشیٰ نے کہا ہے

لَیتَ خَیلِی یَومَ الخُجَندَۃِ لَم یُھزَمْ   وَغُودِرتُ فِی المَکَرِّ سَلِیبَا

تَخُضُّ الطَّيْرُ مَصْرَعِيَ تَرَوَّحْتُ   إِلَى اللهِ فِي الدِّمَاءِ خَضِيبًا

کاش میری فوج کے گھوڑے خجندہ کی جنگ میں بھاگ
نہ نکلتے اور معرکے میں یہ حال ہوتا کہ کپڑے بھی چھن گئے
ہوتے اور جان بھی جاتی رہتی ۔
مردار خوار پرند میرے مقتل پر گرتے اور میں خون کا
خضاب لگائے اللہ کے پاس جاتا'
اس کے بعد سلم نے مرو کی طرف مراجعت کی اور یہاں سے
دوبارہ حملہ کیا، نہر عبور کر کے بندون السغدی کو قتل کردیا' وہ
مقابلے کو جمع ہوئے' ان سے جنگ کی ۔
یزید کی موت کے بعد لوگ سلم سے بگڑ گئے، کہنے لگے:
کیا ابن سُمیّہ اس وہم میں ہے کہ جماعت اور فتنے کی حالت
میں ہم پر حکومت کرسکتا ہے" ـــــ تقریباً یہی باتیں البصرہ
میں اس کے بھائی عبید اللہ کی نسبت بھی کہی گئیں ـــــ سلم کو
خراسان چھوڑنا پڑا، عبداللہ بن الزبیر کے پاس آیا' انھوں نے
چالیس لاکھ درہم جرمانہ کیا اور قید کردیا ۔ وہ کہا کرتا تھا:
کاش میں اپنے بھائی کے پاس چلا جاتا اور ابن زبیر کے پاس
نہ آتا ۔ اپنے بھائی کی خدمت کرنا چاہے اس کے پاؤں ہی
دھونے پڑتے ہیں۔[1]
سلم اس وقت تک قید رہا کہ حجاج بن یوسف نے
ابن زبیر کا محاصرہ کیا ۔ محاصرے کے زمانے میں نقب لگا کے
زندان سے نکل بھاگا' حجاج کے پاس آیا' پھر عبدالملک کے
پاس چلا گیا ۔ عبدالملک نے کہا: اگر تو مکہ میں رہتا تو وہاں
کوئی تجھ پر امیر نہ ہوتا" اور خراسان کا والی اس کو مقرر کردیا ۔

---

[1] یعقوبی نے لکھا ہے: دونوں کے درمیان ناچاقی تھی ۔

سلم اپنے عمل پر جارہا تھا کہ البصرہ پہنچ کے مرگیا۔

بیان ہوا ہے کہ سلم جب خراسان سے جارہا تھا عبداللہ بن خازم السلمی نیسابور میں اس سے ملا[1]، سلم نے اس کے لیے خراسان کی ولایت کا پروانہ لکھدیا اور ایک لاکھ درہم سے مدد کی۔ بکر وغیرہ قبائل نے جو یہ سُنا کثرت سے جمع ہوئے کہنے لگے: یہ لوگ الگ ہی الگ خراسان کو کھائے جاتے ہیں؟ خزانے پر حملے کی ٹھانی، ابن خازم کے اصحاب نے مدافعت کی اور خزانے کو بچالیا۔

سلیمان بن مرثد نے، کہ بنی سعد بن مالک بن ضُبَیعہ بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ سے تھا، ابن خازم کو پیغام بھیجا کہ تیرے پاس جو پروانہ ہے اگر اس کے لکھنے والے میں اتنا دم ہوتا کہ یہاں رہ سکتا تو اپنی جگہ تجھے مقرر نہ کرتا"۔ سلیمان یہ پیام بھیج کے مشرعۂ سلیمان کی طرف چلا گیا، ابن خازم نے مرو میں مقام کیا، دونوں اسپر متفق ہوئے کہ اپنے معاملے میں ابن زبیر کو لکھیں، جس کے حق میں وہ حکم دیں وہی امیر ہو۔ دونوں نے ابن زبیر کو لکھا، انھوں نے عبداللہ بن خازم کے نام ولایت کا پروانہ لکھدیا، عروہ بن قطبہ چھ مہینے بعد ان کا حکم لے کے پہنچا، سلیمان نے ماننے سے انکار کیا اور کہا: ابن زبیر خلیفہ ہی کہاں ہے وہ تو ایک شخص ہے جس نے بیت اللہ میں پاؤں نکالے ہیں"۔ ابن خازم نے

---

[1] یعقوبی: سلم، یزید کی موت کے بعد عرفجہ بن الورد السعدی کو قایم مقام کرکے خراسان سے واپس ہوا، ابن خازم اس کے ساتھ تھا، پھر اس کی رائے بدلی، ابن خازم کو واپس کیا اور خراسان کی ولایت کا پروانہ اس کے لیے لکھدیا۔

اس سے جنگ کی، سلیمان کا لشکر پندرہ ہزار تھا اور ابن خازم
کی رکاب میں صرف چھ ہزار فوج تھی، تاہم سلیمان قتل ہوا،
قیس بن عاصم السلمی نے اس کا سر کاٹ لیا۔ ابن خازم
کے اصحاب میں سے بعض ناموں کام آئے۔ ابن خازم کا شعار
لا ینصرون اور سلیمان کا شعار یانصر اللہ اقترب تھا۔

سلیمان کا منہزم لشکر عمرو بن مرثد کے پاس طالقان
میں جمع ہوا، ابن خازم نے وہاں پہنچ کے سب کو قتل کر دیا۔

ہرات میں ربیعہ، اوس بن ثعلبہ کے پاس جمع ہوئے،
ابن خازم اپنے بیٹے موسیٰ کو قایم مقام کر کے ان کے مقابلے
پر ہرات پہنچا، متعدد معرکے ہوئے، ترکوں نے موقع سے فائدہ
اٹھایا، غارت گری پر کمر باندھی، چھاپے مارتے نیسابور تک
پہنچ گئے۔ ابن خازم نے سازش کر کے اس کو زہر دلوا دیا، وہ ۶۸۵
بیمار ہوگیا مگر میدان سے نہ ہٹا، دونوں نے اپنے لشکر فراہم
کیے، ابن خازم نے اپنے اصحاب سے کہا: آج ان کو جنگ
کا مزا چکھا دو، گھوڑوں کے نتھنوں پر تیر مارنا، نتھنے پر تیر
کھاکے گھوڑا پشت رو بھاگ نکلتا ہے۔" سخت جنگ ہوئی، اوس
زخمی ہوا، بیمار تو تھا ہی زخم کھاکے چند روز بعد مرگیا۔
ابن خازم نے ہرات پر اپنے بیٹے محمد کو والی کیا اور
اس کی شرط پر بُکَیر بن وِشاح کو مقرر کیا۔ بنی تمیم نے
شورش کی، محمد کو قتل کر دیا، ابن خازم خبر پاتے ہی آیا،
عثمان بن بشر بن مُحتَفِز کو گرفتار کیا اور اذیتیں دے کے
قتل کر دیا، ایک اور سر برآوردہ تیمی کو بھی قتل کیا بنی تمیم
جمع ہوئے، آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا، ہم دیکھ رہے ہیں
کہ ہمیں پیٹا جا رہا ہے۔ اس سے نجات کی صورت سوچنی چاہیے۔ یہ
رائے ٹھہری کہ ایک جماعت طوس جائے اور وہاں شورش برپا

کرے اور جب ابن خازم اس کے مقابلے پر نکلے تو ہماری مرو والی جماعت اس کو معزول کردے۔ بُجَیرؔ بن وقاء القریعی ایک جماعت کے ساتھ طوس گیا، اس کے قلعے پر قبضہ کیا پھر اَبَرؔ شہر پہنچا اسپر بھی قبضہ کیا اور ابن خازم کی برطرفی کا اعلان کردیا۔ ابن خازم نے یہ خبر سنتے ہی اہل و عیال اور اموال اپنے بیٹے موسیٰ کے ساتھ ترمذ بھیجدیئے، اور مَرو کے تمیمیوں پر اعتماد نہ کیا۔

انھی دنوں میں عبدالملک بن مروان کا فرستادہ خراسان کی ولایت کا پروانہ ابن خازم کے پاس لیکر پہنچا، ابن خازم نے پروانہ اسی کو کھلادیا اور کہا: فرزندِ حواریٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑ کے اور ان کے راندہ زادے کی بیعت کرکے اللہ کو کیا مُنہ دکھاؤنگا"!

اس کے بعد عبدالملک نے بُکَیرؔ بن وشاح کو خراسان کی ولایت کا پروانہ بھیجا۔ ابن خازم اہل مَرو کے مقابلے پر نکلتے ڈرا، بُکَیرؔ نے ابن خازم کے خلع کا اعلان کیا، اسلحہ اور بیت المال پر قبضہ کرلیا، اہل مَرو کو عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی، سب نے بیعت کرلی۔ ابن خازم اپنے بیٹے موسیٰ کے پاس ترمذ جانے کے ارادے سے نکلا جہاں اس کے بال بچے اور اموال تھے۔ بُجَیرؔ نے تعاقب کیا اور مَرو کے قریب اس کو قتل کردیا۔

بُجَیرؔ نے اس کے مقابلے پر وکیع بن دَوْرَقیۃ القریعی کو بلایا کہ مسلح ہوکے آئے، اس نے زرہ پہنی، ہتیار لگائے، دونوں نے ایک ساتھ حملہ کیا اور نیزے مار مار کے گرادیا، وکیع اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا: دَوْرَقیۃ کا کیسا بدلا پایا"— دَوْرَقیۃ بنی قریع کا غلام آزاد ۴۱۶ھ

اور وکیع کا ماں جایا بھائی تھا، ابن خازم نے اس کو قتل کر دیا تھا ـــــ ابن خازم نے اس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا: تجھ پر اللہ کی لعنت، کیا تو مضر کے سردار کو اپنے کافر بھائی کے بدلے قتل کرتا ہے جس کی قیمت مٹھی بھر کھجور کی گٹھلیوں کے برابر بھی نہیں"۔ وکیع نے کہا:

ذُقْ یاابنَ عَجْلَی مِثْلَ ماقَدْ اَذَقْتَنِی ولاتَحْسَبَنِّی کُنْتُ عَنْ ذَالِکَ غَافِلا

عجلی کے بیٹے! جو مزا مجھے چکھایا تھا خود بھی چکھ اور یہ نہ سمجھ کہ میں اس سے غافل تھا۔

عجلی ابن خازم کی ماں تھی، وہ ابوصالح کنیت کرتا تھا۔ وکیع کی ماں دَوْرَق کے اسیران جنگ سے تھی، وکیع اسی کی طرف منسوب ہے، ابوربیعہ اس کی کنیت تھی، باپ کا نام عُمَیْرہ تھا۔

ابن خازم کے ساتھ اس کے دو بیٹے عُنْبَسہ اور یحیٰی بھی قتل ہوئے، اس کا غلام آزاد طہمان مجروح ہوا، یعقوب بن داؤد اسی طہمان کا پوتا تھا جس نے ابوعبیداللہ کے بعد امیرالمومنین المہدی کے حضور کتابت کی خدمت انجام دی۔

قاتل ابن خازم کا سر کاٹ کے بکیر بن وشاح کے پاس لائے، بکیر نے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا اور عبدالملک نے دمشق میں (شارع عام پر) نصب کرا دیا۔

لوگوں نے اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا اور عثمان بن بشر بن المُحْتَفَز المزنی کے بیٹے کے پاس بھیج دیا۔

وکیع بیہودہ بدتمیز اور موٹا مسٹنڈا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے لوگوں نے دیکھا نماز پڑھ رہا ہے سامنے ترکاری

رکھی ہے اور کھاتا جاتا ہے، کہا: کیا تو نماز میں کھاتا ہے؟ بولا: اللہ نے کوئی روئیدگی حرام نہیں کی جو آسمان کے پانی اور زمین کی مٹی سے پیدا ہو"۔ شراب پیتا تھا، لوگوں نے ملامت کی، بولا: تم شراب پینے پر ملامت کرتے ہو حالانکہ اس سے میرا پیشاب چاندی کی طرح شفاف ہوجاتا ہے"۔

کہتے ہیں: ابن خازم کے بعد قوم میں اختلاف ہوگیا، ایک جماعت نے بکیر بن وشاح کا ساتھ دیا دوسری نے بحیر کا۔ خراسان کے نیک اور سربرآوردہ لوگوں نے عبدالملک کو صورت حال کی خبر دی اور لکھا کہ فتنے کے بعد خراسان کی اصلاح یونہی ہوسکتی ہے کہ کوئی قریشی یہاں کا والی ہو"۔ عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو بھیجا، اس نے طخارستان پر بکیر بن وشاح کو مقرر کیا اور ماوراء النہر کی مہم اس کے سپرد کی اور خود بخارا پر حملے کا عزم کیا، موسیٰ بن عبداللہ ابن خازم کا قصہ ختم کرنے ترمذ آیا، بکیر میدان خالی پاکر مرو پہنچا، امیہ کے بیٹے کو قید کیا اور لوگوں کو اس نے خلع کی دعوت دی، امیہ نے یہ خبر سن کے اہل بخارا سے قلیل فدیہ پر صلح کرلی، بکیر نے اس کی کشتیوں کو جلادیا، امیہ نے دوسری کشتیاں لیں، موسیٰ کو اس کے حال پر چھوڑا اور بکیر کے مقابلے پر آیا، بکیر نے جنگ کی، پھر اسپر صلح چاہی کہ امیہ جس ناحیہ پر چاہے اسس کو مقرر کردے۔ امیہ نے صلح کرلی، پھر یہ خبر ملی کہ وہ اس کے بعد بھی خلع کی کوشش کررہا ہے۔ حکم دیا کہ بکیر جب اپنے گھر میں جائے۔ گرفتار کرلو۔ گرفتار کرلیا، امیہ نے قید کرنے کا حکم دیا مگر بحیر بن ورقاء نے قتل کردیا۔

۷۷ھ

امیہ نے خُتّل پر حملہ کیا اور فتح کیا۔ یہاں والوں نے سعید بن عثمان سے صلح کی تھی، پھر نقض کیا اور امیہ نے دوبارہ فتح کیا۔

امیہ اس وقت تک خراسان کا والی رہا کہ حجاج بن یوسف عراقین و خراسان کا والی ہوا۔ حجاج نے خراسان پر مُہلّب بن ابی صُفرہ کو مقرر کیا۔ مہلب کا نام ظالم بن سراق بن صُبیح بن عنیک تھا اور وہ قبیلۂ ازد سے تھا، سنہ ۹۹ میں اس نے ابوسعید کنیت کی۔ مُہلّب نے بکثرت حملے کئے۔ ختل کے باشندوں نے پھر نقض کیا، مہلب نے ان کو ازسرِنو فتح کیا، خجندہ فتح کیا، سغدیوں نے اطاعت کی اور اتاوہ پیش کیا۔ کِش و نَسَف پر حملے کئے، واپس جارہا تھا کہ مروالروذ میں زاغول کے مقام پر شوصہ میں مبتلا ہوا اور فوت ہوگیا، مغیرہ کے صدمے سے اس کی بیماری شروع ہوئی اور اس کی موت پر منتج ہوئی۔ مغیرہ اس کا بیٹا تھا۔

مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو قائم مقام کیا، یزید نے بکثرت حملے کیے، یزید کے بیٹے مخلد نے بُتم فتح کیا، حجاج نے اس کے لیے ولایت کا پروانہ لکھدیا۔

عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے ابن اشعث کی شکست خوردہ فوج کو جمع کیا، عبدالرحمن نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا۔ کچھ اور لوگوں کو بھی ملایا، سب کو لے کر ہرات پہنچا، وہاں کے عامل رُقّاد العتکی کو قتل کیا اور خراج گزاروں سے خراج وصول کرنے لگا۔ یزید خبر سنتے ہی پہنچا، جنگ ہوئی، عبدالرحمن نے شکست کھائی، یزید نے اپنے لشکر کو تعاقب سے روک دیا، عبدالرحمن اپنے ساتھیوں کو لے کے خراسان سے نکلا اور سندھ آگیا۔

یزید نے خارزم پر حملہ کیا، لونڈی غلام پکڑے، سردی کی شدت سے فوجیوں نے ان کے کپڑے پہن لیے اور وہ سردی کے مارے ہلاک ہوگئے۔

حجاج نے (یزید کو برطرف کرکے) اس کے بھائی مُفَضَّل کو والی کیا، مفضل بادغیس آیا، یہاں والوں نے عہد توڑدیا تھا، ان کو فتح کیا، پھر شومان و آخرون فتح کئے اور جو غنیمت ہاتھ آئی اہل لشکر میں تقسیم کردی۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم السلمی سمرقند کے بادشاہ طَرخون کے پاس گیا، اس نے مدارات کی، موسیٰ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے اور ایک سُغدی سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا اور اس نے سغدی کو قتل کردیا، اسپر طرخون نے ان لوگوں کو اپنے شہر سے نکالدیا، کِش کے سردار کے پاس گئے (مگر یہاں بھی نہ رہ سکے) ترمذ پہنچے ــــ یہ ایک قلعہ ہے ــــ دہقان کے پاس اُترے، اس نے ضیافت کی، موسیٰ کھانا کھا کے لیٹ گیا، دہقان نے کہا: اپنی راہ لو" موسیٰ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ ایسی کوئی جگہ ہو" بات بڑھی، موسیٰ نے اہل ترمذ سے جنگ کی اور ان کو نکالدیا، دہقان اور اہل ترمذ ترکوں کے پاس گئے، مدد مانگی، انھوں نے کہا: تم پر لعنت، ہم ایسے کم ہمتوں کی مدد نہیں کرتے، ایک شخص صرف سو آدمی لے کے آتا ہے اور تمھیں تمھارے شہر سے نکالدیتا ہے" مگر وہ انھی کے پاس ٹھرے رہے آخر انھوں نے مدد کی اور موسیٰ کا محاصرہ کرلیا۔ اِدھر یہ ہوا کہ ابن خازم کے اصحاب اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ موسیٰ کے پاس جمع ہوگئے، اس سے موسیٰ کی قوت بڑھ گئی، اس نے ترکوں پر شب خون مارا اور ان کی لشکرگاہ پر قبضہ کرلیا۔ مسلمانوں میں سے صرف سولھا آدمی

۸۱ھ

کام آئے ۔

موسیٰ کے دو ساتھی: ثابت اور حُریث، کہ قطبۃ الخزاعی کے بیٹے تھے، طرخون سے مدد چاہنے گئے، اس نے مقاتلین کی ایک بڑی جمعیت ساتھ کردی، اس سے موسیٰ پر دونوں کا بڑا اثر ہوگیا اور یہ اس کے لشکر میں سیاہ و سفید کے مالک ہوگئے۔ لوگ اس سے کہنے لگے: "تیرے لیے تو صرف نام رہ گیا ہے، لشکر اور حکومت کے مالک یہی دونوں ہیں"۔

ترمذ والوں میں سے ہیاطلہ اور ترکوں کا ایک گروہ جنگ کرنے نکلا، سخت جنگ ہوئی، مسلمان غالب آئے، اتنے لوگ قتل ہوے کہ موسیٰ نے مقتولوں کے سروں کے دو بڑے کوشک بنوادیئے۔ حجاج کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے کہا: "حمد اللہ ہی کے لیے جس نے مشرکوں کے مقابلے میں منافقوں کی مدد کی"۔

اس جنگ میں حُریث بن قطبہ زخمی ہوا اور مرگیا، لوگوں نے موسیٰ سے کہا: "اللہ نے حریث سے تو ہمیں نجات دیدی، ثابت سے بھی نجات ملے تو زندگی کا مزہ آئے"۔ ثابت تک یہ باتیں پہنچیں، تحقیق کی اور چپ چپاتے وہاں سے نکل گیا، حشورا پہنچا، طرخون سے مدد مانگی، اس نے مردانِ جنگ کی ایک جماعت اس کے پاس بھیجدی، موسیٰ نے پیشقدمی کی اور شہر کی بیرونی آبادی پر قبضہ کرلیا۔ مگر جب سغدی کثرت سے آئے تو وہ ترمذ واپس آیا اور قلعہ گیر ہوگیا، کش و نسف اور بخارا والوں نے اس کی مدد کی، ثابت نے ترمذ کا محاصرہ کرلیا، اس کے ساتھ اسّی ہزار جنگ آزما تھے؛

۱۹ھ موسیٰ ایک چال چلا، ثابت کے لشکر میں ایک شخص قصیر الخزاعی تھا، اس کو کوئی صدمہ پہنچا، موسیٰ نے تعزیت کے بہانے

اس کے پاس یزید بن ہذیل کو بھیجا؛ یزید نے ثابت کو غافل پایا، سر پر تلوار کا ایک وار کیا اور جلدی سے نہر صغانیان میں کود گیا اور بچ نکلا، ثابت سات دن زندہ رہا، جب وہ مرگیا طرخون لشکر کی سرداری پر کھڑا ہوا، موسیٰ نے شب خون مارا، ترک اور عجمی اپنے شہروں کو واپس ہوگئے۔

خراسان والے کہتے تھے: ہم نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جیسا موسیٰ ہے، دو برس اپنے باپ سے جنگ کی اور منہزم ہوا؛ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ترمذ گیا، جنگ کی نوبت آئی تو جنگ کی، مغلوب کیا، اور شہر والوں کو اور ان کے حاکم کو شہر سے نکالدیا؛ پھر ترکوں اور عجمیوں سے جنگیں کیں، شکستیں دیں اور ان پر زور رہا۔

یزید بن مہلب کی برطرفی کے بعد اس کا بھائی مفضل خراسان کا والی ہوا، اس نے عثمان بن مسعود کو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ موسیٰ کے مقابلے پر بھیجا، ترمذ کے قریب ایک جزیرے میں چھاؤنی چھائی۔— اِس جزیرے کو آجکل جزیرۂ عثمان کہتے ہیں— موسیٰ کو تنگ کرنے لگا، طرخون کو مدد کے لیے لکھا، وہ لشکر لے کے آیا، موسیٰ نے اپنے اصحاب سے کہا: میں قتل ہوجاؤں تو شہر مدرک بن مہلب کو تسلیم کردینا مگر عثمان کو قبضہ نہ دینا"۔ جریدہ شہر سے نکلا، ترک اور سُغدی اس کے اور قلعے کے درمیان حائل ہوگئے، گھوڑے نے ٹھوکر لی، موسیٰ گر پڑا، فوراً اُٹھا اور اپنے غلام آزاد خلف کے ساتھ اس کے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور کہنے لگا: "الموت کرِیھٌ" عثمان اس کو دیکھتے ہی جھپٹا، کہا: وثبۃ موسیٰ و رب الکعبہ" لوگ ٹوٹ پڑے، موسیٰ اور خلف ایک ہی گھوڑے پر تھے، دونوں گرے اور قتل ہوگئے۔ اس کے بعد

عثمان نے اس کے ساتھیوں کا قصد کیا اور سب کو قتل کردیا صرف ایک شخص ، رَقِبَۃ بن حَرفانہ زندہ بچا جس کو عثمان نے خالد بن ابی بَرزۃ الاسلمی کو دیدیا ، واصل بن طَیسلۃ العنبری نے موسیٰ کو دفن کیا اور شہر مدرک کے حوالے کردیا ، موسیٰ کا قتل سنہ ۸۵ھ میں ہوا۔

ایک شخص نے مقتول موسیٰ کی ٹانگ کاٹ لی ، قُتَیبَہ نے اپنے زمانۂ ولایت میں اس کو قتل کردیا۔

مُفَضَّل کے بعد حجاج نے قتیبہ بن مسلم الباہلی کو مقرر کیا وہ یہاں آکے اَخرون کے ارادے سے نکلا ، طالقان میں تھا کہ بلخ کا حاکم اسکے پاس آیا اور ساتھ ہوگیا ، دونوں نے نہر عبور کی ، اثنائے عبور میں صغانیان کا بادشاہ سونے کی کنجی اور ہدیے لے کے پہنچا فرمانبرداری کا اقرار کیا اور اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی ؛ یہ اس نے اس لیے کیا کہ اَخرون و شومان کے بادشاہ نے اس کو تنگ کر رکھا تھا اور اسپر تاخت کی تھی ،

۴۲۰ صغانیان کے بادشاہ کی طرح کفیان کا بادشاہ بھی ہدیے اور کنجی لایا ، اطاعت کی اور اپنے علاقے اس کے سپرد کردیئے ،

قتیبہ نے ماوراء النہر پر اپنے بھائی صالح کو قائم مقام کیا اور مَرو کی طرف روانہ ہوگیا۔

صالح نے بلاد فرغانہ میں کاسان و اَورشت فتح کیے ، نصر بن سیار اس کے ساتھ تھا۔ اسی علاقے میں بیعخز اور فرغانہ کا قدیم شہر خشکت فتح کیا۔ بعد کو اَورشت و کاسان والوں نے نقض کیا ، اور ان کو امیر المومنین المنتصر باللہ رحمہ اللہ کے عہد میں نوح بن اسد نے فتح کیا۔

جوزجان کے بادشاہ نے قتیبہ کو صلح کا پیغام بھیجا ، قتیبہ نے اس شرط پر صلح قبول کی کہ وہ خود آئے ، صلح

کے لیے وہ آیا اور واپس جاتے ہوئے طالقان میں فوت ہوگیا۔

قتیبہ نے سنہ ۸۷ھ میں بیکند پر حملہ کیا، (ترکمانوں کا بادشاہ) نیزک اس کے ساتھ تھا، بیکند جاتے ہوئے شہر زم کے پاس نہر عبور کی، یہ بخارا کے قریب ترین شہروں میں لب نہر ایک شہر تھا، یہاں والوں نے غدر کیا، سغدیوں سے مدد مانگی، قتیبہ نے ان سے جنگ کی اور محصور کرلیا، وہ صلح چاہنے لگے، قتیبہ نے ان کو بزور فتح کرلیا۔

ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کہتا ہے: اہل بخارا نے قتیبہ کی مدافعت کی، اس نے کہلا بھیجا کہ مجھے شہر میں آنے دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں" انھوں نے اجازت دیدی، قتیبہ ایک جماعت کو دروازے پر چھوڑ کے شہر میں داخل ہوا اور ان سے کہتا گیا کہ موقع ہو تو دربانوں کو زیر کرکے شہر میں گھس جائیں، اس کے ساتھیوں نے یہی کیا۔ یہاں بہت مال ہاتھ آیا۔

سغدیوں پر اچانک حملہ کیا، نیزک کو طخارستان میں قتل کرکے سولی پر چڑھا دیا، کش و نسف، اور یہی نخشب ہے۔ صلحاً فتح کیے۔

۴۲۱ خارزم کا بادشاہ کمزور تھا، اس کے بھائی خرزاد نے قوت حاصل کرکے اس کو مغلوب کرلیا، بادشاہ نے قتیبہ سے درخواست کی کہ میرے بھائی کے مقابلے میں میری مدد کرو اور مجھے میرے ملک کا بادشاہ بنادو تو میں تمھیں اتنا اتنا مال دوں گا اور کنجیاں تمھارے حوالے کردوں گا"۔

خارزم تین شہر ہیں جن کے گردا گرد خندق ہے، ان میں مدینۃ الفیل بہت مستحکم تھا، علی بن مجاہد کا قول ہے کہ مدینۃ الفیل وہی شہر ہے جسے سمرقند کہتے ہیں، خارزم کے بادشاہ نے اسی شہر میں پناہ لی، کنجیاں اور جتنا مال دینا کیا تھا اس کے

پاس بھیجدیا۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن سلم کو خرزاد کے مقابلے پر بھیجا، عبدالرحمن نے جنگ کی اور اُس کو قتل کر دیا۔ چار ہزار جنگ آزما اسیر کیے، پھر انھیں بھی ڈھیر کر دیا، اور حسب قرارداد خارزم کے بادشاہ کو اس کے ملک پر فرمانروا بنا دیا، اہل ملک نے اس کی بادشاہی ناپسند کی، کہنے لگے: یہ تو کمزور ہے اور اسکو قتل کر ڈالا، قتیبہ نے اس علاقے پر اپنے بھائی صالح کو مقرر کر دیا۔

اگلے وقتوں میں سغدیوں کے بادشاہ سمرقند میں رہتے تھے بعد کو اشتیخن کو مقام بنایا۔ قتیبہ نے سمرقند کا محاصرہ کرلیا۔ اہل شہر نے مقابلے کیے، متعدد جنگیں ہوئیں، سغد کے بادشاہ نے شاش کے بادشاہ سے، کہ طاربند میں رہتا تھا، مدد چاہی، وہ اپنا جنگ آزمودہ لشکر لے کے آیا، مسلمانوں نے سب کا مقابلہ کیا، معرکے کا رَن پڑا، قتیبہ نے ان کو مغلوب کرلیا اور ان کا زور توڑ دیا، غوزک نے صلح چاہی، ۲۲ لاکھ درہم سالیانہ اور شہر میں ادائے صلاۃ پر صلح ہوئی، قتیبہ شہر میں داخل ہوا، غوزک نے اشیائے خورونوش پیش کیں، اس نے کھانا کھا کے نماز پڑھی، شہر میں مسجد بنوائی اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت کو ان کے شہر میں آباد کر دیا۔ ان لوگوں میں مشہور صاحب تفسیر ضحّاک بن مزاحم بھی تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سات لاکھ درہم اور تین دن کی ضیافت پر صلح کی، مگر صلح میں بُت خانے اور آتش کدے داخل نہ تھے۔ قتیبہ نے بتخانوں سے مورتیاں نکالیں، ان پر جو زیور تھے اتار لیے اور بتوں کو جلا دیا، عجمیوں نے کہا: ان میں ایسے ایسے بُت ہیں کہ جس نے اِن کی بیحرمتی کی

مٹ گیا" مگر جب قتیبہ نے اپنے ہاتھ سے ان کو جلایا اور اس کا بال بیکا نہو تو اسی وقت ان میں سے بہت سے مسلمان ہوگئے۔

مختار بن کعب الجعفی نے قتیبہ کے حق میں کہا ہے :۔

دَوَّخَ السُّغْدَ بِالقَبَائِلِ حَتّیٰ ۔۔۔ تَرَکَ السُّغْدَ بِالعَرَاءِ قُعُوداً

اس نے قبائل کو لے کے سغدیوں کو اتنا روندا، ایسا پامال کیا کہ ننگا کرکے بٹھا دیا۔

۴۲۲ ابوعبیدہ اور دوسرے راوی کہتے ہیں : عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو سمرقند والوں کی ایک جماعت نے شکایت کی کہ قتیبہ نے خلاف عہد ہمارے شہر میں عمل دخل کیا اور مسلمانوں کو آباد کردیا"۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے عامل کو لکھا کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کی تحقیق کے لیے ایک قاضی کا تقرر کرو، اگر اس کا فیصلہ یہ ہو کہ مسلمانوں کو شہر سے نکالدیا جائے تو انہیں شہر سے نکالدو"۔ عامل نے اس معاملے کی تحقیق کے لیے جُمیع بن حاضر الباجی کو مقرر کیا، انھوں نے اس شرط پر مسلمانوں کے اخراج کا فیصلہ کیا کہ فریقین برابری کے ساتھ لڑیں۔ سمرقند والے لڑنے پر آمادہ نہوئے، مسلمانوں کو شہر میں رہنے دیا اور وہ ان کے درمیان مقیم رہے۔

الہیثم بن عَدی نے ابن عیاش الہمدانی کے حوالے سے کہا : شاشں کا پورا علاقہ فتح کرکے قتیبہ اسبیجاب تک پہنچ گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسبیجاب کا قلعہ اس سے پہلے فتح ہوچکا تھا بعد کو ترکوں کے ساتھ اہل شاشں کی ایک جماعت متغلب ہوگئی، امیرالمومنین المعتصم باللہ کی خلافت میں نوح بن اسد نے ازسرنو فتح کیا، گرداگرد دیوار بنوائی کہ

ان کے تاکستانوں اور کھیتوں کو محیط تھی۔

ابوعبیدہ معمر بن المثنی کہتا ہے: قتیبہ نے خارزم (صلحاً) اور سمرقند بزور فتح کیا، یہاں والوں نے سعید بن عثمان سے صلح کی تھی اور صلح پر قائم تھے مگر قتیبہ نے لشکرکشی کی اور ان کو فتح کیا۔ بیکند، کش، نسف اور شاش کے علاقے فتح کیے، فرغانہ پر حملہ کیا اور ایک حصہ فتح کرلیا، سغد و اشروسنہ پر تاختیں کیں۔

کہتے ہیں: قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کو حکومت سے محروم کرنا چاہا تھا اور عبدالعزیز بن الولید کی بیعت کے لیے کوشش کی تھی ولید کی موت کے بعد سلیمان حکمراں ہوگیا تو قتیبہ گھبرایا، خطبہ دیا، لوگوں کو خلع کی دعوت دی، کہا: تم پر ہَبَنَّقَۃ العائشی حکمراں ہوا ہے — ہبنقہ یزید بن ثروان کا لقب تھا، وہ اچھی اونٹوں کو کھلاتا پلاتا جو فربہ ہوتے اور کہتا انا لا اصلح ما افسد اللہ (ہم اس کو نہیں سنوارتے جسے اللہ نے بگاڑا ہو) سلیمان کو ہبنقہ اس لیے کہا کہ وہ مالداروں اور خوشحالوں ہی کو نوازتا اور محتاجوں اور غریبوں پر نظر نہ کرتا — کسی نے اس کی دعوت کا کچھ جواب نہ دیا، اسپر قتیبہ نے بنی تمیم کو گالیاں دیں، بے وفائی کا الزام دیا، کہا "تم بنی تمیم نہیں بنی ذمیم ہو" بکر بن وائل کی بھی مذمت کی اور کہا" اسے مسلمہ کے بھائیو اور ازد سے خطاب کیا کہ "تم نے اپنے نیزوں کو چپوؤں سے اور لگاموں کو کشتیوں سے بدل لیا ہے" کہا: میں تمھیں اہل عالیہ نہیں کہتا تم اہل سافلہ ہو، میں تمھیں اسی حیثیت میں رکھوں گا جس حیثیت میں اللہ نے تمھیں رکھا ہے۔ سلیمان نے قتیبہ کو ولایت کا پروانہ بھیجا اور حکم دیا کہ

ان سب کو رہا کردو جنہیں قید کر رکھا ہے، جن کی عطائیں مقرر ہیں انھیں ان کی عطائیں دیدو، اور جنہیں روک رکھا ہے ان سے پابندیاں اٹھالو۔ لوگوں کو پہلے ہی ان باتوں کی خبر ہوچکی تھی۔ سلیمان نے اپنے فرستادے کو حکم دیا کہ پروانے کے مندرجات برسر عام بیان کردے۔ قتیبہ نے کہا: یہ مجھ سے لوگوں کو بگاڑنے کی تدبیر ہے۔ خطبہ دیا اور اس میں کہا: لوگو! سلیمان نے تم پر احسان کیا ہے کہ بچھڑوں کے بازوؤں کا مغز عطا کیا۔ عنقریب تمھیں ایک خوب رو شیرخوار کی بیعت کی دعوت دی جائے گی جس کے جانور بھی ہنوز قربانی کی عمر کو نہیں پہنچے" پھر اس نے معذرت کی کیونکہ لوگ سب وشتم کی وجہ سے بہت برہم تھے، کہا: نہ جانے غصے میں کیا کہہ گزرا، بجز نیکی کے میں نے تمھارے لیے کبھی کوئی ارادہ ہی نہیں کیا"۔ لوگ آپس میں کہنے لگے: اگر اس نے ہمیں جانے دیا تو اپنے ہی ساتھ بھلائی کرے گا ورنہ یہ خود اپنے آپ پر ملامت کرے گا" قتیبہ کو ان باتوں کی خبر ہوئی تو پھر خطبہ دینے کھڑا ہوا، اپنے احسان گنائے، ان کی قلت وفا کی مذمت کی، عجمیوں سے ڈرایا جن پر اس کی بدولت انھیں غلبہ حاصل ہوا تھا مگر انھوں نے ایک نہ مانی اور قتال کی ٹھان لی، الحُضَین بن المنذر سے درخواست کی کہ قتیبہ سے مقابلے پر ان کا سردار بنے، اس نے انکار کیا اور مشورہ دیا کہ وکیع کو سردار بنائیں — بن حسان بن قیس بن ابی سُود ابن کلیب بن عوف بن مالک بن غُدانہ بن یربوح بن حنظلۃ التیمی —— اور کہا: اس کے سوا کوئی اس کام کے لیے موزوں اور قوت والا نہیں ہے۔ وہ جفاکش اعرابی ہے، اپنے قبیلے کا مُطاع ہے اور سب سے

زیادہ یہ کہ بنی تمیم سے ہے؛ قتیبہ بنی الاہتم کو قتل کرچکا ہے، بنی تمیم ان کے خون کا مطالبہ کریں"۔ مصقلہ کے غلام آزاد حیان کے ذریعے لوگوں نے اس سے نامہ و پیام کیا، وکیع نے ان کی دعوت قبول کی، وہ اس کی طرف دوڑے، اس نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا، سب نے بیعت کرلی۔ ان دنوں خراسان میں اہل بصرہ میں سے چالیس ہزار، اہل کوفہ میں سے سات ہزار، موالی میں سے چار ہزار جنگ آزما تھے۔ وکیع بیمار بن کے گھر بیٹھ رہا، قتیبہ اسے کو بلا بھیجتا تو وہ اپنے پیروں اور پنڈلیوں پر مالش کرنے لگتا اور کہتا کہ بیمار ہوں، نقل و حرکت نہیں کرسکتا"۔ قتیبہ اس کو لانے جن لوگوں کو بھیجتا، وہ سب سٹک جاتے اور جاکے وکیع کو خبر کردیتے۔ وکیع نے اپنے ہتیار طلب کیے، ۴۲۴ نیزے پر اپنی ام ولد کی اوڑھنی لپیٹی؛ اسی اثنا میں ایک شخص، جس کو ادریس کہتے تھے، اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابومطرّف! تو ایک کام کا ارادہ کرتا ہے اور اس شخص سے ڈرتا بھی ہے جس نے تجھے امان دے رکھی ہے، یہ عجیب بات ہے"۔ وکیع نے کہا: یہ ادریس ابلیس کا فرستادہ ہے۔ قتیبہ اور مجھے امان دے؟ قسم ہے اب تو اس کا سر ہی میرے پاس لایا جائے گا میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا"۔ اس کے بعد وہ تمکین و وقار کی چال سے اس کے خیمے کی طرف بڑھا، قتیبہ اپنے گھر والوں اور وفاداروں کے درمیان بیٹھا تھا، صالح نے جو ان لوگوں کو آتے دیکھا اپنے چھوکرے سے کہا: جلدی سے میری کمان لا" حملہ آوروں میں سے کسی نے مذاق اڑایا اور کہا: یہ کمان کا دن نہیں ہے"۔ اس پر حملہ آوروں میں کسی نے بخندۂ تحقیر کہا: یہ کمان کا دن نہیں ہے اتنے میں ایک حنفی نے تیر مارا،

صالح کی پسلی ٹوٹ گئی، پچھاڑ کھا کے گرا اور خیمے میں لاتے لاتے مرگیا، قتیبہ سرھانے ہو بیٹھا، عجمی فوج کے سردار حیّان سے کہتا رہا کہ حملہ کر مگر وہ ٹالتا رہا کہ ابھی وقت نہیں آیا، اور جب عجمیوں نے حملہ کردیا تو اپنی قوم کو ندا دی کہ قتیبہ کے لیے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اس نے تمھارے ساتھ کونسا اچھا سلوک کیا ہے" اور مع لشکر بنی تمیم سے جا ملا، پھر سب قتیبہ پر ٹوٹ پڑے، قتیبہ کے ساتھ صرف اس کے بھائی بند تھے یا شاہان سُغد کی اولاد میں سے ایک جماعت تھی جس نے اس کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کیا، ہجوم کرنے والوں نے خیمے اور قبے کی طنابیں کاٹ دیں، عمود اس کے سر پر گرا، اس کی کھنی سر میں پیوست ہوگئی اور وہ آن کی آن میں ٹھنڈا ہوگیا، عبداللہ بن عَلوان نے بڑھ کے اس کا سر کاٹ لیا،

ایک جماعت، جس میں ہشام بن الکلبی بھی ہے، کہتی ہے حملہ آور اس کے خیمے میں گھسے، جَہم بن زَحر الجُعفی نے قتل کیا، سَعد بن مَجد نے مارا، ابن عَلوان نے سر قلم کیا۔

قتیبہ کے ساتھ اس کے بھائی بندوں کی ایک جماعت اور اس کی ام ولد الصماء قتل ہوئی، ان میں صرف ایک شخص ضِرار بن مسلم زندہ بچا، بنی تمیم نے اس کو امان دی تھی، قبیلۂ ازد کے لوگ اس کا سر اور انگوٹھی وکیع کے پاس لائے، وکیع نے سلیط بن عطیۃ الحنفی کے ہاتھ یہ دونوں چیزیں سلیمان کے پاس بھیجدیں۔

ہجوم نے قبیلہ باہلہ کو لوٹنا چاہا، وکیع نے ان کو روکدیا۔ دکیع نے ابومجلز لاحق بن حمید کے نام مرو کی حکومت کا پروانہ لکھا، حمید نے اس کو قبول کیا، مرو کی عملداری کے لوگ اس سے راضی ہوگئے،

قتیبہ اس وقت پچپن برس کا تھا۔

خراسان میں اس کے قتل کے بعد فتنہ رونما ہوگیا، وکیع نے پوری کوشش کی اور فتنے پر قابو پالیا۔ سلیمان نے اسی کو والی مقرر کرنے کا ارادہ کیا، لوگوں نے کہا: وہ تو ایسا آدمی ہے جسے فتنہ ابھارتا اور جماعت گراتی ہے، اس میں نام کو بھی تہذیب اور سیاست نہیں، بالکل گنوار ہے۔" کیفیت اس کی یہ تھی کہ لوگ بیٹھے ہوتے، طشت منگاتا اور وہیں پیشاب کرتا، نو مہینے اس کا دور رہا۔

۴۲۵

یزید بن المہلب ان دنوں عراق میں تھا، سلیمان نے خراسان کی ولایت کا پروانہ اس کو بھیجا، یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو حکم دیا کہ جا کے وکیع سے محاسبہ کرے، مخلد نے اس کو قید کرلیا اور مطالبہ کیا کہ اللہ کا مال دے" وکیع نے اس کا یہ جواب دیا: کیا تو اللہ کا خزانچی ہے"۔

مخلد نے بُتم پر حملہ کیا اور فتح کرلیا، کچھ ہی دن گزرے تھے کہ یہاں والوں نے بغاوت کی، مخلد انھیں برسر بغاوت چھوڑ کے چلا گیا، بُتم والے سمجھے کہ دست بردار ہوگیا، مطمئن ہو بیٹھے، وہ دفعتہً پلٹا اور شہر میں داخل ہوگیا، جہم بن زحر بھی اس کے ساتھ شہر میں داخل ہوا، یہاں بہت سا مال اور سونے کے بُت ہاتھ آئے۔ بُتم والے اب اپنے کو اس کی دوست داری سے منسوب کرتے ہیں۔

ابوعبیدہ مَعمر بن المُثنّیٰ کہتا ہے: لوگ دیکھتے تھے کہ خاقان کا باپ عبداللہ بن عبداللہ بن الاہتم حجاج کو قتیبہ کی چغلیاں لکھ لکھ کے بھیجتا اور خبریں دیا کرتا کہ اس نے اتنی اتنی دولت جمع کرلی ہے۔ عبداللہ مرو پر قتیبہ کا نائب

تھا، قتیبہ جب کسی مہم پر جاتا اسی کو مرو پر اپنا قائم مقام کرتا۔ بخارا اور اس کے متصل علاقوں پر جب اس نے لشکرکشی کی اور عبداللہ کو مرو پر قائم مقام کیا تو بنی الاہتم میں سے بشیر نام ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ تو عبداللہ پر بہت مہربان ہے حال آں کہ وہ مکار اور حاسد ہے، بخوف ... ایک نہ ایک دن ضرور تجھے معزول کرائے گا اور تیری تخریب کے درپے رہے گا۔" قتیبہ نے کہا: تو نے یہ بات اپنے ابن عم سے حسد کی بنا پر کہی ہے۔" بشیر نے کہا: میری بات یاد رکھنا اور جب یہ بات ہو جائے تو میرا عذر قبول کرلینا۔" قتیبہ تو مہم پر روانہ ہوگیا، عبداللہ نے اسکی نسبت حجاج کو بہت کچھ لکھا، حجاج نے اس کا مکتوب اپنے خط کے ساتھ لپیٹ کر قتیبہ کو بھیجدیا، قاصد عبداللہ کے پاس نہ آیا اور مرو کی ڈاک چوکی میں ٹھہرتا آگے بڑھ گیا۔ عبداللہ نے سمجھ لیا کہ اب خیریت نہیں، بھاگ نکلا، ملک شام پہنچا، کچھ دن تو شراب اور کتاں کے کپڑوں کی گٹھڑی کندھے پر رکھے بیچتا پھرا، پھر ایک آنکھ پر ذراسی روئی رکھ کے پٹی باندھ لی، ابو طینہ اپنی کنیت مشہور کی اور تیل بیچنے لگا، ولید بن عبدالملک کی وفات تک اسی طرح اپنے کو چھپائے رہا، جب سلیمان والیٔ امر ہوا تو پٹی کھول پھینکی اور خطبہ دینے کھڑا ہوا، جس میں سلیمان کو تہنیت دی اور حجاج و قتیبہ کی خوب خبر لی؛ ان دونوں نے عبدالعزیز بن الولید کے لیے بیعت کی تھی اور سلیمان کو خلع کیا تھا۔ لوگ یہ کہتے منتشر ہوئے کہ ابوطینہ تیلی تو بڑا بلیغ نکلا۔ ۲۲۶ھ

حجاج کا خط جب قتیبہ کو ملا ابن الاہتم اس کی گرفت سے نکل چکا تھا، وہ اس کے بیٹوں اور بنی اعمام پر

ٹوٹ پڑا، یہ کل نو افراد تھے جن میں ایک شیبہ ابوشیب بھی تھا، بشیر نے کہا: یاد کر میری بات جو تجھسے کہی تھی قتیبہ نے کہا: اے اللہ کے دشمن، تو نے ایک قدم آگے بڑھایا دوسرا پیچھے ہٹایا" اور سب کو قتل کردیا۔

خراسان میں بنی تمیم کے جو لوگ تھے وکیع ان پر افسر تھا، قتیبہ نے افسری سے اس کو برطرف کردیا اور قبیلۂ ضرار الضبی کے کسی سردار کو اس کی جگہ مقرر کیا، پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ قتیبہ نے بنی الاہتم کو قتل کیا، وکیع نے کہا: اللہ مجھے قتل کرے اگر میں اس کو قتل نہ کروں" یہ کہا اور غائب ہوگیا، نہ ظہر کی نماز میں آیا نہ عصر کی نماز میں، جب ملا تو لوگوں نے پوچھا، تو نماز میں کیوں نہیں آیا؛ کہنے لگا: کس طرح اس مالک کی نماز پڑھوں، ہمارے قبیلے کے لوگ قتل کردیئے گئے جن میں بچے بھی تھے اور اس کو غصہ نہ آیا"

ابوعبیدہ نے کہا: قتیبہ نے مدینۃ الفیل پر چڑھائی کی اور فتح کرلیا۔ اس شہر کو امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید فتح کرچکا تھا بعد کو یہاں والوں نے عہد توڑ دیا، یزید نے ان سے جنگ کی مگر ناکام رہا، قتیبہ نے ان کو فتح کیا، کعب الاشقری نے اسی کی نسبت کہا ہے۔

أَعطَتكَ فِيلُ بِأَيدِيهَا وَحَقَّ لَهَا وَرَامَهَا قَبلَكَ الفَجفَاجَةُ الصَّلِفُ

مدینۂ فیل نے اپنے ہاتوں اپنے کو تیرے حوالے کردیا،
یہی اس کو کرنا چاہئے تھا، تجھسے پہلے ایک خودپسند شیخی خورے
نے بھی اس کا قصد کیا تھا — یعنی یزید بن مہلب

کہتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوے تو ماوراء النہر کے بادشاہوں کو نامے لکھے جن میں ان کو اسلام کی دعوت

دی، بعض نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کرلیا۔

خراسان پر ان کا عامل جرّاح بن عبداللہ الحکمی تھا، اس نے یزید کے عمال اور مخلد بن یزید کو گرفتار کرکے قید کردیا، اور ماوراءالنہر کی طرف عبداللہ بن مَعمَرالیشکری کو بھیجا، وہ دشمن کے ملک کو پے سپر کرتا اتنی دور تک چلا گیا کہ الصین (چین) میں داخلے کی ٹھانی، ترکوں نے گھیرا، فدیہ دے کے نجات حاصل کی اور شاشں واپس آگیا۔

خراسان میں جو لوگ اسلام لائے عمر بن عبدالعزیز نے سب کا خراج معاف کردیا، اسلام لانے والوں کے لیے وظیفے مقرر کیے اور سرائیں بنوائیں۔

جرّاح کی نسبت انھیں معلوم ہوا کہ عصبیت سے حکومت کررہا ہے، پھر اس نے اپنی عرضداشت میں لکھا کہ خراسان والے تلوار کے سوا کسی چیز سے درست نہیں ہوسکتے" عمر بن عبدالعزیز کو یہ بات پسند نہ آئی، عمل سے برطرف کردیا، جو کچھ اسپر قرض تھا ادا کردیا اور خراسان کی ولایتِ حرب و خراج تقسیم کردی، ولایتِ حرب پر عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو اور ولایتِ خراج پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کو مقرر کیا۔ ۲۷ھ

جرّاح بن عبداللہ کی عصبیت یہ تھی کہ مختلف وزن کے سونے چاندی کے سکے اپنی مسند کے نیچے رکھ لیتا اور جب اس کے بھائی بند مجلس میں آتے تو جو جس قدر عطا کا اہل ہوتا اتنے ہی سکوں کا اس کو نشانہ بناتا۔

یزید بن عبدالملک نے اپنے عہد میں بلادِ عراق و خراسان کی ولایت پر مَسلَمہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ مَسلَمہ نے اپنی جانب سے اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حارث بن حکم بن ابی العاصی بن امیہ کو

خراسان پر بھیجا، یہی سعید ہے جسے لوگوں نے حذیفہ[1] کا لقب دیا، سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ ماوراء النہر کا کوئی دہقان اس کے پاس آیا، سعید کے جسم پر زرد لباس تھا، بالوں میں تیل تھا اور مانگ نکلی ہوئی تھی، دہقان نے کہا: یہ تو حذیفہ ہے ــــ یعنی دہقانہ

سعید نے ماوراء النہر کے عمل پر سَورَہ بن حُر الحنظلی کو اور پھر اپنے بیٹے کو بھیجا، اس نے اِشتیخَن پر مقام کیا، ترکوں نے یورش کی، جنگ ہوئی جس میں ترک منہزم ہوگئے اور کچھ دنوں کے لیے ان کی غارت گریوں سے لوگوں کو نجات مِل گئی۔ ترک دوبارہ مقابلے پر آئے، اس کو شکست دی اور اس کے ساتھیوں میں سے بہتوں کو قتل کرڈالا۔ اس کے بعد سعید نے اِس علاقے پر نَصر بن سَیّار کو مقرر کیا۔

شاعر نے سعید کی شان میں کہا ہے:

فَأَثْوَاكَ مَشْهُورٌ وَسَيْفُكَ مُغْمَدٌ   فَسِرْتَ اِلَى الاَعْدَاءِ تَلْهُو بِلَعْبَتِرٍ

تو دشمن کے مقابلے پر بھی طاعیت میں مشغول جاتا ہے

تیرا نا نیزہ کھینچا رہتا گر تلوار نیام ہی میں رہتی ہے'

خراسان کے رودار لوگوں نے مسلمہ کے پاس جا کے سعید کی شکایت کی، اس نے سعید کو برطرف کردیا اور سعید بن عمرو الجرشی کو عامل کیا، سعید خراسان پہنچا، لوگوں کے

---

[1] لطائف المعارف: سمرقند والوں نے مسلمہ بن عبدالملک کے عامل خراسان سعید بن عبدالعزیز کو خذینہ سے ملقب کیا۔ نفاست پسند تھا بنا سنورا رہتا اور نزاکت کو نمایاں کرتا۔ سمرقند والوں کی زبان میں شریف، اور مرتبہ والی عورت کو خُذین کہتے ہیں'

طبری نے بھی خُذَینَہ ہی لکھا ہے ــــ ج ۲، ص ۱۲۹۷

سامنے اپنے کاتب کو ولایت کا پروانہ پڑھنے کا حکم دیا، وہ خوش آواز تھا، سعید نے کہا: لوگو! امیر اس سے بری ہے، جو کچھ تم اس لحن میں سن رہے ہو"۔ سغدیوں کو اطاعت کی دعوت دی، اس غرض سے ان کے پاس قاصد بھیجے اور ان کی واپسی تک حملہ و ہجوم سے رکا رہا، قاصد واپس آئے، خبر دی کہ وہ نافرمانی پر اڑے ہوئے ہیں۔ سعید نے ان پر لشکرکشی کی، دس ہزار سے زیادہ سغدی اپنے سردار سے جدا ہو کے سعید کے پاس آگئے اطاعت کی، الجُرَشی نے ان کے بہت سے قلعے فتح کئے اور دشمن کو پوری طرح مطیع کرلیا۔

۴۲۸ یزید بن عبدالملک نے اپنا ولی عہد ہشام بن عبدالملک کو اور اس کے بعد الولید بن یزید کو مقرر کیا تھا۔ جب یزید بن عبدالملک مرگیا اور ہشام فرمانروا ہوا تو عمر بن ہُبَیرَۃ الفزاری کو بلاد عراق کا والی کیا، اس نے الجُرَشی کو خراسان کے عمل سے معزول اور اسکی جگہ مسلم بن سعید کو مقرر کیا، مسلم نے افشین[1] پر لشکرکشی کی، پھر ساٹھ ہزار جانوں پر صلح کرلی اور قلعہ اسی کے حوالے کردیا اور مرو واپس آگیا۔

مسلم نے طخارستان کے علاقے پر نصر بن سیّار کو مقرر کیا، عربوں کی ایک بڑی جماعت نے اس کی مخالفت کی، وہ ان سے دست و گریباں ہو پڑا، پھر دونوں کے درمیان نامہ و پیام ہوئے اور معاملات روبراہ ہوگئے۔

---

[1] مراۃ الزمان: وُلاۃ اشروسنہ افشین کہلاتے تھے جیسے ملوک فارس کسریٰ کے خطاب سے مخاطب کیے جاتے۔

ہشام نے ابن ہبیرہ کو اس عمل سے ہٹا دیا اور خالد بن عبداللہ القسری کو والی کیا، اس نے خراسان پر اپنے بھائی اسد کو مقرر کیا۔ مسلم بن سعید یہ خبر سنتے ہی بھاگ نکلا، فرغانہ پہنچا اور اس کے حصار بند شہر میں مقیم ہوگیا، درخت کاٹے اور کھیتوں کو خراب کیا، ترکوں کے خاقان نے اسپر یلغار کی، نوک دم وہاں سے بھاگا، ایک دن میں تین منزلیں طے کیں، جانور بے دم ہوگئے، ترکوں نے اس کے لشکر کو تلواروں پر رکھ لیا۔ شاعر نے کہا ہے:

غَزَوتَ بِنَا مِن خَشیَةِ العَزْلِ عَاصِیًا فَلَم یَنجُ مِن دُنیَا مُعَنٍ غُرُورُهَا

معزولی کے خوف سے نافرمانی کرکے تو نے ہم سے جنگ کی مگر اس دنیا کے ھلک غرور سے بچ نہ سکا،

اسد سمرقند پہنچا اور اس علاقے کا حسن بن ابی عمرطہ کو عملدار کیا، ترک سمرقند پر چھاپے مارتے اور غارت گری کرتے تھے، حسن نے ہر موقع پر ان کے مقابلے سے گریز کی، ایک دن خطبہ دیا جس میں لوگوں کو ترکوں کے مقابلے کی دعوت دی، آخر میں کہا: خدایا! ان کے آثار مٹا دے ان کو آناً فاناً ملیامیٹ کردے اور ان پر صبر (سختی) نازل کر" اسپر سمرقند والوں نے اس کو گالیاں دیں اور کہا: نہیں، بلکہ اے خدا! ہم پر صَبَر (برف) نازل کر اور ان کے قدم پھسلا دے"

اسد نے جبال نمرود پر حملہ کیا، نمرود نے صلح کرلی اور مسلمان ہوگئے۔

علاقہ ختل کی جانب لشکرکشی کی، بلخ پہنچا، اس کے قصبے کی تعمیر کا حکم دیا اور تمام دفتر اسی میں منتقل کردیے، ختل پر حملہ کیا مگر کچھ بھی فتح نہ کرسکا اور غنیمت بھی ہاتھ نہ آئی،

لوگوں کو تکلیف پہنچی اور بھوکوں مرے۔

نصر بن سیار کے متعلق خبریں پہنچیں، جا کے سزا دی اور قید کر کے مع تین آدمیوں کے جن پر شغب کی تہمت تھی، خالد کے پاس العراق بھیجدیا۔

اس کے بعد اسد نے حکم بن عوانۂ کلبی کو قائم مقام کیا اور خراسان سے واپس چلا گیا۔

ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کے عمل پر مقرر کیا، ایک نبطی کاتب، جس کا نام عُمَیرہ اور کنیت ابوامیہ تھی، اس کے ساتھ تھا، نبطی نے اس کو شرارت کے سبز باغ دکھائے، اس نے وظائف خراسان میں اضافہ کر دیا، زمینداروں کے ساتھ ذلت کا برتاؤ کیا، اہل ماوراءالنہر کو اسلام کی دعوت دی اور حکم دیا کہ جو اسلام قبول کرلے اس سے جزیہ اٹھا لیا جائے، لوگ جلدی جلدی اسلام لانے لگے، خراج میں کمی ہوگئی، اشرس نے یہ دیکھ کر سمجھوتا کرنا چاہا، لوگوں نے یہ بات پسند نہ کی، بدل گئے، ثابت قطنۃ الازدی ان کا سرغنہ بن گیا — قطنہ اس لیے کہا گیا کہ اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی جسپر وہ قطنہ (روئی کا پھل) رکھتا تھا — اشرس نے کسی کو ان کے مقابلے پر بھیجا جس نے ان کی جمعیت منتشر کردی، ثابت کو قید کرلیا پھر کفالت پر رہا کر کے شہر بدر کردیا اور ترکوں نے قتل کر ڈالا۔

۴۲۹

ہشام نے سنہ ۱۱۲ میں جُنید بن عبدالرحمن المُرّی کو خراسان کا والی کیا، ترکوں سے مقابلہ ہوا، انھوں نے بھی جنگ کی، اس نے طلایہ گروہی کو فوج کے دستے ان کے علاقوں میں بھیجے، ایک دستہ خاقان کے بیٹے کو پکڑ لایا، وہ نشے میں شکار کھیل رہا تھا، اس کو ہشام کے پاس بھیجدیا، ترکوں سے

جنگ جاری رکھی یہاں تک کہ ان کا زور توڑ دیا۔ ہشام کو
مدد کے لیے لکھا، اس نے عمرو بن مسلم کو دس ہزار اہل بصرہ
اور عبدالرحمن بن نعیم کو دس ہزار اہل کوفہ کے ساتھ روانہ کیا۔
تیس ہزار نیزے اور تیس ہزار ڈھالیں بھیجیں۔ گزارے مقرر کرنے کا
اختیار بھی اسی کو دیدیا، اس نے پندرہ ہزار اشخاص کے گزارے
مقرر کیے۔

جنید نے بہت سی یادگار جنگیں کیں، برسرِ عمل ہی تھا
کہ مرو میں زندگی آخر ہوگئی، اسی کے زمانے میں بنی ہاشم کے
داعی خراسان میں پھیلے اور ان کا معاملہ قوت پکڑ گیا۔ ہشام نے
اس کے بعد عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی کو والی کیا۔

ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کہتا ہے: نواح طخارستان
کے لوگوں نے شورش کی، جنید نے ان کو فتح کیا، صلح پر
واپس آئے اور مقررہ خراج دینے لگے۔

نصر بن سیار نے مروان بن محمد کے زمانے میں
اشروسنہ پر حملہ کیا تھا مگر قادر نہ ہوسکا۔ امیر المومنین
ابو العباس رحمہ اللہ نے خلافت حاصل کی تو ان کے عامل
اور ان کے جانشینوں کے عامل پیشقدمی کرتے رہے دشمن کے
ملک میں در آئے، فتح کیا، نکث بیعت و نقض عہد کرنے والوں سے
۴۳۰ جنگیں کیں، شرائط صلح وفا نہ کرنے والوں کو جنگ کی دھمکی دے کر
وفائے صلح پر قائم کیا۔

کہتے ہیں: امیر المومنین المامون جب خلیفہ ہوے تو زمانۂ قیام
خراسان میں سُغد و اشروسنہ سے جنگ کرنے اور اہل فرغانہ میں
نقضِ عہد کرنے والوں کے مقابلے پر فوجیں بھیجیں، خراسان سے
جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھا، جنگوں اور غارت گریوں سے
ان کو عاجز کردیا۔ سوارہ فوج کے دستے ان کے علاقوں میں

بھیجنے کے ساتھ خط بھی لکھے جن میں ان کو اسلام اور اطاعت کی دعوت دی، اور بتایا کہ اسلام و اطاعت سے انھیں کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ کابل شاہ کی جانب لشکر بھیجا، اس نے بدونِ جنگ خراج دیا اور اطاعت کا اقرار کیا۔ خراسان سے اس کے ملک تک ڈاک چوکیاں قائم کردی گئیں اور وہاں سے تروتازہ ہڑیں بارگاہ خلافت میں پہنچنے لگیں۔

اشروسنہ کے بادشاہ کاوس نے المامون کے وزیر و کاتب الفضل بن سہل معروف بہ ذوالریاستین کو نامہ لکھا جس میں ادائے خراج کی شرط پر حملوں سے امان اور صلح کی التماس کی، درخواست قبول کی گئی، مگر جب المامون رحمہ اللہ نے مدینۃ السلام کی جانب نہضت کی تو اس نے شرط صلح وفا نہ کی؛ کاوس کا ایک قہرمان تھا، اس کے مزاج میں بڑا دخیل؛ اس نے فضل بن کاؤس سے اپنی بیٹی کی شادی کردی تھی، اس غرض سے کہ اس کے دل میں فضل کی محبت بڑھے فضل کی بہت ثنا و صفت کرتا اور اس کے دوسرے بیٹے حیدر معروف بہ افشین کی مذمت کیا کرتا۔ حیدر کو ایک دن موقع ملا، اشروسنہ کے دارالسلطنت کُنب کے دروازے پر قہرمان کو قتل کردیا اور بھاگ کر ہاشم بن محوز ختلی کے پاس چلا گیا جو اپنے شہر کا حاکم مختار تھا، درخواست کی کہ وہ اس کے باپ کو راضی کرنے کے لیے خط لکھدے۔ کاؤس اپنے قہرمان مراویں کے قتل کے بعد ام جنید کی شادی کرکے فرار ہوچکا تھا، حیدر نے جو یہ خبر سنی اسلام ظاہر کیا اور مدینۃ السلام کی راہ لی، مامون سے ملا، اس کو بتایا کہ اشروسنہ آسانی سے فتح ہوسکتا ہے؛ لوگوں پر جس مہم کا ہول تھا اس نے سہل کرکے بیان کیا اور اشروسنہ پہنچنے کا قریب ترین رستہ بتادیا،

مامون نے اپنے کاتب احمد بن ابی خالد الاحول کو جیش عظیم کے ساتھ اِس مہم پر مقرر کیا، کاؤس نے لشکر کشی کی خبر سنی تو اپنے بیٹے فضل کو ترکوں سے مدد طلب کرنے بھیجا، ترکوں نے جنگ آزمودہ مقاتلین کی ایک بڑی جماعت اسکے ساتھ کردی، احمد بن ابی خالد بلاد اشروسنہ میں داخل اور ان کے دارالسلطنت پر فضل کے ترکوں کے ساتھ پہنچنے سے پہلے قابض ہوگیا۔ کاوس نے دور کے رستے کا اندازہ لگایا تھا، وہ اسی خیال میں تھا کہ حملہ آور قریب کا رستہ نہیں جانتے۔ ملک اس کے ہاتھ سے نکل گیا، دل بیٹھ گیا، مجبوراً اپنے کو تسلیم کیا اور اطاعت کرلی۔ فضل کو اس واقعے کی خبر پہنچی، ترکوں کو وہیں جنگل میں چھوڑا، تیزی سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ امان میں داخل ہوگیا۔ ترک اس جنگل میں پیاسے مرگئے، کاوس نے مدینۃ السلام پہنچ کے اظہار اسلام کیا، مامون نے اسکی بادشاہی برقرار رکھی پھر اس کا بیٹا حیدر پادشاہ ہوا،

مامون اپنے عمال خراسان کو لکھا کرتا کہ ماوراالنہر والوں میں جو اطاعت نہ کریں اور اسلام نہ لائیں ان پر حملے کریں ان کے پاس ایلچی بھیجے، عطا پر راغب ہونے والوں کے نام دیوان میں لکھے اور وظیفے مقرر کیے۔ فہمائش کی کہ اِس علاقے کے باشندوں اور شہزادوں میں جو لوگ عطا اور منصب پر راغب ہوں ان کو مستمال کیا جائے، وہ اس کی بارگاہ میں جاتے تو عزت افزائی کرتا اور انعاموں اور وظیفوں سے خوب نوازتا،

المعتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے بھی یہی روش اختیار کی، یہاں تک کہ اس کے لشکر میں سغد و فرغانہ واشروسنہ

و شاش وغیرہ علاقوں کے بہت سے سردار ہوگئے، ان علاقوں کے رئیس اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے، پورے علاقے پر اسلام غالب ہوگیا اور یہاں والے اپنے ملک سے متصل رہنے والے ترکوں پر حملے کرنے لگے،

عبداللہ بن طاہر نے اپنے بیٹے طاہر کو ترکانِ غزّ کے علاقوں پر حملہ کرنے بھیجا، طاہر نے ان کے ملک میں ایسے مقامات فتح کیے جہاں اس سے پہلے کوئی نہ پہنچ سکا،

مجھ سے العمری نے کہا، ان سے الہیثم بن عدی نے اور ان سے ابن عیاش نے کہ:— ماوراء النہر میں عربوں کو قتیبہ نے آباد کیا یہاں تک کہ فرغانہ اور شاش تک انکو بسادیا۔
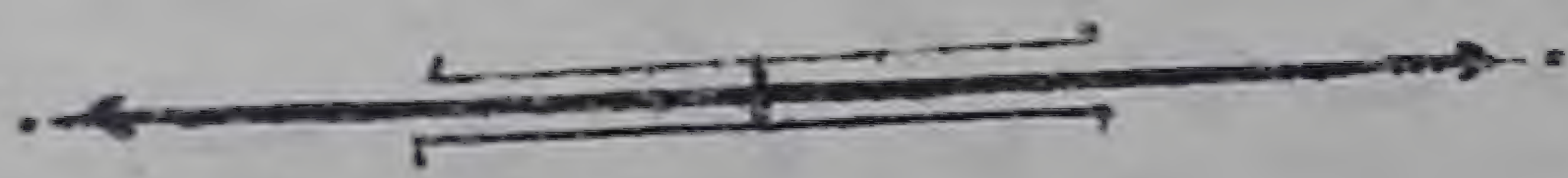
فتوح السند

ہم سے علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف نے کہا :— عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنہ ۱۵ میں عثمان بن ابی العاصی الثقفی کو البحرین و عمان کی ولایت پر مقرر کیا۔ وہ خود تو عمان گئے اور اپنے بھائی الحکم کو البحرین بھیجا۔ ۴۳۲

عمان پہنچ کے انھوں نے ایک دریائی مہم تانہ (تھانہ) کی طرف بھیجی، جب یہ لوگ صحیح سلامت واپس آگئے تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس کی اطلاع دی، انھوں نے لکھا: ثقیف کے بھائی، تو نے کیڑے کو لکڑی پر چڑھایا، قسم ہے اگر وہ لوگ ضائع جاتے تو میں تیری قوم سے اتنے ہی آدمی لے لیتا۔ الحکم نے اپنے بھائی المغیرہ کو خلیج دیبل[1] کی طرف روانہ کیا

---

[1] دریائے سند (مہران) کے مغرب میں لب دریا ایک بڑا تجارتی شہر تھا— اصطخری، ص ۱۷۵۔

صاحب تحفۃ الکرام کے نزدیک دیبل کا موقع وہی ہے جس کے آثار پر لاہری بندر آباد ہوا۔ لاہری بندر کراچی کے ضلع میں سمندر سے بیس میل ادھر سند کی مغربی شاخ پر تھا۔ شاخ کے تنگ ہوجانے کے سبب مدت ہوئی یہ شہر تباہ ہوگیا۔ ابوالفضل اور ابوالقاسم فرشتہ نے دیبل اور تتہ (ٹھٹھہ) کو ایک شہر لکھا ہے، لیکن تتہ بہت بعد کو سلطان علاؤالدین خلجی کے وقت میں آباد ہوا۔ ایک قیاس یہ بھی ہے کہ دیبل اس مقام پر تھا جہاں اب منوڑا کراچی کا منارہ ہے۔

اور خود بَرْدَعہ (بروچ) پر حملہ کیا۔ دشمن سے مقابلہ ہوا اور امیر غالب ہوئے۔

پھر عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے اپنے زمانے میں بلادِ عراق پر عبداللہ بن عامر بن کُرَیز کو مقرر کیا تو انھیں "ثغرالہند" کی طرف دریائی مہم بھیجنے کا حکم دیا، غرض یہ تھی کہ اس ملک کے حالات سے آگاہی حاصل ہو، عبداللہ نے حکیم بن جَبلۃ العدوی کی سرداری میں ایک دستہ سمندر کے رستے روانہ کیا، وہ (بلوچستان اور سندھ کے مشرقی علاقے کو) دیکھ کے واپس آئے، عبداللہ نے انھی کو (حضرت) عثمان کے پاس بھیجدیا کہ جو کچھ دیکھا ہے جا کے سُنادیں، (حضرت) عثمان نے پوچھا: اس ملک کا کیا حال ہے؟ کہا: امیرالمومنین! میں نے اس ملک کو چل۔پھر کے اچھی طرح دیکھ لیا ہے"۔ کہا: مجھ سے اس کی کیفیت بیان کرو۔ حکیم نے کہا: ماؤہا وشلٌ. و ثمرہا دقلٌ و لصہا بطلٌ، ان قل الجیش فیھا ضاعوا و ان کثروا جاعوا (پانی کم، پھل ردی، چور بے باک؛ لشکر کم ہو تو ضائع جائے گا بہت ہو تو بھوکوں مرے گا) کہا: خبر دے رہے ہو یا سَجع کہہ رہے ہو؟ بولے: امیرالمومنین! خبر دے رہا ہوں"۔ یہ سن کے انھوں نے لشکرکشی کا خیال ترک کردیا۔

آخر سنہ ۳۸ یا اوّل سنہ ۳۹ میں حارث بن مُرّۃ العبدی نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت لیکر بحیثیت مطوع سرحد ہند پر حملہ کیا، فتحیاب ہوئے، کثیر غنیمت ہاتھ آئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ان تصریحات کے دیبل کا موقع موجودہ شہر کراچی کے قریب یا زیادہ وسعت دیجیے تو ضلع کراچی میں متعین ہوتا ہے۔

صرف لونڈی غلام ہی اتنے تھے کہ ایک دن میں ایک ہزار تقسیم کیئے گئے۔

حارث اور ان کے اکثر اصحاب ارض قیقان[1] میں کام آئے، صرف چند زندہ بچے، یہ سنہ ۴۲ کا واقعہ ہے۔

قیقان ملک سندھ کے ان شہروں میں سے ایک شہر ہے جو خراسان سے متصل ہیں۔

پھر سنہ ۴۴ میں، کہ معاویہ بن ابی سفیان کا عہد تھا، المُہَلَّب بن ابی صُفرہ نے اس سرحد پر حملہ کیا اور بنہ[2] والاہواز تک جا پہنچے، یہ دونوں شہر ملتان و کابل کے درمیان ہیں۔ دشمن سے مقابلے ہوئے۔

القیقان میں ۱۸ ترک سوار ملے دم بریدہ گھوڑوں پر سوار تھے، دلیری سے لڑے اور کھیت رہے۔ المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "کس چیز نے ان عجمیوں کو ہم سے زیادہ پھرتیلا بنا دیا ہے؟" پھر اس نے اپنے گھوڑے کی دم کاٹ دی، وہ مسلمانوں میں پہلا شخص ہے جس نے گھوڑے کی دم کاٹی

بَنَّہ کے معرکے کی نسبت الازدی نے کہا ہے:

أَلَمْ تَرَأَنَّ الازدَ لیلۃَ بَیَّتُوا ‏ ‏ ‏ ‏ بِلَبنَّۃَ کانُوا خیرَ جَیْشِ المُھَلَّبِ

دیکھا نہیں کہ ازدیوں نے جس رات بنّہ میں شب خون مارا وہی لشکرِ مُہلّب کے بہترین تیغ زن تھے۔

ابن عامر نے معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں

۴۳۴

---

[1] قیقان کی نسبت ایک بیان تو یہ ہے کہ خراسان سے متصل بلاد سند کا ایک شہر ہے، جیساکہ بلاذری کی روایت میں مذکور ہے دوسرا بیان یہ ہے کہ قیقان دریائے سندھ کے بالائی حصے ۔ سیستان ملتان کے درمیان واقع ہے۔

[2] غالباً بنوں

عبداللہ بن سوّار العبدی کو سرحد ہند کا والی کیا ـــ ایک روایت یہ بھی ہے کہ عبداللہ کو خود معاویہ ہی نے والی کیا ـــ قیقان پر حملہ آور ہوئے، جو کچھ غنیمت ملی معاویہ کے پاس لے گئے، قیقانی گھوڑے بطور ہدیہ پیش کیے اور چند روز ان کے پاس ٹھہر کے قیقان واپس آگئے۔ ترکوں نے مقابلے کو لشکر جمع کیے اور ان کو قتل کردیا۔ شاعر نے ان کے وصف میں کہا ہے:

وَابْنُ سَوَّارٍ علی عِلّاتِہٖ مُوقِدُ النّارِ وقتّالُ السَّغَبِ

ابن سوار اپنی کمزوریوں کے باوجود نہایت ہی مہمان نواز اور فاقہ گداز تھا۔

وہ نہایت سخی تھے، سارا لشکر انہی کے مطبخ سے کھانا کھاتا۔ ایک شب لشکر میں کہیں آگ جلتی دیکھی، پوچھا: کیا ہو رہا ہے؟ کہا گیا: ایک زچہ کے لیے کھجور کا حریرہ پکایا جارہا ہے"۔ حکم دیا کہ تین دن سب کے لیے کھجور کا حریرہ پکایا جائے۔

ابن سوار کے بعد، معاویہ بن ابی سفیان ہی کے زمانے میں زیاد بن ابی سفیان نے سِنان بن سلمۃ بن المحبّق الہذلی کو والی کیا۔ سِنان صاحب فضل، نیک، کثیر الاحسان، خدا ترس اور عبادت گزار تھے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے لشکر کو ثابت قدم رکھنے کی غرض سے طلاق کی سوگند دی، مکران بزور فتح کیا، اس میں رہے، شہر کی شان پیدا کی اور پورے علاقے میں نظم قائم کردیا۔ انھوں نے لشکر کو جو قسم دی ایک لشکری نے اس کی نسبت کہا ہے:

رأیتُ ھُذَیلًا اَحدَثَت فی یَمِینِہا طلاقَ نِساءٍ مَا یَسُوقُ لھَا مَھْرا

لَهَانَ عَلَیٰ حِلْفَۃُ ابنُ مُحَبَّقٍ   اِذَا رَفَعَتَا اَعْنَاقُهَا حُلُقًا صُفْرًا

یں نے ہُذیل کو ایک نئی بات کرتے دیکھا کہ بغیر مہر ادا کیے بیویوں پر طلاق کی قسمیں کھا رہے ہیں۔

میرے لیے ابن محبق کی قسم آسان ہو گئی جب ان کے گلوں سے سونے کی ہنسلیاں اتار لی گئیں (کیونکہ میں مہر ادا کر چکا تھا)

ابن الکلبی کہتا ہے: مکران حکیم بن جبلۃ العبدی نے فتح کیا۔ ابن محبق کے بعد زیاد نے راشد بن عمرو الجُدیدی الازدی کو مقرر کیا، وہ مکران آئے، قیقان پر حملہ کیا اور کامیاب ہوا، پھر میدوں[1] سے جنگ کی اور اسی جنگ میں کام آئے۔ راشد کے بعد سنان بن سلمہ نے لوگوں کی سرداری کی اور زیاد نے انھی کو سرحد کا والی مقرر کر دیا۔ وہ دو برس یہاں رہے۔

الاعشیٰ ہمدانی نے مکران کے باب میں کہا ہے:

وَأَنْتَ تَسِیْرُ اِلیٰ مُکْرَانَ   فَقَدْ شَحَطَ الوِرْدُ وَالْمَصْدَرُ

وَلَمْ تَكُ حَاجَتِیْ مُکْرَانُ   وَلَا الْغَزْوُ فِیْهَا وَلَا الْمَتْجَرُ

وَحُدِّثْتُ عَنْهَا وَلَمْ آتِهَا   فَمَا زِلْتُ مِنْ ذِکْرِهَا أَخْزَرُ

بِأَنَّ الْکَثِیْرَ بِهَا جَائِعٌ   وَأَنَّ الْقَلِیْلَ بِهَا مُعْوِرُ

۴۳۴

---

[1] لغت عرب میں ایسے لوگوں کو جو کشتی رانی کے فن میں طاق اور سمندر کے احوال اور رستوں سے خوب آگاہ ہوں، میَد کہتے ہیں۔ سواحل سندھ پر ملتان کے علاقے سے بحر فارس تک بکثرت خانہ بدوش قومیں آباد تھیں ان میں اکثر ملاح اور جہاز راں تھے۔ مقامی حکومتوں کی کمزوری کے باعث بحری ڈاکو بن گئے۔ چھوٹی بڑی مضبوط کشتیوں (بوارج) پر منڈلاتے پھرتے، دریا میں اور ساحلی بستیوں میں لوٹ مار کرتے۔ مید کے لفظ میں ڈاکو کا مفہوم ہندوستان کا عطیہ ہے۔

تو مکران جا رہا ہے تیرے مقام سے یہ منزل کتنی دور ہے،
مکران کی مجھے حاجت نہیں، وہاں تو نہ جنگ ہے نہ تجارت،
مجھ سے اس کا ذکر کیا گیا مگر میں نہیں گیا میں تو اسکی نسبت سننا بھی پسند نہیں کرتا
وہاں کی حالت تو یہ ہے کہ لوگ زیادہ ہوں تو بھوکے
مریں کم ہوں تو ضائع جائیں۔

عباد بن زیاد نے سجستان سے سرحد ہند پر حملہ کیا، سناروذ پہنچے، پھر اطراف کہز (کہن[1]) سے رودبار سجستان اور وہاں سے ہندمند آئے، کِش پر مقام کیا اور بیابان قطع کرکے قندھار پہنچے۔ اہل قندھار نے سخت جنگ کی آخر منہزم ہوئے اور مسلمانوں نے بنقصان قندھار فتح کرلیا۔

عباد نے یہاں والوں کو لمبی لمبی ٹوپیاں پہنے دیکھا، ویسی ہی ٹوپیاں بنوائیں، لوگ ان ٹوپیوں کو العبادیہ کہنے لگے۔

ابن مفرغ نے قندھار کی جنگ کے ذکر میں کہا ہے۔

کم بالجروم وارض الہند من قدم ومن سرابیل قتلیٰ لا ھم قبروا
بقندھار ومن تکتب منیتہ بقندھار یرجم دونہ الخبر

گرم سیر علاقوں (بلوچستان و کابل) اور ارض ہند میں ہمارے
کتنے ہی جانباز قتل ہوئے جنھیں گور گڑھا تک نصیب نہوا۔
یہ قندھار کا قصہ ہے، وہاں کسی کی موت آئی تو پھر
اس کی کوئی خبر نہ ملے گی۔

اس کے بعد زیاد نے ابوالاشعث المنذر بن جارود العبدی کو سرحد ہند کا والی کیا، اس نے (نواح سجستان میں) بوقان

---

[1] بلاذری کے دونوں نسخوں میں "کہز" ہے۔ یاقوت نے سناروز کے بیان میں "کہن" لکھا ہے۔ ابن رستہ نے ہرات سے سجستان کی راہ پر کہن نام ایک مقام کا ذکر کیا ہے کہ سجستان سے چھٹی اور ہرات سے گیارہویں منزل تھا ــــ ص ۱۷۴۔

اور قیقان پر حملے کیے، جن میں مسلمان غالب ہوئے اور غنیمتیں پائیں۔ ابوالاشعث نے اِن علاقوں میں سرایا پھیلا دیے۔

قُصدار[1] والوں نے بغاوت کی، اس علاقے کو سنان فتح کر چکے تھے، ابوالاشعث نے اِن پر لشکر کشی کی، فتح کیا اور ان کو لونڈی غلام بنایا۔ یہ قصدار کی دوسری فتح تھی۔

سِنان نے یہیں وفات پائی، شاعر نے ان کے حق میں کہا ہے:

حَلَّ بِقُصْدَارَ فَأَضْحَى بِهَا ... فِي الْقَبْرِ لَمْ يَغْفُلْ مَعَ الْغَافِلِينَ
لِلّٰهِ قُصْدَارُ وَأَعْنَابُهَا ... أَيَّ فَتًى دُنْيَا أَجَنَّتْ وَدِينَ

وہ قُصدار گیا اور وہیں قبر میں پہنچ گیا، اس نے غفلت شعاروں کے ساتھ کبھی غفلت نہ کی۔

قصدار کیسا اچھا مقام ہے اور اس کے انگور کیسے اچھے ہیں، دین اور دنیا نے دین اور دنیا کے کیسے اچھے جوان کو چھین لیا۔

ابوالاشعث کے بعد ابن حَرّی الباہلی کو والی کیا، اللہ نے اس کے ہاتھ پر اس ملک کے بلاد فتح کیے، ابن حرّی نے شدید جنگیں کیں اور ہر جنگ میں فاتح و غانم رہے۔

۴۲۵ ایک جماعت کہتی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے اِس ناحیہ پر سِنان بن سَلَمہ کو والی کیا اور حَرّی اس کے سرایا پر تھا۔

---

[1] ملتان سے بیس منزل پر ایک شہر تھا (اصطخری، ص ۱۷۸) بشاری نے اس کا موقع ساحل پر مکران کی بندرگاہ تیز سے مکران کے طول میں بارہ منزل پر بتایا ہے (ابوالفدا، ص ۳۴۵) ابن حوقل کہتا ہے: قزدار ایک شہر ہے جس کے ساتھ چند قصبے اور دیہات ہیں۔

ابن حرّی کے حق میں ایک کہنے والے نے کہا ہے:

وَلَا طِعَانِی بِالبُوقَانِ مَا رَجَعَتْ مِنْہ سَلِیْباً ابْنَ حَرّیّ بِأَسْلَابِ

اگر میں بوقان میں نیزہ بازی نہ کرتا تو ابن حری کے سریہ مقتولوں کا مال نہ لاتے۔

بوقان والے اب مسلمان ہیں۔

عمران بن موسی بن یحیٰی بن خالد برکی نے المعتصم باللہ کی خلافت میں یہاں ایک شہر بسایا اور البیضاء اس کا نام رکھا۔

الحجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل الثقفی نے، جب وہ بلاد عراق کا والی ہوا، سعید بن اسلم بن زرعۃ الکلابی کو مکران اور اس کی سرحد کا والی کیا، حارث علافی کے بیٹوں ـــــ معاویہ اور محمد نے اپنے قبیلے کو لے کے سعید پر خروج کیا اور اس کو قتل کرکے سرحد پر متغلب ہو گئے۔ الحجاج نے مجاعہ بن سعر التمیمی کو بھیجا، وہ یہاں آیا، حملے کیے، غنیمتیں پائیں اور قندابیل کے اطراف و جوانب فتح کیے۔ مجاعہ سال بھر بعد مکران میں فوت ہوگیا (ایک روایت یہ ہے کہ اس کو بھی علافیوں نے قتل کردیا)

علاف کا نام ربّان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا اور وہ ابوجرم کنیت کرتا تھا۔

یہ سرحد پوری طرح محمد بن القاسم کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

شاعر نے مجاعہ کے حق میں کہا ہے:

مَا مِنْ مَشَاہِدِکَ الَّتِی شَاہَدْتَہَا اِلَّا یَزِیْنُکَ ذِکْرُہَا مُجَّاعَا

اے مجاعہ تو جتنے معرکوں میں شریک ہوا ان کی یاد کو تجھی سے زینت ہے۔

مُجاعہ کے بعد الحجاج نے مکران پر محمد بن ہارون بن ذراع النمری کو مقرر کیا۔

اس کے زمانہ ولایت میں جزیرہ یاقوت (مالدیپ) کے راجہ نے اس غرض سے کہ والیٔ عراق کی جناب میں تقرب حاصل کرے اپنے ملک کی مسلمان عورتوں کو ایک کشتی میں سوار کر کے عراق روانہ کیا۔ یہ عورتیں اس کے ملک میں پیدا ہوئی تھیں اور ان عربوں کی اولاد تھیں جو اس کے ملک میں تجارت کرتے تھے اور فوت ہوگئے تھے۔ دیبل کے قریب میدون کی ایک جماعت نے کشتی پر چھاپا مارا، یہ لوگ بوارج (چھوٹی بڑی جنگی کشتیوں) پر سوار تھے، عورتوں کو پکڑ لیا اور کشتی میں جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ ان عورتوں میں سے ایک یربوعیہ نے حجاج کی دہائی دی، یہ خبر حجاج کو پہنچی، سنتے ہی کہا: یالبیک اور سندھ کے راجہ داہر کو لکھ بھیجا کہ ان عورتوں کی رستگاری کی سبیل کرے۔ داہر نے جواب دیا کہ ان کو قزاقوں نے پکڑا ہے جو میری دسترس سے باہر ہیں۔ حجاج نے عبیداللہ بن نبہان کی سرداری میں دیبل پر لشکر بھیجا، عبیداللہ نے حملہ کیا، کام آئے اور مہم ناکام رہی پھر بدیل بن طہفۃ البجلی کو حکم بھیجا کہ دیبل پر حملہ کریں، وہ اُس وقت عمان میں تھے، حکم پاتے ہی روانہ ہوئے، عین معرکے میں گھوڑا اکھڑا اور دشمن کی صفوں میں بے گھسا، بدیل قتل ہوئے اور مہم ناکام رہی ــــ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کو میدون نے مذہب جاٹوں نے قتل کیا۔

یہاں کی عورتوں کے حُسن کی بنا پر اس جزیرے کو جزیرۂ یاقوت کہتے ہیں۔

بدیل کے بعد حجاج نے بزمانۂ ولید بن عبدالملک محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو اس مہم کا والی کیا۔ محمد کو اس سے پہلے فارس پر مقرر کیا تھا، ابوالاسود جہم

بن زحر الجعفی ان کے مقدمے پر تھے، حجاج نے محمد کو ناحیۂ رے پر لشکر کشی کا حکم دیا تھا۔ جب بدیل کا یہ قصّہ ہوا تو یہ حکم منسوخ کردیا، سندھ کی ولایت کا پروانہ بھیجا اور لکھا کہ ایک لشکر (خشکی کی راہ سے) روانہ کیا جارہا ہے اس کے پہنچنے تک شیراز میں ٹھہرو۔

محمد کے زیر علم جنگ کرنے کے لیے چھ ہزار مردانِ کار شامی لشکر سے اور بکثرت دوسرے لشکروں سے انتخاب کیے۔ اس اہتمام سے لشکر کا سروسامان کیا کہ اہل لشکر کو جن جن چیزوں کی احتیاج ہوسکتی تھی، سب مہیّا کریں؛ سوئی تاگا بھی ان کی نظر سے نہ چھوٹا۔ دھنکی ہوئی روئی سرکہ میں بھگو کے سایہ میں خشک کی، لشکر والوں سے کہا: سندھ میں تمھیں سرکہ نہیں ملے گا، اس کو پانی میں بھگو کے جوش دینا اور چھان کر استعمال کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ترکیب اس وقت کی جب محمد نے سرکہ نہ ملنے کی شکایت لکھی تھی۱۔

کمک جب آگئی تو شیراز سے کوچ کیا، مکران پہنچے، جہم بن زحر ساتھ تھے، مکران میں چند روز (اور بقول یعقوبی مہینا بھر) ٹھہرے۔ پھر قنزبور۲ آئے، یہ پہلا مقام ہے جو اس علاقے میں فتح کیا، دوسرا مقام ارمائیل ہے جو اس لشکر کشی کی ذیل میں فتح ہوا۔ ارمائیل سے دیبل جارہے تھے کہ محمد بن ہارون بن ذراع نے وفات پائی، یہ ان لوگوں میں تھے جو محمد کے زیر علم ضم کیے گئے تھے، قنبیل میں ان کو دفن کیا اور جمعہ کو دیبل پر چھاؤنی پچھائی۔ یہاں پہنچنے کے بعد وہ جہاز بھی آگئے جن میں

۱ہندوالے چاول کا سرکہ بناتے تھے، چاول کے پانی کو سڑاتے اور پکالیتے؛ عربوں کو یہ سرکہ کیسے پسند آتا، انھوں نے اپنے ملک سے منگایا۔

۲ مکران کا سب سے بڑا شہر تھا، ابن حوقل نے اسی کو فنجبور لکھا ہے۔

رسد، اسلحہ اور پیادہ فوج تھی۔ لشکر کو مناسب مقام پر اُتارا
اور خندق کھودنے کا حکم دیا۔ ہر حصہ لشکر کے لیے ایک علم مقرر ۲۲۷
کیا، خندق کے کنارے نیزے پیوست کرکے ان میں علم
باندھے، اور حکم دیا کہ لوگ اپنے پرچموں کی حدوں میں اتریں۔
سنگ باری کے لیے 'عروس' نام منجنیق نصب کی، پانسو آدمی
اس پر کام کرتے تھے۔

دیبل میں ایک باعظمت 'بدّ' تھا، اس کے منارے پر
کشتی کے سکان کی مانند ایک شہتیر میں سرخ جھنڈا تھا، جب
ہوا چلتی جھنڈا شہر پر لہراتا اور چکر کھاتا۔

یہ شہر اسی 'بدّ' کی وجہ سے مشہور تھا۔ جیسا کہ بیان
ہوا ہے یہ بدّ خانہ ایک بلند منارہ تھا، ایسے منارے وہ لوگ
اپنے صنم یا اصنام کے لیے بناتے ہیں۔ بدّ کبھی منارے کے
اندر بھی ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر شے جس کی بہ طریق
عبادت عظمت کی جائے، بدّ ہے اور صنم بھی بدّ ہے۔

محمد ہر بات کی اطلاع حجاج کو دیتے کہ ان کی رائے
کے مطابق عمل کریں۔ محمد کے خط حجاج کے پاس اور حجاج
کے خط محمد کے پاس تیسرے دن پہنچ جاتے۔

حجاج نے لکھا کہ عروس اس طرح نصب کرو کہ اس کا
قائمہ کوتاہ ہو اور وہ جانب شرقی سے متصل رہے؛ اور اس کے
عامل کو حکم دو کہ پرچم کے سکان کو، جس کا تم نے ذکر کیا ہے،
ہدف بنا کے سنگ باری کرے۔ محمد نے یہی کیا۔ سکان ایک ہی
گولے میں ٹوٹ گیا۔ کافروں پر جھنڈے کا گرنا بہت گراں
گزرا، لڑنے کو نکلے، مسلمان بھی ان کی طرف بڑھے، کافر منہزم
ہوئے اور شہر میں گھس گئے، محمد نے سیڑھیاں لگانے کا حکم دیا،
سیڑھیاں لگائی گئیں، پہلا شخص جو شہر پناہ پر پہنچا وہ کوفیوں میں سے

قبیلہ مراد کا تھا۔ مسلمانوں نے شہر بزور فتح کر لیا، قابل جنگ
مردوں کو قتل کیا، یہ سلسلہ تین دن جاری رہا، داہر کا عامل
بھاگ نکلا، بُدّ کے پجاری اور بھکشو قتل ہوئے۔ محمد نے پیمایش
کر کے زمین کے قطعات مسلمانوں میں تقسیم کیے، مسجد بنوائی
اور چار ہزار مسلمانوں کو یہاں آباد کیا۔

مجھ سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا کہ آلِ خالد بن اُسید
کے غلام آزاد منصور بن حاتم نحوی نے کہا: میں نے بُدّ کے
منارے کا ٹوٹا ہوا سُکّان دیکھا ہے۔

المعتصم باللہ رحمۃ اللہ نے عَنبسہ بن اسحٰق الضّبّی کو سِندھ پر
بھیجا (وہ جب یہاں آیا بُدّخانہ بے چراغ تھا) اس نے منارے
کے زیریں حصے کو محبس کے لیے استعمال کیا اور بالائی حصے کو
ڈھا کر اس کے پتھروں سے شہر کی مرمت کرائی۔ مگر یہ کام
انجام کو نہ پہنچا تھا کہ وہ برطرف کر دیا گیا، اس کی جگہ سِندھ کا
والی ہارون بن ابی خالد المَروزی ہوا، وہ تھوڑے ہی دن برسرِعمل
رہنے پایا تھا کہ لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔

کہتے ہیں: محمد جب البیرون[1] پہنچے تو اہل شہر استقبال کو
نکلے اور رسد پیش کی، وہ اپنے سمنیوں کو حجاج کے پاس بھیج کر
مصالحت کر چکے تھے محمد کو اپنے ساتھ شہر میں لائے اور ۴۳۸
صلح کی پابندی کی۔

محمد جس راستے سے گزرے بے فتح کیے آگے نہ بڑھے،
یہاں تک کہ مہران کے قریب تر علاقے میں ایک نہر عبور کی،
سربیدس کا سُمنی ان کے پاس آیا اور باشندوں کی جانب سے

[1] دیبل اور منصورہ کے درمیان، دیبل سے چار مرحلے اور منصورہ
سے ۱۵ فرسخ پر، دریا کے قریب ایک شہر تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ موجودہ شہر
حیدرآباد (سندھ) اسی مقام پر آباد ہے۔

صلح کرلی، محمد نے ان پر خراج مقرر کیا، سُہبان پہنچے اور اس کو فتح کرکے عبور مہران کے ارادے سے درمیانی علاقے میں جا اترے۔ داہر یہ خبر سن کے محاربے کو مستعد ہوا۔

محمد خود تو عبور کی تدبیر کرنے یہیں ٹھہر گئے اور محمد بن مصعب بن عبدالرحمٰن کو خیل و حمارات دے کر (غربی مہران میں) سدوسان بھیجا، یہ جب وہاں پہنچے باشندوں نے امان چاہی، ان کے سُمنی نے جانبین کے درمیان صلح کی پیامبری کی۔ ابن مُصعب نے ان کی درخواست قبول کی، خراج مقرر کیا، پابند عہد رہنے کی ضمانت لی، اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو ان پر عامل کیا اور چار ہزار جاٹوں کو ساتھ لیکر محمد بن قاسم کے پاس واپس آگئے۔

ادھر محمد نے عبور کا موقع ڈھونڈ نکالا قصّہ (کچھ) کے راجہ راسل کی عملداری سے متصل (مشرقی کنارے پر) کشتیوں کا پُل باندھ کے داہر کی عملداری میں داخل ہو گئے، داہر کے نزدیک اس مقام کی کچھ اہمیت نہ تھی، وہ اس طرف سے غافل تھا۔ محمد جب اس کے عمل میں داخل ہو گئے تو اس کو خبر ہوئی، ٹھاکروں کو لے کے جنگ کرنے نکلا، داہر اور تمام ٹھاکر ہاتیوں پر سوار تھے، ٹھاکروں نے اس کے گرد حلقہ سا باندھ لیا تھا۔ ایسے معرکے کا رن پڑا کہ سننے میں نہیں آیا، اپنی فوج کو دبتا دیکھ کر داہر ہاتی سے اتر پڑا اور پیادہ ہوکے لڑا مگر شام ہوتے کھیت رہا۔ مشرک بھاگ نکلے، مسلمانوں نے جس طرح چاہا ان کو قتل کیا۔

بروایت مدائنی داہر کو بنی کلاب میں سے کسی نے قتل کیا، وہ اپنے فخریہ میں کہتا ہے:

اَلْخَیْلُ تَشْهَدُ یَوْمَ دَاهِرَ وَالْقَنَا	وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ
اَنِّی فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَیْرَ مُعَرِّدٍ	حَتّٰی عَلَوْتُ عَظِیْمَهُمْ بِمُهَنَّدِ
فَتَرَکْتُهُ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلًا	مُتَعَفِّرَ الْخَدَّیْنِ غَیْرَ مُوَسَّدِ

گھوڑے گواہ ہیں، نیزہ گواہ ہے اور خود محمد بن قاسم
ابن محمد، کہ میں نے داہر کے ساتھ کیا کیا۔
دشمن کی صفیں چیرتا ہوا ان کے سردار تک پہنچا اور
شمشیر براں اس کے سر پر علم کی،
اور اس حال میں چھوڑا کہ اس کے رخسار خاک و خون
میں آلودہ تھے اور اس کی لاش بے تکیہ و بستر تھی۔

مجھ سے منصور بن حاتم نے بیان کیا کہ داہر اور اس کے قاتل کی تصویریں بَرُوَص (بروچ) میں ہیں۔ بُدَیل بن طہفہ کی شبیہ شہر قند میں اور اس کی قبر دُبَیل میں ہے۔

مجھ سے علی بن محمد المدائنی نے اور ان سے ابو محمد الہندی نے اور ان سے ابو الفرج نے بیان کیا کہ: — داہر کے قتل کے بعد محمد بن قاسم بلاد سند پر غالب ہو گئے۔

ابن الکلبی کی روایت میں ہے کہ داہر کو قبیلۂ طے کے قاسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حصین نے قتل کیا۔ ۹۳ھ

کہتے ہیں: محمد بن قاسم نے 'راور' بزور فتح کیا۔ یہاں داہر کی ایک بیوی تھی۔ اس نے گرفتاری کے خوف سے اپنے مال متاع میں آگ لگائی اور اپنی سہیلیوں اور باندیوں کو لے کر جل گئی۔

محمد بن قاسم برہمناباد کی قدیم بستی میں پہنچے، اسی شہر سے دو فرسخ کے فاصلے پر بعد کو المنصورہ بسایا گیا، یہاں دشمن جمع تھا۔ برہمناباد میں داہر کی منہزم فوج جمع ہو گئی تھی، محمد نے جنگ کی اور شہر بزور فتح کرلیا، آٹھ ہزار اور بقول بعض ۲۶ ہزار مقاتل کھیت رہے۔ برہمناباد ان دنوں ویران ہے برہمناباد میں عامل مقرر کر کے محمد نے الرور و بغرور کی جانب کوچ کیا۔

الرور[1] جا رہے تھے کہ رستے میں ساونڈری کے باشندے ملے، امان اور صلح چاہی، محمد نے اِس شرط پر ان کو امان عطا کر دی کہ جو مسلمان ان کے پاس سے گزریں ان کی ضیافت کا انتظام کریں اور انھیں رستہ بتادیں۔ اب یہ لوگ مسلمان ہیں۔

اِس راہ میں دوسرا مقام بَسْمَد[2] تھا، اس کے باشندوں نے بھی ویسی ہی صلح کرلی جیسی صلح ساونڈری کے باشندوں نے کی تھی۔

بَسْمَد سے الرور (الور) پہنچے، یہ شہر پہاڑی پر تھا اور سند کے بڑے اور حاکم نشین شہروں میں سے تھا کئی مہینے محاصرہ کئے رہے، آخر شہر والوں نے اس شرط پر صلح کرلی کہ باشندے قتل نہ کیے جائیں اور "بُد" سے تعرض نہ کیا جائے۔ محمد نے شرط قبول کی، خراج مقرر کیا، مسلمانوں کے لیے مسجد بنوائی اور کہا: "بُد" ویسا ہی تو ہے جیسے یہود و نصاریٰ کے کنیسے اور مجوس کے آتشکدے"

الرور سے کوچ کرکے السکہ پہنچے، یہ نہر بیاس کے قریب تر علاقے میں ایک شہر تھا، اب ویران ہے، بیاس کو عبور کیا اور ملتان پر خیمہ زن ہوئے، اہل شہر سے جنگ کی، زائدہ بن عمیر الطائی نے خوب داد شجاعت دی، مشرکوں نے منہزم ہو کے شہر میں پناہ لی، محمد نے محاصرہ کرلیا، محاصرے نے طول کھینچا، مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا اور یہ نوبت پہنچی کہ گدھے ذبح کرکے کھائے، اسی

---

[1] الور، مہران کے کنارے ملتان سے پانچ دن کی مسافت پر ایک شہر تھا، وسعت میں ملتان کے لگ بھگ، دو دیواروں سے اس کو محفوظ کیا گیا تھا۔

[2] ملتان سے دو دن کی مسافت پر، ـــــ اصطخری ۱۷۹ -

اثنا میں ایک مستامن آیا، اس نے ایک مدخل آب کا پتا دیا کہ شہر والے اسی کا پانی پیتے تھے، یہ ایک تالاب تھا جس میں نہر بشمد کا پانی جمع ہوتا تھا۔ ملتان والوں کی زبان میں اس کے لیے جو لفظ تھا عربی میں اس کو "بلاح" کہتے ہیں، مسلمانوں نے اس کو بند کر دیا، شہر والوں کو جب پیاس کی تکلیف ہوئی تو حکم پر اتر آئے، محمد نے قابل جنگ مردوں کو قتل کیا، بچوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا "بدّ" کے چھ ہزار پجاریوں کی جاں بخشی کی اور ان کو بھی غلام بنا لیا۔ یہاں سونے کی کثیر مقدار ہاتھ آئی، "بدّ خانے" میں دس گز سے آٹھ گز کا ایک حجرہ تھا جس میں "بدّ" کے چڑھاوے جمع کیے جاتے، حجرہ چاروں طرف سے بند تھا، چھت میں ایک بڑا سا روزن تھا جس سے چڑھاوے اس میں ڈالے جاتے تھے۔ اسی حجرے کی وجہ سے ملتان کو "فرج بیت الذہب" کہنے لگے، —— فرج کے معنے سرحد کے بھی ہیں۔ ۴۴۰

ملتان کا "بدّ" ایک ایسا "بدّ" تھا جس کے لیے اموال ہدیہ کیے جاتے اور اس پر نذریں چڑھائی جاتیں۔ سندھ والے اس کی بڑی عظمت کرتے۔ زیارت کو آتے اور داڑھیاں اور سر منڈا کے اس کا طواف کرتے۔

لوگوں کا گمان ہے کہ یہ بت ایوب علیہ السّلام کا مجسمہ ہے۔

کہتے ہیں: حجاج نے مہم کے مصارف اور غنائم کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ ۶ کروڑ خرچ ہوئے اور ۱۲ کروڑ حاصل ہوئے، کہا: ہم نے اپنے خون کا بدلا پالیا، جو کچھ خرچ کیا اس پر ۶ کروڑ درہم مزید ہاتھ آئے اور داہر کا سر ملا۔

حجاج کی موت کے بعد محمد ملتان سے الرور و بغرور واپس آگئے، یہ دونوں شہر وہ پہلے ہی فتح کر چکے تھے،

یہاں والوں کو عطیے دیئے۔
اس کے بعد بیلمان (نیلما) کی طرف کسی کو بھیجا، یہاں والوں نے بے لڑے اطاعت پیش کی، یہاں سے یہ لشکر سرست گیا، اہل سرست نے بھی بغیر جنگ اطاعت کرلی، سرست کے باشندے مید ہیں اور سمندروں میں ڈاکے ڈالتے ہیں، آجکل یہ لوگ اہل بصرہ سے برسرپیکار ہیں۔
محمد نے الکیرج پر لشکرکشی کی، دوہر مقابلے کو نکلا مگر شکست کھاکے بھاگا،۔۔۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قتل ہوا، اہل شہر حکم پر اتر آئے، قابل جنگ مرد قتل کئے گئے، عورتوں بچوں اور بڈھوں کو لونڈی غلام بنالیا۔
شاعر نے کہا ہے۔

نَحْنُ قَتَلْنَا داهِرًا و دُوْهرًا وَالْخَيْلُ تَرْدِي مَنْسِرًا فَمَنْسِرًا

داہر اور دوہر کو ہمیں نے قتل کیا، سواروں کے بڑے بڑے جتھے تو چکر ہی کاٹتے رہے۔

ولید بن عبدالملک کی موت کے بعد سلیمان بن عبدالملک والی امر ہوا، اس نے صالح بن عبدالرحمٰن کو ولایت عراق کا عامل خراج اور یزید بن ابی کبشۃ السکسکی کو سند کا عہدردار کیا۔ یزید نے محمد اور معاویہ بن مہلب کو قید کیا اور صالح کے پاس بھیجدیا۔ محمد نے متمثلاً کہا ہے:

أَضَاعُونِي وَأَيَّ فَتًى أَضَاعُوا لِيَوْمِ كَرِيهَةٍ وَسِدَادِ ثَغْرِ

انھوں نے مجھے ضائع کردیا جوان بھی ایسا کہ مرد نبرد اور سرحد کا محافظ تھا۔

ہند والوں نے محمد کے جانے کا بہت غم کیا، اس کے لئے روے اور الکیرج میں اس کی شبیہ بناکے رکھی۔
صالح نے اس کو واسط میں قید کردیا، محمد نے کہا ہے:

لہ موجودہ ریاست پالن پور کے متصل، سندھ اور گجرات کے درمیان،

فلئن ثویت بواسطٍ وبارضِها رَهنَ الحدیدِ مُکبّلاً مغلولا
فلرُبّ فتیۃِ فارسٍ قد رُعتُہا ولرُبّ قِرنٍ قد ترکتُ قتیلا

اگر واسط میں مجھے قید کردیا، زنجیروں میں باندھ کے بیکار کردیا تو کیا ہوا؟
میں ہی تو ہوں جس نے جوانانِ شہسوار کو خاک بسر اور بانکے سرافرازوں کو قتل کیا۔

یہ بیتیں بھی اسی کی ہیں:

لو کنتُ اجمعتُ القرارَ لوُطِئَتْ اناثٌ اُعِدّتْ للوغیٰ وذکورُ
وما دَخلَتْ خیلُ السّکاسِکِ ارضَنا ولا کانَ مِن عَکٍّ علیّ امیرُ
ولا کنتُ للعبدِ المَزُونی تابعاً فیالکَ دہرٌ بالکرامِ عثورُ

ذرا بھی موقع ملتا تو جنگ کے لئے گھوڑے اور گھوڑیاں فراہم ہوجاتیں،
نہ سکسکوں کے گھوڑے ہمارے علاقے میں داخل ہو سکتے
نہ عک میں سے کوئی مجھ پر امیر ہوتا،
اور میں ایک ادنیٰ غلام کا تابع ہوتا، اے زمانے! تجھ پر افسوس، تو شریفوں کے حق میں بڑا ہی خائن ہے!

صالح کا بھائی آدم خارجی تھا، حجاج نے اس کو قتل کیا تھا، محمد کو آلِ ابی عقیل کے حوالے کردیا، انھوں نے بڑی تکلیفیں دیں، بہت زدوکوب کیا یہاں تک کہ وہ مرگیا۔

حمزہ بن بیض حنفی نے محمد بن قاسم کے حق میں کہا ہے:

اِنّ المروّۃَ والسّماحۃَ والنّدیٰ لمحمّدِ بنِ القاسمِ بنِ محمّدِ
ساسَ الجیوشَ لسبعَ عشرۃَ حجّۃً یا قُربَ ذلکَ سُودَداً من مولدِ

مروت اور سماحت، فضل اور خیر محمد بن قاسم بن محمد کا حصہ ہیں،
اس نے سترہ برس کی عمر میں لشکروں کی سرداری کی،

اتنا بڑا کام اس کی پیدائش سے کس قدر قریب ہے!
کسی دوسرے نے کہا ہے:

سَاسَ الرِّجَالَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً   وَلِدَاتُہٗ عَنْ ذَاكَ فِي اشْغَالِ

اس نے سترہ برس کی عمر میں مردانِ کارزار کی سرداری
کی حال آنکہ اس کے ہم عمر دوسرے ہی شغلوں میں تھے۔

یزید بن ابی کبشہ سند پہنچا اور اٹھارہ دن بعد مرگیا۔
سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سند
کا والیٔ حرب کیا، وہ یہاں آیا، ہند کے راجہ اپنے اپنے
ملکوں کو واپس جاچکے تھے اور داہر کا بیٹا جیسیہ برہمناباد پر
متصرف ہوگیا تھا۔ حبیب مہران کے کنارے اترے، الرور کے
باشندوں نے اطاعت کی، ایک قوم نے جنگ کی حبیب نے
اس کو زیر کرلیا۔

سلیمان بن عبدالملک کے بعد عمر بن عبدالعزیز خلیفہ
ہوئے، انھوں نے اس ملک کے بعض فرمانرواؤں کو خط لکھے
جن میں ان کو اسلام اور اطاعت کی دعوت دی اور لکھا کہ
(اسلام قبول کرلوگے تو) تمھاری بادشاہی سے تعرض
نہیں کیا جائے گا، تمھارے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے
ہیں اور وہی فرائض ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں؛ اہل ہند
کو ان کی سیرت اور مذہب کا حال معلوم ہوچکا تھا، جیسیہ
اور دوسرے رجواڑوں نے اسلام قبول کرلیا اور عربوں کے
سے اپنے نام رکھے۔

۴۴۲

عمرو بن اسلم الباہلی نے، کہ سند کی ولایت پر عمر
ابن عبدالعزیز کی جانب سے عامل تھے، بلاد ہند کے بعض
حصوں پر حملہ کیا اور ظفرمند ہوئے۔
یزید بن عبدالملک کے زمانے میں آل مہلب اور

ان کے ساتھی جہازوں پر سوار ہو کے سندھ چلے آئے، (مسلمہ نے) قبیلۂ تمیم کے ہلال بن احوز کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا، اس نے قندابیل[1] میں مہلب کے بیٹے مدرک کو پکڑا، اور ایک ایک کر کے اس کے سب بیٹوں: مفضل، عبدالملک، زیاد، مروان اور معاویہ کو پکڑ کے قتل کر دیا، معاویہ بن یزید بھی پکڑا گیا اور قتل ہوا۔

بلاد عراق کے والی عمر بن ہبیرۃ الفزاری نے اپنی جانب سے جُنید بن عبدالرحمٰن المرّی کو سرحد سندھ کا والی کیا، ہشام بن عبدالملک نے جنید کو برقرار رکھا اور جب خالد بن عبداللہ القسری کو ولایت عراق پر مقرر کیا تو جنید کو سندھ کے امور میں خالد سے مراسلت کا حکم دیا۔

جُنید دیبل پہنچ کے مہران کے کنارے اترے جیسیہ نے عبور سے روکا اور کہلا بھیجا کہ میں اسلام لا چکا ہوں، مروصالح نے مجھے میری مملکت پر برقرار رکھا تھا، جنید نے ضمانت دی اور مقررہ خراج کی اس سے ضمانت لی، بعد کو جیسیہ اسلام سے پھر گیا اور آمادۂ جنگ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے کو ضمانتیں واپس کر دیں — یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہل جنید نے کی — جیسیہ اندرون ملک آیا، بکثرت فوجیں فراہم کیں، کشتیاں لیں اور جنگ کے لیے طیار ہوا۔ جنید کشتیوں میں اس کی طرف بڑھے، جانب شرقی کی خلیج میں مقابلہ ہوا، جیسیہ گرفتار ہوا اور مارا گیا، اس کی کشتی بیڑے سے جدا ہو گئی تھی، جیسیہ کا بھائی صصہ (چچ) بن داہر بھاگ نکلا، وہ اس ارادہ میں

---

[1] منصورہ سے ۰ مرحلے اور ملتان سے دس مرحلے پر عربوں کے زمانے میں بارونق شہر تھا، اب خان قلات کی عملداری میں "گنداوا" کے نام سے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔

تھا کہ والئ عراق کے پاس جا کے دغا کی شکایت کرے، جنید نے اس کو پرچالیا اور جب اس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا تو اس کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد جنید نے الکیرج پر تاخت کی، یہاں والوں نے نقض کیا تھا، جنید نے منجنیق نطاحہ سے شہر پناہ میں رخنے ڈالے اور بزور داخل ہوگئے، قابل جنگ مردوں کو قتل کیا، عورتوں بچوں اور بڈھوں کو لونڈی غلام بنایا، غنیمت لی، اور اپنے عامل مرمد، مندل[1]، دہنج، بروص پر مقرر کئے۔

جنید کہا کرتا تھا: القتل فی الجزع اکبر منه فی الصبر
(مردانہ وار قتل ہوجانا ایڑیاں رگڑ کے مرنے سے گراں قدر ہے)

جنید نے ایک لشکر ازین (اجین) بھیجا، اس نے مرمد (مار وار) پر حملہ کیا اور اس کے مضافات جلادیئے۔ ایک لشکر حبیب بن مرہ کی سرداری میں مالبہ (مالوہ) بھیجا، خود جنید نے بیلمان (بیلما) اور جزر (گجرات) کے علاقوں پر لشکر کشی کی اور فتح کیا۔

جنید کے پاس جو آیا خالی ہاتھ نہ گیا، اس کے بعد بھی چار کرور درہم اس کے پاس بچ رہے۔ اتنا ہی مال اس نے دار الحکومت بھیجا۔ جریر نے اس کے حق میں کہا ہے:

أَصْبَحَ زُوَّارُ الْجُنَيْدِ وَصَحْبُهُ ... يُحَيُّونَ صَلْتَ الْوَجْهِ جَمًّا مَوَاهِبُهُ

جنید کے دوستوں اور زائروں کے چہرے دن نکلتے ہی
اس کے مواہب سے روشن ہوجاتے ہیں۔

ابو الجویریہ نے کہا ہے:

لو كان يَقْعُدُ فوقَ الشمسِ مِنْ كَرَمٍ ... قَوْمٌ بِأَحْسَابِهِمْ أَوْ مَجْدِهِمْ قَعَدُوا

---

[1] غالباً علاقہ جھالاوار کا قدیم شہر۔

مُحَسَّدُونَ علی ما کانَ مِن کَرَمٍ　　　لا یَنزِعَ اللهُ مِنهُم ما لَہُ حُسِدُوا

اگر فیاضی کے سبب سورج پر جا بیٹھنا ممکن ہوتا تو ایک
قوم اپنے مجدد احسان کے سبب سورج پر جا بیٹھتی ۔
وہ اپنے جود وکرم کی بنا پر محسود ہے، اللہ وہ شئے
اس قوم سے سلب نہ کرے جس کی وجہ سے اس پر حسد
کیا جاتا ہے ۔

جنید کے بعد تمیم بن زید العتبی والی ہوا، یہ ضعیف
و کمزور تھا، دیبل کے قریب ایک تالاب کے کنارے، کہ
اس کو ماء الجوامیس کہتے تھے، بیمار ہوا اور مرگیا۔ شاطئ مہران
پر کثرت سے زرد مکھیاں تھیں، بھینسیں ان سے بھاگتیں اور
تالاب میں اتر جاتیں، اس لیے اس کو ماء الجوامیس کہنے لگے ۔

تمیم کو اسخیاء عرب میں شمار کیا گیا ہے، اس نے
سندھ کے بیت المال میں ایک کروڑ اسی لاکھ طاطری (خالص
چاندی کے) درہم پائے اور بہت جلدی ٹھکانے لگا دیئے۔

تمیم کے ساتھ جو لوگ یہاں آئے تھے ان میں خنیس
نام ایک یربوعی نوجوان بھی تھا۔ خنیس کی ماں قبیلۂ طے کی تھی
اس نے فرزدق سے کہا: میرے بیٹے کے لیے تمیم کو لکھدو
کہ میرے پاس بھیجدے؛ اور فرزدق کو اس کے باپ غالب
کی قبر کا واسطہ دیا، فرزدق نے لکھا:

أَتَتْنِي فَعاذَتْ یا تَمِیمُ بِغالِبٍ　　　وَبِالحُفْرَةِ السّافِي عَلَیْها تُرابُها
فَهَبْ لِي خُنَیْسًا وَاتَّخِذْ فِیهِ مِنَّةً　　　لِحَوْبَةِ أُمٍّ ما یَسُوغُ شَرابُها
تَمِیمُ بْنَ زَیْدٍ لا تَکُونَنَّ حاجَتِي　　　بِظَهْرٍ وَلا یَخْفى عَلَیْكَ جَوابُها
فَلا تُکْثِرِ التَّرْدادَ فِیها فَإِنَّنِي　　　مَلُولٌ لِحاجاتٍ بَطِيٌّ طِلابُها

اے تمیم وہ میرے پاس آئی اور مجھے غالب کا
اور اس کی قبر کا واسطہ دیا ،

تو ایک خنیس - مجھے بخش دے اور ایسی ماں پر احسان
کر جس کا یہ حال ہے کہ پانی بھی حلق سے نہیں اُترتا،
زید کے بیٹے تمیم، میری درخواست رد نہ کر جبکہ اس کا
قبول کرنا تیرے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔
اس میں پس و پیش بھی نہ کر، میری حاجت پوری کرنے میں
دیر کی جاتی ہے تو میں ملول ہوجاتا ہوں۔

تمیم کو شبہ ہوا کہ اِس نوجوان کا نام جلیش ہے یا خُنَیس، حکم دیدیا کہ جن لوگوں کے ناموں میں یہ حروف ہوں اِن سب کو واپس بھیجدیا جائے۔

تمیم کے زمانے میں ہند کے اکثر علاقے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اپنے مرکز انھیں چھوڑنے پڑے جو ابتک دوبارہ فتح نہیں ہوئے۔ ۴۴۴

تمیم کے بعد الحکم بن عوانة الکلبی سِند کے والی ہوئے جب وہ یہاں آئے اہلِ قَصَّہ (کچھ) کے سِوا باقی تمام اہلِ بلاد باغی تھے، مسلمانوں کے لیے کوئی ماوٰی و معاذ نہ رہا، حکم نے دریا پار ہند کے سرحدی مقام پر ایک شہر بسایا، عربوں کو اس میں جمع کیا، شہر کی شان پیدا کی، المحفوظہ اس کا نام رکھا۔

حکم نے قبیلۂ کلب کے اپنے شامی ساتھیوں سے پوچھا: تمھاری رائے میں اس شہر کا کیا نام رکھا جائے؟ کسی نے دِمشق نام رکھنے کی رائے دی، کسی نے حِمْص اور کسی نے تَدمُر؛ حکم نے یہ نام سُن کے کہا: دَمَّرَ اللّٰه علیك یا اَحْمَق، اس کا نام تو المحفوظہ ہے، اور اس میں مقیم ہو گیا۔

حکم کے ساتھیوں میں (سِند کے فاتح) محمد بن قاسم کے فرزند عمرو بھی تھے، حکم نے مہمات امور انھی پر حصر

کر دیئے تھے، ہر امر میں ان سے مشورہ کرتے اور انہی کی رائے پر چلتے۔

عمرو ایک لشکر لے کے 'محفوظہ' سے نکلے اور اقدام میں کامیاب ہوئے، مہران کے ادھر ہی (برہمناباد سے دو فرسخ پر) ایک نیا شہر المنصورہ[1] آباد کیا، آج کل یہی شہر ان بلاد کا عاصمہ ہے،

مسلمانوں کے جن علاقوں پر دشمن غالب ہوگیا تھا حکم نے ان کو واپس لیا۔ لوگوں نے اس کی ولایت پسند کی، خالد بن عبداللہ القسیری کہا کرتا تھا: عجیب بات ہے میں نے عرب کے دریا دل تمیم کو والی کیا تو لوگ اس سے دور بھاگے، اور بخیل ترین کو والی کیا تو اس سے راضی ہوگئے۔

الحکم یہاں قتل ہوگئے، ان کے بعد جو عمال آئے وہ دشمنوں سے برسر جنگ ہی رہے۔ جو کچھ ان کی دسترس میں ہوتا لے لیتے، غدر و نکث کرنے والوں سے جنگ کرتے اور مغلوب و مفتوح کرتے۔

آغاز دولتِ مبارکہ میں ابومسلم عبدالرحمن بن مسلم نے مغلس العبدی کو سندھ کی سرحدوں کا والی کیا، وہ طخارستان کے رستے روانہ ہوا، ان دنوں سندھ پر منصور بن جمہور الکلبی متغلب تھا، منصور نے مقابلہ کیا اور قتل کردیا، اس کا لشکر منہزم ہوگیا۔ ابومسلم نے موسیٰ بن کعب التیمی کو بھیجا، موسیٰ

---

[1] ابوالفضل کے نزدیک سندھ کا شہر بھکر اسی مقام پر آباد ہوا، جہاں کسی زمانے میں منصورہ بسایا گیا تھا۔ منصورہ کا یہ موقع ابن حوقل کے بیان سے مطابق ہے۔ ابن حوقل اور اصطخری کا بیان ہے کہ منصورہ کا سندی نام برہمناباذ ہے۔

مہران کے کنارے اُترا، منصور دریا کے اس پار تھا، دونوں بڑھے، مقابلہ ہوا، منصور نے شکست کھائی اس کا بھائی منظور قتل ہوا، منصور بھاگا اور ریگستان میں پیاسا ہلاک ہوگیا۔ موسیٰ نے منصورہ کی مرمت کرائی، مسجد کو بڑھایا، حلے کیے اور مظفر و منصور ہوا۔

امیرالمومنین المنصور رحمہ اللہ نے (سنہ ۱۴۲ھ[1]) میں ہشام ابن عمرو التغلبی کو سندھ کا والی کیا، اس نے بہت سے علاقے، جو اب تک فتح نہ ہوئے تھے، فتح کیے۔ جنگی جہازوں (بوارج) کا ایک بیڑا عمرو بن جمل کی سرکردگی میں (گجرات کے مغربی ساحل) نارند کی طرف بھیجا؛ اور خود شمال مشرقی گوشے کی جانب روانہ ہوا اور (کوہستان کابل و) کشمیر تک کا علاقہ فتح کرلیا، بکثرت لونڈی غلام پکڑے۔ اس کے بعد ملتان (کا علاقہ) فتح کیا۔ ۴۴۵

اس زمانے میں عربوں کی ایک قوم قندابیل (گنداوا) پر متغلب ہوگئی تھی، ہشام نے ان سے جنگ کی اور قندابیل سے ان کو نکالا۔

کشتیوں میں سوار ہو کے قندھار پہنچے، فتح کیا، یہاں، جو بُدّ تھا، اس کو ڈھادیا اور اس کی جگہ مسجد بنائی۔

ہشام کی ولایت میں یہاں کی حکومت کو استحکام حاصل ہوا، اس نے ملک کی اندرونی شورشوں کا قلع قمع کیا، سرحدوں کو خوب ترونداا، تمام معاملات منضبط ہوگئے، ملک خوش حال ہوگیا، لوگ اس کی حکومت کو مبارک سمجھنے لگے۔

ہشام کے بعد عمرو بن حفص بن عثمان، کہ ہزار مرد کے لقب سے معروف تھا، سندھ کا والی ہوا، اس کے بعد داؤد بن

---

[1] ابن اثیر، ج ۵

یزید بن حاتم آیا، آجکل بنی کندہ کا غلام آزاد ابوالصمہ اس ناحیہ پر متغلب ہے، یہ ان لوگوں میں سے ہے جو داؤد کے ساتھ یہاں آئے تھے۔

ایک زمانے تک اس علاقے کی حکومت میں کوئی خلل نہ آیا، عبداللہ المامون کے عامل بشر بن داؤد نے سرکشی کی اور خود مختار ہو بیٹھا۔ المامون نے سواد کوفہ کے ایک نامور، غسان بن عباد، کو اس کے مقابلے پر بھیجا، بشر نے امان چاہی، اس کے پاس آگیا اور وہ اس کو اپنے ساتھ مدینۃ السلام لے گیا۔

غسان نے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس سرحد پر اپنا قائم مقام کیا، شرقی علاقے کے راجہ 'بالا' نے پانچ لاکھ درہم اس غرض سے پیش کیے کہ وہ اس کو چھوڑ دے اس نے انکار کیا اور 'بالا' کو قتل کر دیا۔ 'بالا' نے غسان پر بھی ڈورے ڈالے، دوسرے علاقوں کے راجہ بھی اس کے ساتھ تھے، ان کی اور اہل لشکر کی موجودگی میں غسان کو خط لکھا مگر اس نے بھی پیش کش قبول نہ کی۔

موسیٰ نے نیک روش اختیار کی، لوگ اس سے خوش تھے سنہ ۲۲۱ میں اس نے وفات پائی۔

موسیٰ کے بعد اس کا بیٹا عمران لوگوں کی سرداری پر کھڑا ہوا، امیرالمومنین المعتصم باللہ نے اس کے حق میں امضا کر دیا، عمران نے قیقان کے علاقے پر حملہ کیا، یہ جاٹوں کا شہر ہے، جنگ کی اور مغلوب کیا اور یہاں البیضار نام شہر بسایا، اور اس ناحیہ کے نظم و ضبط کے لیے اپنے شہر میں لشکر متعین کیا۔

جاٹوں کو مغلوب کر کے عمران المنصورہ پہنچا، خبر آئی کہ قندابیل پر محمد بن خلیل حکمراں ہو بیٹھا ہے، فوراً روانہ ہوا، یہ شہر ایک پہاڑ پر تھا، جنگ کی، شہر فتح کیا اور تمام سربرآوردہ

لوگوں کو گرفتار کرکے قصدار بھیجدیا۔

اس کے بعد سِندھ کی بحری قوم میدوں پر لشکر کشی اور ان میں سے تین ہزار کو قتل کیا۔

مہران کے پانی کو روکنے کے لیے اس نے ایک زبردست بند بنوایا، اسی بند آب کو سکر المید کہتے ہیں۔

میدوں کا زور توڑ کے الرور (الور) پہنچا، یہ بھی جاٹوں کا شہر تھا، حکم دیا کہ تمام جاٹ حاضر ہوں اور جو اس کے سامنے پیش کیا جائے اس کے ساتھ ایک کتا بھی ہو جب وہ آئے تو ان کے ہاتھوں پر مہریں لگائیں اور ان سے جزیہ لیا، ان دنوں میں ایک ایک کتے کی قیمت پچاس درہم ہوگئی تھی۔ ۲۴۴ھ

یہاں سے فارغ ہو کے پھر میدوں پر حملہ آور ہوا، اب اس کے ساتھ جاٹوں کے سردار بھی تھے، سمندر سے ایک نہر نکالی اور اس کو ان کے بطیحہ میں ملا دیا جس کی وجہ سے پانی شور ہوگیا، اس کے بعد پیہم یورشیں کیں[1]

عمران کے زمانے میں (عربوں کی دو مشہور جماعتوں) نزاریوں (حجازیوں) اور یمنیوں (قحطانیوں) کے درمیان عصبیت پھوٹ پڑی، عمران یمنیوں کا طرفدار ہوگیا، (نزاریوں کے سردار) عمر بن عبدالعزیز الہباری نے موقع پاکر اس کو قتل کردیا۔ عمر بن عبدالعزیز ہباری کا دادا (منذر بن زبیر بن عبدالرحمٰن بن ہبار بن اسود[1]) ان لوگوں میں تھا جو حکم بن عوانہ کے ساتھ اِس ملک میں آئے تھے[2]

---

[1] ابن خلدون، ج ۲، ص ۳۲۷: قریش کے قبیلۂ بنی اسد سے تھا فتح مکہ کے زمانے میں اسلام لایا،

[2] سندھ کے والی ہارون بن خالد کے مرنے کے بعد (سنہ ۲۴۰) عمر اِس ملک پر متغلب ہوگیا، پھر اس نے متوکل کو لکھا کہ میں بہت اچھا انتظام کررہا ہوں

مجھ سے منصور بن حاتم نے بیان کیا کہ بنی سامہ[1] کے غلام آزاد فضل بن ماہان نے سندان[2] نام ایک شہر فتح کیا اور عبداللہ المامون رحمہ اللہ کو خبر دی اور ایک ہاتھی نذر بھیجا۔ اس نے یہاں ایک جامع مسجد بنوائی جس میں جمعہ ہوتا اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا۔ فضل کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمراں ہوا، اس نے ستر بوارج کا بیڑا لیکر میدوں پر حملہ کیا، کشتوں کے پشتے لگائے اور ان کا شہر مالی (؟) فتح کرلیا۔ اس اثناء میں کہ وہ میدوں پر حملہ آور تھا اس کے بھائی ماہان نے ریاست پر قبضہ کرلیا اور امیرالمومنین المعتصم باللہ سے اپنے حق میں درخواست کی، اور ایک ساج ــــ کہ ایسا طویل وعظیم ساج دیکھنے میں نہیں آیا ــــ ہدیہ بھیجا، آپس کی نزاع کے سبب

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سند کی ولایت مجھے عطا کردی جائے، متوکل نے اس کی درخواست قبول کی، اور وہ متوکل کے پورے زمانے میں سند کا والی رہا ــــ یعقوبی، ج ۲، ص ۵۹۹۔

[1] لوئی بن غالب کا ایک بیٹا سامہ تھا، یہی بنی سامہ کا مورث ہے، معتضد کے زمانے میں اس خاندان کو عروج ہوا، عمان کے خارجیوں کی سرکوبی کو معتضد نے اس خاندان کے سردار محمد بن قاسم کو بھیجا اس نے خارجیوں کو شکست دی اور عمان میں اپنی ریاست قائم کرلی جو چوتھی صدی کے اوائل تک قائم رہی۔ اس تعلق سے یہ خاندان عمان و سند کی بحری تجارت میں دخیل ہوا، سند میں اپنی ایک نوآبادی بسائی اور عمان کی طرح یہاں بھی یہ لوگ صاحب اقتدار ہوگئے۔

[2] بمبئی سے ۸۰ میل شمال میں علاقۂ تھانہ کا (کچھ) ایک آباد اور بارونق شہر تھا، یہی مقام ہے جو انگریزی نقشوں میں سینٹ جان کے نام سے مذکور ہے، اس سے تین میل کے فاصلے پر عنبر نام ایک چھوٹی سی بندرگاہ ہے۔

حکومت میں ضعف آگیا) ہندیوں کی جرأتیں بڑھیں، لوگوں کو قتل کرنے اور سولیاں دینے لگے اور سِندھ ان پر غالب ہوگئے، لیکن مسجد مسلمانوں کے لیے چھوڑ دی جس میں وہ جمعہ پڑھتے اور خلیفہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔

کُریزیوں کے غلام آزاد ابوبکر نے بیان کیا کہ قشمیر، ملتان اور کابل کے درمیان عُشیفان نام ایک شہر ہے، یہاں کا راجہ صاحب عقل تھا، شہر والے بُدّ کے پرستار تھے اور اس کے لیے بہت ہی مستحکم عمارت بنائی تھی کہ ہمیشہ قائم رہے راجہ کا بیٹا بیمار ہوا، بُدّ کے پجاریوں کو اس نے بلایا اور کہا: تم سب جا کے صنم سے التجا کرو کہ میرے بیٹے کو اچھا کردے۔ وہ گھڑی بھر کو غائب ہوے پھر اس سے آکے کہا کہ ہم نے اس سے دعا کی اور اس نے ہماری دعا قبول کی۔ لڑکا اس کے بعد ہی مرگیا۔ راجہ اسی وقت اُٹھا، دِیبل کو ڈھا دیا، بُدّ کی مُورتی توڑ دی اور تمام پجاریوں کو قتل کردیا، پھر اپنے شہر کے مسلمان تاجروں کو بُلایا اور اسلام کے متعلق سوال کیا، انھوں نے توحید پیش کی، اس نے یہ عقیدہ قبول کیا اور مسلمان ہوگیا۔ یہ واقعہ امیرالمؤمنین المعتصم باللہ کے زمانے کا ہے۔

حصۂ دہم

تعلیقات

خراجی زمینوں کے احکام

بشر بن غیاث نے کہا، (امام) ابو یوسف کہتے ہیں: جو زمین عنوۃً لی جائے، جیسے السواد والشام اور اس کے سوا ایسے ہی علاقے، اگر امام ایسی زمین کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کردے جو اس پر غالب ہوئے ہوں تو وہ ارضِ عشر ہوگی اور اس کے باشندے غلام ہونگے۔ اور اگر امام تقسیم نہ کرے اور عامۂ مسلمین کے لیے رہنے دے، جیساکہ (حضرت) عمر نے السواد میں کیا تو اس کے باشندوں کی گردنوں پر جزیہ اور زمین پر خراج ہوگا، اور وہ غلام نہیں ہوں گے۔ اس باب میں یہی قول (امام) ابوحنیفہ کا ہے؛ اور اسی کی مثل الواقدی نے سفیان الثوری سے روایت کی ہے۔

الواقدی نے کہا، (امام) مالک اور ابن ابی ذئب کہتے ہیں: اگر اہل العنوہ میں سے کوئی کافر اسلام لائے تو اس کی زمین اسی کے پاس رہے گی، وہ اس کو آباد کرے گا اور خراج دے گا؛ اور اس باب میں اختلاف نہیں ہے۔

(امام) مالک اور ابن ابی ذئب اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: اہل العنوہ میں سے جو اسلام لائے اس کی زمین پر خراج اور خراج کے بعد پیداوار پر زکاۃ ہے۔ اور یہی قول الاوزاعی کا ہے۔ لیکن (امام) ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں ایک شخص پر خراج اور زکاۃ جمع نہیں کیجاسکتی۔

(امام) مالک اور ابن ابی ذئب اور سفیان اور (امام) ابوحنیفہ کہتے ہیں: اگر کسی نے اپنی خراجی زمین میں، سال بھر میں کئی بار

کاشت کی تو اس سے سال بھر میں ایک ہی مرتبہ خراج لیا جائے گا؛ لیکن ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ وہ جتنی بار کاشت کرے گا اس سے خراج لیا جائے گا، اِس باب میں یہی قول ابن ابی سبرہ اور ابو شمر کا ہے۔

ابوالزناد اور (امام) مالک اور (امام) ابوحنیفہ اور سفیان اور یعقوب اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن ابی سَبْرہ اور زفر اور محمد ابن الحسن اور بِشر بن غیاث کہتے ہیں: اگر کوئی اپنی زمین بیکار چھوڑ دے تو اس سے کہا جائے گا کہ اس کو آباد کر اور اس کا خراج دے، یا زمین کسی دوسرے کے حوالے کر کہ وہ اس کو جوتے۔ لیکن ارضِ عشر کے مالک سے یہ بات نہ کہی جائے گی؛ اگر اس نے کاشت کی تو اس سے صدقہ لیا جائے گا اور انکار کیا تو وہ (اپنے معاملے کو) بہتر جانتا ہے اور کہا: اگر کوئی اپنی زمین دو برس بیکار رکھے پھر کاشت کرے تو وہ ایک ہی خراج دے گا۔ لیکن ابو شمر کا قول ہے کہ وہ دو سال کا خراج دے گا،

(امام) ابوحنیفہ اور سفیان اور (امام) مالک اور ابن ابی ذئب اور ابو عمرو اور الاوزاعی کہتے ہیں: اگر زراعت پر آفت آئے یا وہ غرق ہو جائیں تو اس کے مالک سے خراج ساقط ہو جائے گا،

۴۴۴ (امام) ابوحنیفہ کہتے ہیں: اراضی الخراج میں کوئی زمین کسی غلام یا مکاتب[1] یا عورت کی ہو تو اس پر فقط خراج ہو گا لیکن سفیان اور ابن ابی ذئب اور (امام) مالک کہتے ہیں: اِس پر خراج ہو گا

---

[1] مکاتب: وہ غلام جس سے مالک نے یہ قرارداد کی ہو کہ اگر وہ اتنا اتنا مال ادا کردے تو وہ آزاد ہو گا۔

اور غلے میں سے جو کچھ بچے اسپر عشر ہو گا۔

(امام) ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کہتے ہیں: اگر خراجی زمین پر کسی مسلم یا ذمّی نے دکانیں وغیرہ بنالی ہوں تو اس سے کچھ نہ لیا جائے گا۔ اگر اس نے باغ لگایا تو اسپر خراج مقرر کیا جائے گا۔ لیکن (امام) مالک اور ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ بہرصورت اسپر خراج مقرر کیا جائے گا؛ کیونکہ اس کو جیسا نفع کاشت سے ہوگا ویسا ہی نفع دکانوں وغیرہ سے بھی ہوگا۔ رہی ارض عشر، تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا لیا جائے گا۔

(امام) ابو یوسف کہتے ہیں: بزور فتح کردہ علاقے کی افتادہ[1] زمین کو کوئی مسلم درست کرے اور زراعت و آبادانی کے قابل بنائے تو وہ زمین اسی کی ہوگی۔ اگر اس نے آب خراج سے اس کو سیراب کیا تو اسپر اراضی الخراج کا حکم جاری ہوگا اور اگر اس نے کنواں کھودا یا آب باراں سے سینچا تو وہ اراضی العشر کے حکم میں ہوگی۔ لیکن بشر کہتے ہیں کہ وہ ہر حال میں ارض عشر ہوگی، آب خراج سے سیراب کی جائے یا آب باراں سے۔

(امام) ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور ان دونوں کے اصحاب، اور (امام) مالک اور ابن ابی ذئب اور لیث بن سعد کہتے ہیں: ارضِ خراج میں سے جو زمین کسی کی ملک نہو اور مسلمان اس میں بیٹھ کر خرید و فروخت کرنے لگیں اور اس کو بازار بنالیں تو اس میں ان پر خراج نہیں ہے۔

(امام) ابو یوسف کہتے ہیں: اگر ملک میں کوئی قدیم عجمی طریقہ رائج ہو اور اسلام نے اس میں تغیر نہ کیا ہو اور نہ اس کو باطل قرار دیا ہو، پھر لوگ امام سے اس طریقے سے مضرت

---

[1] ارضِ موات: بنجر اور بے نفع زمین — جو بے آب ہو، جس میں ریت اور کنکر پتھر ہوں — اور جس کا کوئی مالک نہو۔

پہنچنے کی شکایت کریں تو امام کو اس طریقے کے بدلنے اور باطل کرنے کا حق نہیں ہے۔ لیکن (امام) مالک اور (امام) شافعی کہتے ہیں کہ امام کو حق ہے کہ اس طریقے کو بدل دے اور باطل کردے، خواہ وہ کتنا ہی قدیم ہو؛ اس لیے کہ اس کو ایسے بے محل[1] طریقوں کے بدلنے کا بھی حق ہے جو مسلمانوں میں سے کسی نے جاری کیے ہوں چہ جائیکہ وہ طریقے جو اہل کفر کے ہوں۔

---

[1] نسخۂ مطبوعہ میں سنہ جائزہ ہے، جو "سنہ جائرہ" کی تحریف ہے۔

عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عطاء کی ابتدا اور اسکا نظام

ہم سے عبداللہ بن صالح بن مسلم العجلی نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن المجالد نے کہا، ان سے ان کے والد مُجالد بن سعید نے، اور ان سے الشعبی نے کہ: ۶۴۹

عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے الشام والعراق فتح کیے اور ان کا خراج آیا تو انھوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور کہا: میری رائے ہے کہ ان سب کے لیے عطائیں مقرر کی جائیں جو اس کے اہل ہوں۔" سب نے کہا: اے امیرالمومنین! ہم آپ کی رائے کو پسند کرتے ہیں"۔ پوچھا: تو پھر کس سے ابتدا کی جائے؟ لوگوں نے کہا: خود اپنے سے"۔ کہا: نہیں، میں اپنے تئیں وہیں رکھوں گا جہاں اللہ نے مجھے رکھا ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے ابتدا کروں گا" اور یہی کیا۔ ام المومنین عائشہ رحمہا اللہ کے لیے بارہ ہزار، باقی ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار، علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) کے لیے اور بنی ہاشم میں ان سب کے لیے جو بدر میں شریک ہوئے تھے، پانچ پانچ ہزار۔

مجھ سے عبدالاعلی بن حماد النرسی نے کہا، ان سے حماد بن سلمہ نے، ان سے الحجاج بن ارطاۃ نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے،

کہ:—— نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات عطاء میں متابع نہیں۔

محمد بن سعد نے بحوالۂ واقدی، اور واقدی نے بحوالۂ عائذ بن یحیٰی، اور عائذ نے بحوالۂ ابوالحویرث، اور ابوالحویرث نے بحوالۂ جبیر بن الحویرث بن نقیذ بیان کیا، کہ:—— عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تدوین دیوان کے باب میں مسلمانوں سے مشورہ کیا، علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) نے کہا: ہر سال جتنا مال تمھارے پاس جمع ہو تقسیم کردو، اور اس میں سے کچھ بھی نہ روکو"۔ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہٗ) نے کہا: میں دیکھتا ہوں مال کثیر ہے جو ممکن ہے بقدرِ کفاف تقسیم کرنے کے بعد بھی بچ رہے، یہ جاننے کے لیے کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا، شمار کرنا اور حساب رکھنا ضروری ہے؛ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ پراگندگی اور بدنظمی پیدا ہوجائے گی"۔ الولید بن ہشام بن المغیرہ نے کہا: میں الشام گیا ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ وہاں کے ملوک دیوان مدون کرتے اور فوج بھرتی کرتے ہیں"۔ (حضرت) عمر نے حکم دیا، چنانچہ دیوان مدون کیا گیا اور فوج بھرتی کی گئی۔ عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو بلایا—— یہ لوگ قریش میں زبان آور تھے —— اور کہا: درجہ بندی میں لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھو۔ انھوں نے بنی ہاشم سے ابتدا کی، پھر (حضرت) ابوبکر اور ان کے گھرانے کو لیا پھر بلحاظ خلافت (حضرت) عمر اور ان کے گھرانے کو؛ (حضرت) عمر نے دیکھ کے کہا: جی تو یہی چاہتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا، لیکن تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے ابتدا کرو، پہلے ان کو لو جو قریب تر ہیں پھر ان کو جو قریب ہیں۔ اور عمر کو وہیں رکھو جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے"۔

محمد بن سعد نے بحوالۂ عمر الواقدی بیان کیا، اور الواقدی نے کہا مجھ سے اُسامہ بن زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے، کہ :— قبیلۂ عدی کے لوگ (حضرت) عمر کے پاس آئے، ۴۵۰ کہا : تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہو، اور ابوبکر کے خلیفہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، پھر تم اپنے تئیں وہاں کیوں نہیں رکھتے جہاں اِن لوگوں نے تمھیں رکھا تھا"۔ بولے : شاباش بنی عدی، تم چاہتے ہو کہ میری پشت پر کھاؤ، اور میں تمھارے لیے حسن سلوک وقف کردوں خدا کی قسم، یہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک تمھاری باری نہ آئے تمھارا نام نہیں لکھا جائے گا؛ خواہ دیوان تمھی پر ختم ہو — یعنی خواہ تمھارا نام سب کے آخری میں لکھا جائے۔ میرے دونوں دوست اسی طریق پر چلتے رہے، اگر میں ان کے خلاف کروں گا تو میرے خلاف کیا جائے گا۔ خدا کی قسم، ہمیں دنیا میں جو فضل حاصل ہوا ہے اور ہم اپنے عمل پر ثواب کی جو کچھ امید رکھتے ہیں وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، وہی ہمارا شرف ہیں، اور انھی کا قبیلہ عرب میں سب سے زیادہ صاحب شرف ہے۔ پھر وہ ہیں جو آپ سے قریب تر اور قریب ہیں۔ واللہ، اگر عجمی عمل لیکر جائیں اور ہم بے عمل جائیں تو قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کے مستحق ہم سے زیادہ وہ ہوں گے۔ جو عمل میں آپ کے اتباع و اقتدا سے قاصر رہا نسب اس کو آپ تک نہیں پہنچا سکے گا"۔

محمد بن سعد نے کہا مجھ سے الواقدی نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبداللہ نے، ان سے الزہری نے، ان سے سعید نے اور ان سے ایک جماعت نے — جن کے نام تو الواقدی نے

بنائے لیکن ایک کا قول دوسرے کے قول سے خلط ملط ہوگیا ہے ـــــ
کہ : ـــــ تدوین دیوان کے باب میں تمام صحابہ (رضی اللہ عنہم
اجمعین) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کی رائے پر جمع ہوگئے ـــــ
یہ محرم سنہ ۲۰ کا واقعہ ہے ـــ بنی ہاشم سے ابتدا کی،
پھر ان کے نام لکھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر
تھے، پھر ان کے جو قریب تھے، اور جو قرابت میں مساوی تھے
ان میں مقدم ان کو رکھا جو سابق الاسلام تھے، حتیٰ کہ انصار کی
باری آئی، پوچھا : کس سے ابتدا کی جائے ؟ بولے : قبیلۂ اوس
میں سعد بن معاذ الاشہلی کے گھرانے سے، پھر ان کے نام
لکھے جائیں جو سعد سے قریب تر ہیں پھر ان کے جو قریب ہیں۔
(حضرت) عمر نے اہلِ دیوان کے لیے بھی عطائیں مقرر کیں
اور ان کو فضیلت دی جو سابق الاسلام تھے اور غزوات میں
شریک ہوئے تھے۔ (حضرت) ابوبکر قسمت غنائم میں سب کو برابر
رکھتے تھے، (حضرت) عمر نے خلاف کیا تو لوگوں نے ان سے کہا،
بولے : میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والوں کو
ان کے برابر قرار نہیں دے سکتا جنھوں نے آپ کے ساتھ ہوکے
جنگ کی"۔ اِس بنا پر انھوں نے مہاجرین و انصار میں سے
شرکائے بدر سے ابتدا کی، اور ہر ایک کے لیے پانچ پانچ ہزار، اور
ان کی اولاد کے لیے دو دو ہزار سالیانہ مقرر کیے ؛ اس میں
ان کے حلیف اور آزاد کردہ غلام ان کے ساتھ برابر کے شریک
تھے۔ مہاجرین حبشہ میں شرکائے احد کے لیے اور ان کے لیے جو سبقت اسلام
میں اہل بدر کے برابر تھے چار چار ہزار مقرر کیے۔ لیکن حسن و حسین
(رضی اللہ عنہما) کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت
کی بنا پر اتنا ہی مقرر کیا جتنا ان کے والد کے لیے مقرر کیا ـــــ
یعنی دونوں کے لیے پانچ پانچ ہزار ـــــ اور عباس رض بن عبد المطلب ۴۵۱

کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قرابت کی بنا پر پانچہزار مقرر کیے۔ بعض کہتے ہیں ان کے لیے سات ہزار لکھے، لیکن تمام لوگ یہی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے سوا، جن کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم مقرر کیے ــــ اور انھیں کے ساتھ (حضرت) جُویرِیہ بنت حارث اور (حضرت) صفیہ بنت حیی بن اخطَب کو بھی شامل کیا ــــ اہل بدر پر کسی کو فضیلت نہیں دی۔

فتح مکہ سے قبل جن لوگوں نے ہجرت کی ان میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم، اور فتح کے دن جو لوگ اسلام لائے ان کے لیے دو دو ہزار درہم مقرر کیے؛ اور انھی کے برابر مہاجرین کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی عطاء مقرر کی۔

عمر بن ابی سَلَمہ کے چار ہزار مقرر کیے۔ اس پر محمد بن عبداللہ بن جَحش نے کہا: کس بنا پر عمر کو مجھ پر فضیلت دی؟ حال آنکہ میرے والد مہاجرین میں سے تھے، اور بدر میں شریک ہوئے تھے؛ بولے: اِس بنا پر اس کو فضیلت دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نسبت اس کو حاصل ہے تمھیں حاصل نہیں۔ ام سَلَمہ کی مثل کسی کی ماں ہو تو فریاد لائے، اس کی فریاد سنوں گا۔

اُسامہ بن زید کے چار ہزار مقرر کیے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: میرے لیے تین ہزار مقرر کیے اور اُسامہ کے لیے چار ہزار؟ حال آں کہ میں ان غزوات میں شریک ہوا ہوں جن میں اسامہ شریک نہیں ہوئے۔ بولے: اُسامہ کو اس لیے زیادہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ اس کو اور اس کے باپ کو چاہتے تھے۔

اس کے بعد عام لوگوں کی باری آئی اور ان کے لیے ان کے مراتب اور ان کی قراءت قرآن اور ان کے جہاد کے

لحاظ سے عطا مقرر کی ۔ اور باقی لوگوں کو ایک درجے میں رکھا۔
جو مسلمان مدینۂ مبارکہ آیا اس کے لئے ۲۵ دینار مقرر کیے۔ اہل الیمن
کے لیے اور قبیلۂ قیس میں سے جو لوگ الشام والعراق میں تھے
ان میں سے ہر ایک کے لیے دو ہزار سے ایکہزار اور نوسو اور
پانچسو اور تین سو کی عطائیں مقرر کیں ۔ اور تین سو سے کم
کسی کو نہیں دیا ۔ اور کہا : اگر مال زیادہ ہوتا تو میں ہر شخص
کو اس کے سفر کے لیے چار ہزار، اس کے اسلحہ کے لیے
ایکہزار، اس کے بعد اس کے اہل و عیال کے لیے ایکہزار، اور
اس کے مرکب اور اس کی نعلبندی کے لیے ایکہزار دیتا۔
مہاجرات کے لیے عطاء مقرر کی ۔صفیہ بنت عبدالمطلب کی
عطاء ۶ ہزار اور اسماء بنت عُمَیس اور کلثوم بنت عقبہ اور ام
عبداللہ بن مسعود کی عطاء ایک ایک ہزار درہم مقرر کی ۔

۴۵۲ الواقدی کہتا ہے ایک روایت یہ بھی ہے کہ مہاجرات
کے لیے تین تین ہزار درہم مقرر کیے ۔

الواقدی اپنی استاد کے حوالے سے کہتا ہے : (حضرت)
عمر نے العوالی کے عمال کو حکم دیا کہ اہل العوالی کے نام لکھ بھیجیں،
انھوں نے نام لکھ بھیجے ۔ (حضرت) عمر نے ان سب کے لیے
قوت جاری کر دیئے ۔ پھر (حضرت) عثمان نے قوت میں اضافہ
کیا، اور لباس (کسوہ) کے لیے بھی کچھ مقرر کیا ۔

(حضرت) عمر نے نوزائیدہ بچوں کے لیے سو درہم
مقرر کئے ۔ جوں جوں وہ بڑے ہوتے جاتے عطائیں اضافہ
کرتے جاتے حتیٰ کہ مقدار عطاء دوسو تک پہنچ جاتی ۔ اور بالغ
ہونے پر اور اضافہ کرتے ۔

جب کوئی بچہ، جس کا باپ نہوتا اور جسے گزرگاہ پر ڈالدیا جاتا،
ان کے پاس لایا جاتا تو وہ اس کے لیے سو درہم مقرر کرتے اور

اس کی خوراک اور دیگر مصارف کے لیے جس قدر مال کی ضرورت ہوتی، مقرر کرتے۔ اس کا ولی مہینے کے مہینے اس کا وظیفہ آکے لے جاتا۔ امیرالمومنین سال کے سال اس کو جا کے دیکھتے، اس کے حق میں حسنِ سلوک کی وصیت کرتے، اور بیت المال سے اس کی رضاعت و پرورش کے اخراجات دیتے"۔

ہم سے محمد بن سعد نے الواقدی کے حوالے سے بیان کیا، الواقدی نے کہا مجھ سے حزام بن ہشام الکعبی نے بیان کیا، اور ان سے ان کے والد نے، انھوں نے کہا: — میں نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ خود خُزاعہ کا دفتر لے جاتے، قُدَید پہنچتے، عورت مرد سب ان کے پاس جمع ہو جاتے۔ نہ کوئی باکرہ ایسی ہوتی جو ان کے پاس حاضر نہ ہو اور نہ ثیبہ، سب کو ان کی عطاء دست بدست دیتے، پھر عُسفان جاتے اور وہاں بھی یہی کرتے۔ ان کا یہی دستور رہا حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے"۔

محمد بن سعد نے کہا مجھ سے الواقدی نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عمر العمری نے، اور ان سے جَہم بن ابی جَہم نے، کہ: — خالد بن عرفطہ العذری (حضرت) عمر کے پاس آئے، پوچھا: جنھیں تم چھوڑ آئے ہو ان کا کیا حال ہے؟ کہا: میں نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی عمر میں آپ کی عمر میں جوڑ دے۔ القادسیہ کو روندنے والوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے دو ہزار یا ڈیڑھ ہزار عطا نہ ملتی ہو، نہ بچوں میں — خواہ لڑکا ہو یا لڑکی — کوئی بچہ ایسا ہے جو سو درہم اور دو جریب ماہیانہ نہ پاتا ہو۔ بولے: یہ ان کا حق ہے جسے میں ان تک پہنچا کر سعادت پاتا ہوں۔ اگر یہ مال خطاب کا ہوتا تو

میں ہرگز نہ دیتا ۔ میں جانتا ہوں کہ عطا ان کی ضروریات سے
زیادہ ہے، اگر ان میں سے ہر شخص یہ کرے کہ جب اس کو
عطا ملے وہ اس میں سے ایک بکری خرید لیا کرے اور
جب دوسری عطا ملے تو ایک راس یا دو راس خرید لیا کرے
تو اس سے اس کے سواد میں اضافہ ہوگا اور اس کے بعد
اس کی اولاد خالی ہاتھ نہ ہوگی، اس مال میں سے کچھ نہ کچھ اسکے
پاس باقی ہوگا ۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بعد کیا ہوگا ۔ میں
۴۵۳ ان سب کو جن کے امور کا اللہ نے مجھے نگہبان بنایا ہے
نصیحت کرتا ہوں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
من مات غاشا لرعیتہ لم یرح رایح الجنۃ (جو اس حال میں فوت
ہوا کہ اس نے اپنی رعیت کے ساتھ خیانت کی اسے جنت کا رائحہ تک نصیب نہوگا)

مجھ سے محمد بن سعد نے بیان کیا، ان سے الواقدی نے
ان سے محمد بن عمرو نے، اور ان سے الحسن نے، کہ :—
(حضرت) عمر نے حذیفہ کو لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطاء اور
ان کے ارزاق دو ۔ حُذَیفہ نے جواب دیا کہ سب کو عطائیں
دیدیں لیکن بہت سا مال اب بھی باقی ہے"۔ لکھا : یہ ان کے لیے
فے ہے جو اللہ نے انھیں عطا کیا ہے، یہ مال نہ عمر کا ہے
نہ آل عمر کا، جو کچھ باقی ہے ان میں تقسیم کردو"۔

ہم سے وہب بن بِقَیّہ اور محمد بن سعد نے بیان کیا،
ان دونوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا،
انھوں نے کہا ہم سے محمد بن عمرو نے کہا، ان سے ابی سَلمہ
نے، کہ :— (حضرت) ابوہُرَیرہ نے کہا : میں البَحرَین سے
(حضرت) عمر کے پاس پہنچا، صلاۃ عشا کا آخر وقت تھا، ملاقات ہوئی۔
سلام کیا ۔ پہلے انھوں نے لوگوں کا حال پوچھا ۔ پھر کہا : کیا لائے
ہو ؟ میں نے کہا : پانچ لاکھ، بولے : جانتے بھی ہو

کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: پانچ لاکھ لایا ہوں، کہا: کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: ایک لاکھ اور ایک لاکھ اور ایک لاکھ ــــ اسی طرح پانچ مرتبہ کہا۔ بولے: تھکے ہوئے ہو، نیند کا خمار ہے، اپنے بال بچوں میں جاؤ اور سو رہو، صبح کو آنا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں: صبح ہوتے ہی میں ان کے پاس گیا۔ پوچھا: کیا لائے ہو؟ میں نے کہا: پانچ لاکھ۔ پوچھا: کیا طیّب ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔ جب وہ مطمئن ہوگئے تو لوگوں سے کہا: ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے، چاہو تو ہم تمہارے لیے ایک ایک کرکے شمار کردیں اور چاہو تول دیں"۔ اس پر کسی نے کہا: اے امیرالمومنین! میں نے عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ پہلے لکھتے ہیں پھر اسی کے مطابق لوگوں کو دیتے ہیں"۔ پس دیوان مدون کیا گیا، مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار، انصار کے لیے چار چار ہزار، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے"۔

مجھ سے یزید نے کہا، ان سے محمد نے، ان سے خُصَیفہ نے، ان سے عبداللہ بن رافع نے، اور ان سے بَرزہ بنت رافع نے، کہ: ــــ جب عطائیں جاری کی گئیں تو (حضرت) عمر نے ام المومنین زینب بنت جَحش کے پاس ان کے حصے کا مال بھیجا۔ بولیں: اللہ عمر کی مغفرت کرے۔ اس کو تقسیم کرنے کے لیے میری دوسری بہنیں مجھ سے زیادہ موزوں ہیں"! کہا گیا کہ یہ تو سب آپ ہی کے لیے ہے"۔ بولیں سبحان اللہ۔ پھر اپنا منہ کپڑے سے اس طرح چھپا لیا کہ اس کو نہ دیکھ سکیں ۴۵۴ اور کہا: اس کو زمین پر ڈال دو اور کپڑے سے ڈھانک دو، پھر مجھ سے کہا: اپنے دونوں ہاتھ اس میں ڈالو اور مٹھیاں

بھر بھر کے بنی فلاں اور بنی فلاں کو دیدو ـــــ یہ ان کے ذوی الارحام تھے اور وہ یتیم تھے جو ان کی سرپرستی میں تھے ـــــ میں نے وہ مال تقسیم کیا، حتیٰ کہ تھوڑا سا مال باقی رہ گیا۔ برزہ بنت رافع کہتی ہیں، میں نے کہا: اے ام المومنین، اللہ آپ کو معاف کرے، اس مال میں ہمارا بھی حق ہے"۔ بولیں: کپڑے کے نیچے جو کچھ ہے تمھارا ہے۔ کپڑے کے نیچے جو کچھ تھا میں نے لے لیا؛ پانسو اسی درہم تھے۔ ام المومنین نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا: خدایا! میں اس سال کے بعد عمر کی جانب سے عطا نہ پاؤں"۔ برزہ کہتی ہیں۔ سال نہ گزرا تھا کہ ان کی عمر تمام ہوگئی"۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، ان سے عبداللہ بن صالح نے کہا، ان سے اللیث نے، اور ان سے محمد بن عجلان نے، کہ: ـــــ (حضرت) عمر نے دیوان مدون کیا، پوچھا: کس سے ابتدا کروں؟ کہا گیا: خود اپنے سے۔ بولے: نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے امام ہیں، انھی کے گھرانے سے ابتدا کروں گا، پہلے وہ ہوں گے جو ان سے قریب تر ہیں پھر وہ جو قریب ہیں"۔

ہم سے عمرو الناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالوہاب الثقفی نے کہا، ان سے جعفر بن محمد نے، اور ان سے ان کے والد نے کہ: ـــــ (حضرت) عمر نے حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کے لیے ان کے والد کے برابر عطاء مقرر کی، یعنی دونوں کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم"۔

ہم سے الحسین بن علی بن الاسود نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا، ان سے سفیان الثوری نے، ان سے

جعفر بن محمد نے، اور ان سے ان کے والد نے، کہ :—
جب (حضرت) عمر نے دیوان وضع کیا تو لوگوں سے مشورہ لیا کہ کس سے ابتدا کی جائے؟ لوگوں نے کہا: خود اپنی ذات سے۔ بولے: نہیں، میں ان سے ابتدا کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر اور قریب ہیں۔ اور انھی سے ابتدا کی"۔

ہم سے الحسین بن الاسود نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا، ان سے سفیان نے، ان سے ابواسحٰق نے، اور ان سے مصعب بن سعد نے، کہ :— (حضرت) عمر نے اہل بدر کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے۔ امہات المومنین کے لیے دس دس ہزار، (حضرت) عائشہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر دو ہزار زیادہ، (حضرت) صفیہ اور (حضرت) جویریہ کو چھ چھ ہزار؛ اور مہاجرات کو ایک ایک ہزار، انھی میں ام عبداللہ یعنی عبداللہ بن مسعود کی والدہ بھی تھیں۔

ہم سے الحسین نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا، ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے، اور ان سے قیس بن ابی حازم نے، کہ :— (حضرت) عمر نے اہل بدر کے لیے — جن میں عرب اور ان کے موالی شامل تھے — پانچ پانچ ہزار مقرر کیے؛ اور کہا: میں ان کو دوسروں پر فضیلت دوں گا"۔ ۴۵۵

ہم سے الحسین نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا، ان سے اسرائیل نے، ان سے جابر نے، اور ان سے عامر نے، کہ :— عطا پانے والوں میں پانچ عجمی تھے، جن میں سے دو تمیم الداری اور بلال ہیں۔ وکیع کہتے ہیں: دار قبیلۂ لخم کا ایک بطن ہے، لیکن الشعبی کا قول وہی ہے جو ہم نے نقل کیا"۔

ہم سے الحسین نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا

اُن سے سفیان نے، ان سے الاسود بن قیس نے، اور ان سے ان کے ایک شیخ نے، کہ :— میں نے (حضرت) عمر کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں سال آیندہ تک زندہ رہا تو مہاجرین میں سے ادنیٰ کو دو ہزار دوں گا۔"

ہم سے ابو عبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن صالح المصری نے کہا، ان سے اللیث بن سعد نے، ان سے عبدالرحمٰن بن خالد الفہمی نے، اور ان سے ابن شہاب نے، کہ :— (حضرت) عمر نے جب دیوان وضع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے، جن سے آپ نے نکاح کیا تھا، بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔ اور (حضرت) جُوَیرِیہ اور (حضرت) صفیہ بنت حُیی بن اَخطَب کے لیے چھ چھ ہزار، کیوں کہ ان دونوں کو اللہ نے اپنے رسول کو فَے میں عطا کیا تھا۔ مہاجرین میں سے شرکائے بدر کو پانچ پانچ ہزار، اور انصار میں سے شرکائے بدر کو چار چار ہزار، اور اتنا ہی ان تمام صریح و حلیف و موالی کے لیے مقرر کیا جو بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ہم سے عمرو الناقد۔ اور ابو عبید نے کہا، ان دونوں نے کہا ہم سے احمد بن یونس نے کہا، ان سے ابی خیثمہ نے، اور ان سے ابو اسحٰق نے اور ان سے مُصعَب بن سَعد نے، کہ :— (حضرت) عمر نے اہل بدر میں سے مہاجرین و انصار کے چھ چھ ہزار مقرر کیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے دس دس ہزار، لیکن (حضرت) عائشہ کو ان پر فضیلت دی اور ان کے بارہ ہزار مقرر کیے، (حضرت) جُوَیرِیہ اور (حضرت) صَفیہ کے چھ چھ ہزار، مہاجرات کے جن میں سب سے اول اسماء بنت عُمَیس و اسماء بنت ابی بکر اور ام عبداللہ بن مسعود نے

ہجرت کی تھی، ایک ایک ہزار مقرر کیے۔

۵۶ ہم سے الحسین بن الاسود نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا ان سے محمد بن قیس الاسدی نے، اور ان سے ان کی والدہ ام الحکم نے، کہ:— (حضرت) علی نے ان کی عطاء میں سو (درہم) کا اضافہ کیا۔

ہم سے الحسین نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے وکیع نے کہا، ان سے سفیان نے ان سے شیبانی نے، اور ان سے یُسَیر بن عمرو نے، کہ:— سعد نے قراء قرآن کے دو دو ہزار مقرر کیے، راوی نے کہا: اس پر (حضرت) عمر نے انھیں لکھا کہ قرآن پڑھنے پر کسی کو نہ دو۔"

ہم سے ابوعبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے کہا، ان سے ابن لَہِیعَہ نے، اور ان سے یزید بن ابی حبیب نے، کہ:— (حضرت) عمر نے عمرو بن العاصی کے دو سو مقرر کیے کیوں کہ وہ امیر (عسکر) تھے۔ عُمَیر بن وہب الجمحی کو دو سو دیے کہ وہ نرغہ میں ثابت قدم رہے تھے، بُسر بن ابی ارطاۃ کو دو سو دیے کہ وہ صاحب فتح تھے، اور کہا: اللہ نے ان کے ہاتھ پر کئی فتحیں عطا کیں۔ ابوعبید نے کہا: ان اعداد سے دینار مراد ہیں۔

ابوعبید نے کہا مجھ سے عبداللہ بن صالح نے بیان کیا، ان سے اللیث بن سعد نے اور ان سے یزید بن ابی حبیب نے، کہ:— (حضرت) عمر نے عمرو بن العاصی کو لکھا کہ شرکائے بیعتِ رضواں کی عطاء دو دو سو مقرر کرو — یعنی دو سو دینار — اور اپنے تئیں بھی، اس وجہ سے کہ تم امیر ہو، اسی درجے میں رکھو۔ اور خارجہ بن حذافہ کے لیے ان کی شجاعت کے

لحاظ سے بڑے درجے کی عطا مقرر کرو۔

ہم سے ابوعبیدہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن صالح نے کہا، اور ان سے اللیث بن سعد نے، اور ان سے محمد بن عجلان نے، کہ :۔۔۔ (حضرت) عمر نے اُسامہ بن زید کو عبداللہ بن عمر پر فضیلت دی، اسپر لوگوں نے عبداللہ بن عمر سے بہت کچھ کہا، آخر وہ (حضرت) عمر کے پاس گئے اور ان سے کہا : کیا تم ایسے شخص کو مجھ پر فضیلت دیتے ہو جو کسی طرح مجھ سے افضل نہیں ہے تم نے اس کے لیے دو ہزار مقرر کیے اور میرے لیے ایکہزار پانسو (حضرت) عمر نے کہا : یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ زید بن حارثہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے زیادہ چاہتے تھے، اور اُسامہ کو عمر کے بیٹے عبداللہ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

مجھ سے یحییٰ بن مُعین نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا، اور ان سے خارجہ بن مُصعب نے، اور ان سے عبیداللہ بن عمر نے، اور ان سے نافع یا کسی اور نے، اور ان سے ابن عمر نے، کہ :۔۔۔ میں نے اپنے والد سے عطا میں اسامہ کی تفضیل کی نسبت گفتگو کی، اور کہا : خدا کی قسم اسامہ کو کسی چیز میں مجھ پر سبقت حاصل نہیں ہے۔ (حضرت) عمر نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باپ کو تیرے باپ سے زیادہ چاہتے تھے اور تجھ سے زیادہ اس کو عزیز رکھتے تھے۔ ۴۵۷

ہم سے محمد بن الصباح البزاز نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ہُشَیم نے کہا، ان سے منصور نے، اور ان سے الحسن نے، کہ :۔۔۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے عامل کے پاس ایک جماعت آئی، عامل نے ان میں سے عربوں کو دیا مگر موالی کو

کچھ نہ دیا۔ (حضرت) عمر کو معلوم ہوا تو اسی وقت عامل کو لکھا کہ کسی شخص کے لیے یہ بات نہایت نازیبا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، والسّلام"۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے خالد بن عمرو نے کہا، ان سے اسرائیل نے، ان سے عمارالدہنی نے، اور ان سے سالم بن ابی الجَعد نے، کہ :— (حضرت) عمر نے عمار بن یاسر کی عطاء چھ ہزار درہم مقرر کی۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے خالد نے کہا، ان سے اسرائیل نے، ان سے اسمٰعیل بن سُمیع نے، اور ان سے مسلم البَطین نے، کہ :— (حضرت) عمر نے سَلمان کی عطاء چار ہزار درہم مقرر کی۔

ہم سے رَوح بن عبدالمومن نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے یعقوب نے کہا، اِن سے حَمّاد نے، ان سے حمید نے، اور ان سے اَنس نے، کہ :— (حضرت) عمر نے ہُرمُزان کے لیے فے میں سے دوہزار کی عطاء مقرر کی۔

مجھ سے العمری نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے ابوعبدالرحمٰن الطائیؒ نے کہا، ان سے المجالد نے، اور ان سے الشعبی نے، کہ :— عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے سنہ ۲۰ میں دواوین کی تدوین کا تہیہ کیا۔ مخرمہ بن نوفل اور جُبَیر بن مُطعِم کو بلایا اور دونوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے نام ان کے مراتب کے لحاظ سے لکھیں۔ انھوں نے پہلے بنی ہاشم کے نام لکھے، پھر (حضرت) ابوبکر اور ان کے قبیلے کے، پھر (حضرت) عمر اور ان کے قبیلے کے۔ (حضرت) عمر نے جب ان کے پر نظر کی تو کہا: جی تو یہی چاہتا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی قرب

ہوتا۔ تم ان سے ابتدا کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں پھر ان کے نام لکھو جو قریب ہیں اور عمر کو وہیں رکھو جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے۔ اسپر عباس بن عبدالمطلب رحمہ اللہ نے ان کا شکر ادا کیا، اور کہا: تم نے صلۂ رحم کا لحاظ کیا، اس بات نے تمھیں ان سے قریب تر کردیا۔

راوی کہتا ہے: جب (حضرت) عمر نے دیوان وضع کیا ابوسفیان بن حرب نے کہا: کیا یہ دیوان ویسا ہی ہے جیسا بنی الاصفر (یونانیوں) کا؟ اگر تم نے لوگوں کے لیے عطاء مقرر کی تو وہ دیوان پر تکیہ کریں گے اور تجارت چھوڑ بیٹھیں گے"۔ بولے: یہ اس وجہ سے لابد ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے مسلمانوں کو جو اموال بغیر قتال دلواتا ہے ان کی مقدار بہت ہوگئی ہے"۔

راوی نے کہا: (حضرت) عمر نے نہرالملک کے دہقان، اور نخیرخاں کے بیٹے، اور الفلالیج کے دہقان بُقبُہری کے بیٹوں خالد اور جمیل کے لیے، اور بابل و خطرنیہ کے دہقان بِسطام بن نرسی کے لیے، اور العال کے دہقان رُفیل کے لیے، اور ہُرمزان کے لیے، اور جُفَینَۃ العبادی کے لیے ایک ایک ہزار مقرر کیے۔ ۵۸۴
بعض کہتے ہیں: ہُرمُزان کو ان پر فضیلت دی اور اس کے دو ہزار مقرر کیے۔

ہم سے ابوعبیدہ نے کہا، ان سے اسمٰعیل بن عیاش نے، ان سے ارطاۃ بن المُنذِر نے، اور ان سے حَکیم بن عمیر نے، کہ: ــــــ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے امراء اجناد کو لکھا کہ حُمَراء میں سے جن کو تم نے آزاد کردیا ہے اگر وہ اسلام لائیں تو ان کے لیے موالی کے برابر عطاء مقرر کرو؛ ان کے وہی حقوق ہوں جو موالی کے ہیں اور وہی فرائض ہوں جو موالی پر ہیں۔ اگر وہ کسی قبیلے میں داخل ہونا چاہیں تو انھیں ایسا کرنے دو، اور

عطاء میں انہیں اس قبیلے کے موالی کے برابر رکھو۔

ہم سے ہشام بن عمار نے کہا، ان سے بَقِیّہ نے، ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم نے، ان سے ان کے والد نے، اور ان سے ابوعبیدہ نے، کہ :— اہل بادیہ میں سے کچھ لوگوں نے درخواست کی کہ ان کے لیے ارزاق مقرر کئے جائیں۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں میں نے کہا : خدا کی قسم، جب تک اہل الحاضرہ کے ارزاق مقرر نہ کرلوں تمھارے ارزاق مقرر نہ کروں گا۔

ہم سے ابوعبیدہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ابوالیمان نے کہا، اور انھوں نے کہا ہم سے صفوان بن عمرو نے کہا، کہ :— عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن حُصَین کو لکھا کہ لشکر کے ارزاق مقرر کرو، اور اہل حاضرہ کا لحاظ رکھو"۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے کہا، ان سے عبیداللہ بن عَمَر العُمری نے، ان سے نافع نے، اور ان سے ابن عمر نے، کہ :— (حضرت) عمر نے اہل مکہ کو عطاء نہ دی اور ان پر کسی لشکر کشی کا بار نہ ڈالا، وہ کہتے تھے کہ یہ ایسے اور ایسے ہیں"۔

ہم سے ابوعبید القاسم بن سلّام نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مَہدی نے، ان سے شعبہ نے، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے ابوحازم نے، اور ان سے ابوہریرہ نے، کہ :— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے ہریالی چھوڑی وہ ہماری ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کا ہے۔

مجھ سے ہشام بن عمار الدمشقی نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے الولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن ابی العاتکہ اور کلثوم بن زیاد نے، کہ :— سلیمان بن حبیب نے

کہا : (حضرت) عمر نے مقاتلین کے بال بچوں کے لیے عُشرات مقرر کیے، (حضرت) عثمان نے اور ان کے بعد جو والی امر ہوئے ان کے زمانے میں بھی یہ عُشرات جاری رہے، اور میت کے وارثوں کے لیے ان کے عشرات کو موروثی بنا دیا، حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز والی امر ہوئے، سلیمان کہتے ہیں انھوں نے اِس باب میں مجھ سے دریافت کیا، جو بات تھی میں نے ان سے کہہ دی ۔ انھوں نے وراثت کے طریقے کو ناپسند کیا، اور کہا: میں اس کو موقوف کر کے فریضہ عام کرتا ہوں ۔ میں نے کہا : مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہو آپ کے بعد آنے والے قطع وراثت میں تو آپ کی پیروی کریں اور عموم فریضہ میں آپ کی پیروی نہ کریں۔ کہا : تم نے سچ کہا، اور انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ۔ ۵۹۴

مجھ سے بکر بن الہَیثَم نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن صالح نے کہا، ان سے ابن لَہِیعَہ نے، اور ان سے ابی قبیل نے، کہ :—— عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ ہر نو مولود کے لیے دس (درہم) مقرر کرتے اور جب وہ ادائے فرض کی عمر کو پہنچتا تو اس کے لیے فریضہ مقرر کرتے ۔ معاویہ نے اپنے زمانے میں صرف فطیموں کے لیے عطاء مقرر کی ۔ پھر عبدالملک بن مروان نے عموم بخشش کا طریقہ بند کر دیا، وہ جس فطیم کی چاہتا عطاء مقرر کرتا۔

ہم سے عفان نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یزید (بن ہارون) نے کہا، انھوں نے کہا ہمیں یحییٰ بن المتوکل نے خبر دی، اور انھیں عبداللہ بن نافع نے، اور انھیں ابن عُمر نے، کہ :—— (حضرت) عمر نو مولود کے لیے، جب تک وہ شیر خوار رہے، عطاء مقرر نہیں کرتے تھے ۔ لوگ دودھ چھڑانے میں جلدی کرنے لگے، جب یہ بات معلوم ہوئی تو منادی کر دی کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم ہر بچے کے لیے،

جو آغوش اسلام میں پیدا ہو، یوم ولادت سے عطا مقرر کرتے ہیں"۔

ہم سے عمرو الناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے احمد بن یونس نے کہا، ان سے زُہَیر بن معاویہ نے، کہ :۔۔۔ ابواسحٰق نے کہا : میرے دادا (حضرت) عثمان کے پاس گئے، پوچھا : بڑے میاں ! تمھارے کتنے بال بچے ہیں ؟ کہا : اسّی کا ساتھ ہے ۔ بولے : ہم تمھارے اور تمھارے اہل و عیال کے لیے سو سو (درہم) مقرر کرتے ہیں"۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، اور انھوں نے کہا ہم سے مروان بن شجاع الجزری نے بیان کیا کہ جب میرا دودھ بڑھایا گیا تو عمر بن عبدالعزیز نے میرے لیے دس دینار مقرر کیے"۔

ہم سے ابراہیم بن محمد الشامی نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا، ان سے سفیان الثوری نے، اور ان سے ابوالحجاف نے، کہ :۔۔۔ قبیلۂ خثعم میں سے کسی نے مجھ سے کہا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا، میں اس کو (حضرت) علی کے پاس لے گیا؛ انھوں نے اس کے سو (درہم) مقرر کردیئے۔

مجھ سے عمرو الناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا، ان سے سفیان نے، ان سے عبداللہ بن شریک نے، اور ان سے بشر بن غالب نے، کہ :۔۔۔ حسین بن علی یا حسن بن علی ۔۔۔ عمرو الناقد کو اس میں التباس ہوا ۔۔۔ سے پوچھا گیا : بچے کا حصہ کب سے مقرر کیا جائے؟ ۴۶۰ بولے : جب سے وہ رونے لگے"۔

مجھ سے عمرو الناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے سفیان بن عُیَینَہ نے کہا، ان سے عَمرو بن دینار نے، اور ان سے حسن بن محمد نے کہ :۔۔۔ بنی عفّان کے تین مملوک

بدر میں شریک ہوئے تھے، (حضرت) عمر نے ہر ایک کو تین ہزار درہم سالیانہ عطا کیے۔

ہم سے ابو عبیدہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ابن ابی عدی نے کہا، ان سے سفیان نے، ان سے زُہَیر بن ثابت یا ابن ابی ذئب نے اور ان سے ذُہَل بن اوس نے، کہ :— (حضرت) علی کے پاس ایک غیر متحقق بچہ، جو رستے پر پڑا ہوا تھا، لایا گیا، انھوں نے اس کے لیے سو (درہم) مقرر فرمادیئے۔

مجھ سے قاسم بن سَلّام اور عمرو نے کہا، ان دونوں نے کہا ہم سے احمد بن یونس نے کہا، اور ان سے زُہَیر نے ؛ اور یہی روایت مجھ سے عبداللہ بن صالح المقری نے بیان کی، ان سے زُہَیر بن معاویہ نے، ان سے ابو اسحٰق نے، اور ان سے حارثہ بن المُضَرّب نے، کہ :— (حضرت) عمر نے ایک جریب آٹا منگایا، گندھوایا، روٹیاں پکوائیں، ان پر تھوڑا سا زیتون لگایا، پھر تیس آدمی بلوائے اور انھیں وہ روٹیاں کھلائیں حتیٰ کہ وہ شکم سیر ہو گئے، رات کو بھی یہی کیا، اور کہا : ایک آدمی کے لیے دو جریب مہینہ بھر کو کافی ہیں۔ اور ہر مسلم — مرد، عورت، مملوک — کے لیے دو جریب ماہیانہ مقرر کر دیئے۔ عبداللہ بن صالح نے کہا : اسی بناء پر جب کوئی کسی کو بددعا دیتا تو کہتا : رفع اللہ جریبیك (اللہ تیرے دونوں جریب اٹھالے) یعنی موت تجھ سے تیرا اَذوقہ منقطع کردے۔ اور یہ آج تک لوگوں کی زبانوں پر ہے۔

ہم سے ابو عبید نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے ابو الیمان نے کہا، ان سے صَفوان بن عمرو نے، ان سے ابی الزاہریہ نے، کہ :— ابو الدرداء نے کہا : کتنی ہی سُنَن راشدہ مہدیہ ہیں جو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں جاری کیں، ازاں جملہ "مُدیاں" اور "قسطان" ہیں۔

ہم سے ابوعبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے کہا، اور ان سے ابن لَہِیْعَہ نے، کہ:— قیس بن رافع کہتے ہیں: میں نے سفیان بن وہب کو یہ کہتے سنا کہ (حضرت) عمر نے ایک ہاتھ میں مُدی اور ایک ہاتھ میں قِسط لے کے کہا: میں نے ہر مسلم کے لیے ماہیانہ دو مُدی گیہوں اور دو قِسط زیت اور دو قِسط سرکہ مقرر کیا ہے؛ کسی نے کہا: اور مملوک کے لیے؛ بولے: ہاں، مملوک کے لیے بھی۔

مجھ سے ہِشام بن عمار نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یحیٰی بن حمزہ نے کہا انھوں نے کہا مجھ سے تمیم بن عَطِیّہ نے کہا، اور انھوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن قیس نے کہا کہ:— عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر کہا: ہم نے تمھارے لیے ماہیانہ عطاء اور آذوقہ جاری کیا ہے— ان کے ایک ہاتھ میں مُدی اور دوسرے میں قِسط تھا، راوی کہتا ہے انھوں نے دونوں ہاتھوں کو حرکت دی— اور کہا: جو کوئی ان میں کمی کرے اللہ اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کرے اور اس کو بددعا دی۔ ۶۶۱

ہم سے ابوعبید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ابن ابی زائدہ نے کہا، اور ان سے مَعقل بن عبیداللہ نے، کہ:— عمر بن عبدالعزیز جب کسی کے لیے عطاء مقرر کرتے تو اس کے مرنے کے بعد وہ عطاء اس کے ورثہ پر منتقل کر دیتے۔

ہم سے عَفّان اور خلف البَزّار اور وہب بن بَقِیّہ نے کہا، ان تینوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا، ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے، اور ان سے قیس بن ابی حازم نے،

کہ :۔۔۔ عبداللہ بن مسعود جب فوت ہوئے تو زبیر بن العوّام نے (حضرت) عثمان سے کہا : عبداللہ کی عطا مجھے دیدیجیے کہ بیت المال سے زیادہ ان کے اہل و عیال اس کے حقدار ہیں۔ اور انھوں نے وہ پندرہ سو ان کو عطا کردیئے۔ اسمٰعیل بن ابی خالد کی سند سے یزید نے کہا : زبیر، عبداللہ بن مسعود کے وصی تھے۔

مجھ سے ابن ابی شیبہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے کہا، اور ان سے علی بن صالح بن حُیّ نے، اور ان سے سماک بن حَرْب نے، کہ :۔۔۔ برس کے آٹھ مہینے گزرے تھے کہ گھرانے کا ایک شخص چل بسا، (حضرت) عمر نے اس کی عطا میں سے دو ثلث اس کے ورثہ کے نام جاری کردیئے۔

خاتم

ہم سے عثمان بن مسلم نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا، اور ان سے انس بن مالک نے، کہ:۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے پادشاہ کو نامہ بھیجنے کا ارادہ فرمایا، لوگوں نے عرض کیا: ان کے ہاں دستور یہ ہے کہ جس مکتوب پر مہر نہو وہ اس کو پڑھتے ہی نہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے چاندی کی مہر بنوائی، اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کیا گیا، وہ مہر میری آنکھوں میں سمائی ہوئی ہے، گویا اس وقت بھی میں دستِ مبارک میں اس کو دیکھ رہا ہوں،

ہم سے ابوالربیع سلیمان بن داؤد الزہری نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ایوب نے کہا، ان سے نافع نے، اور ان سے ابن عمر نے کہ:۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی، ۴۶۲ اس کا نگینہ ہتیلی کے رُخ رکھا۔

مجھ سے محمد بن حیان الحیانی نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے زُہَیر نے کہا، ان سے حُمَید نے اور ان سے انس بن مالک نے، کہ:۔۔۔ خاتم نبوی خالص چاندی کی تھی، اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

ہم سے عمرو الناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یزید

بن ہارون نے کہا، ان سے حُمَید نے اور ان سے حسن نے، کہ :۔۔۔۔ خاتم نبوی چاندی کی تھی اور اس کا نگ حبشی پتھر کا تھا ۔

ہم سے عُقبہ بن خالد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ہَمّام بن یحییٰ نے کہا، ان سے عبدالعزیز بن صُہَیب نے، اور ان سے انس بن مالک نے، کہ :۔۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے ایک مہر بنوائی ہے، کوئی شخص وہ الفاظ نقش نہ کرائے جو میری مُہر پر نقش کئے گئے ہیں ۔

ہم سے بکر بن الہَیثَم نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا، ان سے مَعمَر نے، ان سے الزہری اور قتادہ نے، کہ :۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی، اسپر " محمدؐ رسول اللہ" نقش کیا گیا۔ (حضرت) ابوبکر نے اپنے زمانے میں اسی مہر کو استعمال کیا، پھر (حضرت) عمر نے اس کو استعمال کیا، ان کے بعد یہ مہر (حضرت) عثمان کو ملی، وہ اس کو اپنے ہاتھ ہی میں رکھتے تھے ۔ پھر یہ ہوا کہ خاتم نبوی ان کے ہاتھ سے بئر (اریس) میں گر گئی، کنویں کو صاف کرایا گیا بہتیرا ڈھونڈھا، مہر نہ ملی ۔ یہ ان کی وسط خلافت کا واقعہ ہے ۔ دوسری مہر بنوائی، اسپر تین سطروں میں " محمدؐ رسول اللہ" نقش کیا گیا، قتادہ کہتے ہیں اس مہر میں ایک سوراخ تھا ۔

ہم سے حنّا نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے اسود بن شیبان نے کہا، اور ان سے خالد بن سُمَیر نے، کہ :۔۔۔۔ معن بن زائدہ نے (حضرت) عمر کی خلافت میں خاتم نبوی کی مثل مہر بنائی اور الکوفہ کے خراج سے مال حاصل کیا، (حضرت) عمر کو جونہی اس کی خبر ہوئی المغیرہ بن شعبہ کو لکھا : مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص نے، جس کو مَعن بن زائدہ کہتے ہیں، خاتم خلافت کی مثل مہر

نقش کی ہے اور اس کے ذریعے الکوفہ کا مال خراج حاصل کیا ہے، جس وقت تمھیں میرا یہ مکتوب ملے اسی وقت میرا حکم اس کے حق میں نافذ کردو اور اس باب میں میرے فرستادے کی اطاعت کرو۔" المغیرہ جب صلاۃ عصر سے فارغ ہوئے اور لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو وہ (حضرت) عمر کے فرستادے کو ساتھ لیے نکلے چلے، لوگ اسے بغور دیکھنے لگے، دونوں مَعَن کے پاس جاکے رُکے، المغیرہ نے فرستادے سے کہا: امیرالمومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے حق میں تیری اطاعت کروں، جو چاہے حکم دے۔" اس نے کہا: بندھن لاؤ کہ میں اس کی گردن میں باندھوں۔" بندھن لایا گیا، اس نے خوب کس کے اس کی گردن باندھی اور المغیرہ سے کہا: امیرالمومنین کا حکم آنے تک اس کو بند کردو۔" المغیرہ نے یہی کیا۔ محبس اندنوں زُکل کا تھا، مَعَن نے اس میں سے نکل بھاگنے کی تدبیر کی، اپنے گھروالوں سے کہلا بھیجا کہ ناقہ اور جاریہ اور گلیم قطوانیہ بھیجدیں۔ انھوں نے تینوں چیزیں بھیجدیں۔ وہ رات کو محبس سے نکلا اور جاریہ کو ردیف بناکے روانہ ہوا۔ صبح ہوتے مقام کیا، خوف تھا کہ کہیں پکڑا نہ جائے، ناقہ کو باندھ کے چھپ گیا،، تلاش کرنے والوں نے تلاش کیا مگر نہ پایا۔ دن ڈوبے اس نے پھر ناقہ پر گلیم ڈالی، سوار ہوا، جاریہ کو پیچھے بٹھاکے روانہ ہوا، رات کے پچھلے پہر مدینۂ مُبارکہ پہنچا، (حضرت) عمر دِرّہ ہاتھ میں لیے تہجد گزاروں کو صلاۃ فجر کے لیے جگاتے پھر رہے تھے، یہ ان کو دیکھتے ہی ناقہ سے اترا، ایک گوشے میں اس کو باندھا اور جاریہ کو وہیں ٹھہراکے (حضرت) عمر کے پاس آیا، کہا: السلام علیک یا امیرالمومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ" انھوں نے جواب میں و علیک کہا اور پوچھا: تو کون ہے؟ بولا: مَعَن بن زائدہ تائبانہ آیا ہے۔"

۴۶۳

کہا: "تیرا برا ہو، اللہ تجھے زندہ نہ رکھے"۔ مسجد گئے، نماز ادا کی، جب لوگ صلاۃ سے فارغ ہوئے تو کہا: اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ سب بیٹھ گئے، یہاں تک کہ دن نکل آیا، کہا: "یہ مَعْن بن زائدہ ہے اس نے خلافت کی مثل مہر بنائی ہے اور الکوفہ کے خراج سے مال حاصل کیا ہے، اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟" کسی نے کہا: اس کا ہاتھ کاٹا جائے، کسی نے کہا سولی دی جائے۔ (حضرت) علی خاموش تھے، پوچھا: ابوالحسن، تم کیا کہتے ہو؟ بولے: اے امیرالمومنین! جو جھوٹ بولے اس کے لیے جھوٹے کی سزا ہے؛ اس کو تازیانے مارے جائیں"۔ (حضرت) عمر نے اس کو خوب مارا، (یا کہا کہ آزار وہ مار ماری) اور اس کو قید کردیا۔ اللہ نے جب تک چاہا وہ قید رہا۔ زندان سے اس نے اپنے ایک قریشی دوست کو کہلا بھیجا کہ امیرالمومنین سے میرے حق میں گفتگو کرو۔ وہ (حضرت) عمر کے پاس گیا اور کہا: امیرالمومنین؛ مَعْن بن زائدہ وہ سزا پاچکا ہے جس کا وہ مستحق تھا۔ اگر رائے ہو تو اس کا رستہ کھول دیجیے"۔ بولے: "تونے اس کے کیئے کی یاد تازہ کردی، میں اس کو بھول ہی گیا تھا"۔ حکم دیا کہ مَعْن کو لایا جائے، لوگ اس کو لائے، مارا اور پھر زندان میں بند کردیا۔ جب یہ ہوا تو مَعْن نے اپنے دوستوں کو کہلا بھیجا کہ اب کوئی امیرالمومنین کے سامنے میرا ذکر نہ کرے۔ جب تک اللہ کو منظور تھا وہ قید رہا، پھر خود انھی کو اس کا خیال آیا، حکم دیا: "مَعْن کو میرے پاس لاؤ"۔ اس کے مال کا ایک حصہ ضبط کرلیا اور اس کو آزاد کردیا۔

۴۶۴ مجھ سے المفضل الیشکری اور ابوالحسن المدائنی نے کہا، ان سے ابن ابان نے اور ان سے ابن المقفع نے، کہ: ــــــ ملوک فارس کے سامنے جب کوئی معاملہ بغرض توقیع پیش کیا جاتا تو صاحب توقیع بادشاہ کے حضور اسپر توقیع کرتا اور اس کا معاون تذکرہ میں اس کا

ضروری خلاصہ ثبت کرلیتا۔ ہر مہینہ کا ایک تذکرہ ہوتا تھا اور تمام تذکرہ دیوان الحضرت میں محفوظ رہتے تھے۔ پھر اس توقیع پر بادشاہ کی مہر ثبت کی جاتی اور اس کو صاحب الزمام کے پاس بھیجدیا جاتا۔ صاحب الزمام کے پاس بھی ایک مہر ہوتی تھی، وہ اپنے دیوان کی مہر لگاکے اس توقیع کو صاحب العمل کے پاس بھیجدیتا، یہاں اس کی حرف بحرف نقل کی جاتی اور (نقل پر) الفاظ "منجانب شاہ" لکھ کے صاحب الزمام کے پاس بھیجی جاتی، صاحب الزمام تذکرے سے اس کا مقابلہ کرکے بادشاہ کے ملاحظے میں اس کو پیش کرتا پھر بادشاہ کے حضور یا اس کے کسی معتمد علیہ کے سامنے اسپر مہر کی جاتی۔

مجھ سے المدائنی نے کہا، اور ان سے مَسلَمَہ بن محارب نے، کہ:— عربوں میں زیاد بن سفیان پہلا شخص تھا جس نے دیوان زمام اور مہر کے باب میں ایرانیوں کی نقل کی۔

مجھ سے المُفَضَّل الیشکری نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے ابن جابان نے کہا، اور ان سے ابن المُقَفَّع نے، کہ:— ملوکِ فارس میں سے کسی کے زمانے میں سلطنت کے ہر شعبے کے لیے الگ الگ مہریں مقرر کی گئیں، راز کے معاملات کے لیے الگ مہر تھی، خراج کے لیے الگ، اور یہ سب مہریں صاحب الزمام کے پاس رہتی تھیں۔ خاص مہروں کے سوا ایک عام مہر بھی تھی جو سجلات و اقطاعات اور ایسے ہی دوسرے پروانوں پر ثبت کی جاتی تھی۔ کبھی ایسا بھی ہو تاکہ راز کی مہر اور وہ مہریں جو رسائل پر ثبت کی جاتیں خاصانِ بارگاہ میں سے بطور امتیاز کسی کے تفویض کردی جاتیں۔

مجھ سے ابوالحسن المدائنی نے کہا، ان سے ابن جابان نے، ان سے ابن المُقَفَّع نے، کہ:— حل و ترسیل اموال کی نسبت

اعمال و نواحی سے جو رسائل آتے بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کیے جاتے اور اوّل سے آخر تک پڑھ کے سنائے جاتے' یہ مراسلات اس زمانے میں سفید رنگ کے صحیفوں پر لکھے جاتے تھے۔ صاحب خراج بادشاہ کے ملاحظے میں سال بسال مداخل و مخارج کا بیان مرتب کرکے پیش کرتا' اِس بیان میں مداخل کی مقدار' وجوہِ نفقات کی تفصیل اور سلک و بقایا درج ہوتی تھی۔ بادشاہ اس بیان کو ملاحظہ کرتا' اسپر مہر کرتا اور اس کے اجرا کی منظوری دیتا —— خسرو پرویز بادشاہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ دخل و خرج کا بیان زعفران و گلاب سے رنگے ہوئے صحیفوں پر لکھا جائے اور حمل اموال وغیرہ کے رسائل مصفر صحیفوں پر لکھے جائیں۔ اس کے دماغ کو سفید رنگ کے صحیفوں کے رائحہ سے اذیت ہوئی۔

صالح بن عبدالرحمٰن جب العراق کے خراج کا والی ہوا تو اس نے ابن المقفع کو اپنی جانب سے کُورِ دجلہ' اور بقول بعض بِہقُباذ کا عاملِ خراج مقرر کیا۔ ابن المقفع نے جب اپنے علاقے کا خراج اس کے پاس بھیجا تو زعفرانی جھلی پر اس کی تفصیل لکھی۔ صالح نے مراسلے کو دیکھ کے تبسم کیا اور کہا: میں نے اسی لیے کسی دوسرے کا تقرر پسند نہیں کیا۔ صالح نے ۴۶۵ یہ بات اس وجہ سے کہی کہ ابن المقفع عجمیوں کے رسوم و آداب سے خوب آگاہ تھا۔

ابوالحسن نے کہا مجھ سے کاتبوں میں سے ایک بڑے بوڑھے نے بیان کیا کہ ملک شام کے تمام دیوان قراطیس میں تھے۔ حمل اموال اور اسی کی مثل دیگر امور کی نسبت جو رسائل ملوک بنی امیہ کی پیش گاہ میں آتے تھے وہ قراطیس ہی پر لکھے ہوئے تھے۔ جب امیرالمومنین المنصور والی

امر ہوا تو اس نے اپنے وزیر ابوایوب الموریانی کو حکم دیا کہ حل احوال کے رسائل زرد رنگ کے صحیفوں پر لکھے جائیں، اس وقت سے یہ طریقہ جاری ہوگیا۔

نُقود

ہم سے الحسین بن الاسوَد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یحیی بن آدم نے کہا، اور ان سے حسن بن صالح نے، کہ:— عجمی مختلف اوزان کے درہم ضرب کرتے تھے، چھوٹے اور بڑے؛ بعض ایک مثقال — بیس قیراط وزن کے — بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط — نصف مثقال کے۔ جب اللہ نے اسلام کو سربلند کیا اور ادائے زکاۃ کے لیے اوسط نکالنے کی حاجت ہوئی تو بیس قیراط اور بارہ قیراط اور دس قیراط کو جمع کیا گیا۔ یہ سب بیالیس قیراط ہوئے، پھر اس کا ثلث نکالا گیا اور وہ ۱۴ قیراط تھا؛ اسی وزن کو معیار قرار دیا گیا اور اسی وزن کا سکہ مسکوک کیا گیا۔ بنا بریں عربی درہم کا وزن دینارِ عزیز کے قیراطوں کے حساب سے ۱۴ قیراط تھا۔ اس طرح دس درہموں کا وزن سات مثقال اور سات مثقال کا وزن ایکسو چالیس قیراط ہوگیا۔

الحسن بن صالح کے سوا دوسروں کا بیان ہے کہ عجمیوں کے درہموں یں بعض دس درہموں کا وزن دس مثقال، بعض دس درہموں کا وزن چھ مثقال اور بعض دس درہموں کا وزن پانچ مثقال تھا، ان سب کو جمع کیا گیا، اکیس مثقال ہوئے؛ اس کا ثلث نکالا گیا، اور وہ سات مثقال؛ پھر اسی حساب سے کہ دس درہموں کا وزن سات مثقال ہو، دراہم ضرب کیے گئے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے محمد بن عمر الاسلمی نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عثمان بن وہب بن مَوہب نے کہا، ان سے ان کے والد نے، اور ان سے عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر نے، کہ: — جاہلیت میں اہل مکہ کے پاس ہرقل کے دینار بھی آتے تھے اور ایرانیوں کے دراہم بغلیہ[1] بھی۔ عرب ان سکّوں سے وزن کے اعتبار سے تول کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ عربوں میں مثقال کا ایک معین وزن تھا جو کسی قدر کسر کے ساتھ بائیس قیراط ہوتا تھا[2]، اور دس درہموں کا وزن سات مثقال تھا — ایک رُطل بارہ اوقیہ کا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوزان کو برقرار رکھا، اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) نے بھی اپنے زمانوں میں یہی اوزان برقرار رکھے اور معاویہ نے بھی ان اوزان کو برقرار رکھا۔ لیکن عبداللہ بن الزبیر کے زمانے میں مُصعَب بن الزبیر نے کم وزن کے درہم مسکوک کیے جو بعد کو توڑ دیئے گئے۔ پھر جب عبدالملک بن مروان والیٔ امر ہوا تو اس نے اس باب میں تحقیقات کی، لوگوں سے پوچھا اور تفحص کیا، پھر الحجاج بن یوسف کو لکھا کہ وہ قراط دیناریہ کے حساب سے پندرہ قیراط کے درہم مسکوک کرائے، اور خود اس نے دمشقی دینار مسکوک کیے۔

عثمان نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں

---

[1] بغلیۂ وافیہ، جیسا کہ مصنف نے جرجان و طبرستان کے ذکر میں لکھا ہے: یعنی پورے وزن کے ایرانی درہم — ابن بطوطہ، ص ۱۶۳

[2] یعنی عربوں کے مثقال کا وزن ⅔ کی کسر سے ۲۱ ⅔ قیراط تھا۔

مدینۂ مبارکہ پہنچا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین نے اس تغیر کو ناپسند کیا۔

محمد بن سعد نے کہا: ہمارے ان درہموں میں سے ایک درہم کا وزن ہمارے مثقال کے لحاظ سے، جس کا وزن بیس قیراط قرار دیا گیا ہے، ۱۴ قیراط ہے؛ اور وزن میں اس پندرہ قیراط والے درہم کے برابر ہے جو ۲۱ ۳/۷ قیراط والے مثقال کے حساب سے بنایا گیا ہے۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے محمد بن عمر نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے اسحاق بن حازم نے کہا، اور ان سے المطلب بن السائب نے، کہ: ــــ ابو وداعۃ السہمی نے مجھے مثقال کا وزن دکھایا، میں نے اسے تولا اور اس کو عبدالملک بن مروان کے مثقال کے ہموزن پایا۔ راوی نے کہا: جاہلیت میں یہ وزن ابو وداعۃ بن ضُبَیرۃ السہمی کے پاس تھا۔ ۴۶۷

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے الواقدی نے کہا، ان سے سعید بن مسلم بن بابک نے، اور ان سے عبدالرحمن بن سابط الجُمحی نے، کہ: ــــ جاہلیت میں قریش کے جو اوزان تھے اسلام نے ان کو اسی حالت پر برقرار رکھا۔ اُس وزن کا نام جس سے قریش چاندی تولتے تھے "درہم" تھا اور جس وزن سے سونا تولتے تھے اس کا نام "دینار" تھا ــــ ان دونو اوزان میں دس اور سات کی نسبت تھی، یعنی دس درہم سات دینار کے مساوی ہوتے تھے ــــ ان کے ہاں ایک وزن "شعیرہ" تھا اور یہ درہم کا ساٹھواں حصہ تھا؛ ایک وزن اوقیہ تھا، یہ چالیس درہم کے مساوی تھا؛ ایک وزن "نشّ" تھا، یہ بیس درہم کے

مساوی تھا، ایک وزن "نواۃ" تھا، یہ پانچ درہم کے مساوی تھا، وہ انھی اوزان سے تول کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ یں قدوم فرمایا تو اِن اوزان کو اسی طرح پر برقرار رکھا۔

محمد بن سعد نے الواقدی کے حوالے سے کہا، اور انھوں نے کہا مجھ سے ربیعہ بن عثمان نے وہب بن کیسان کے حوالے سے کہا، کہ :— یں نے عبدالملک کے منقوش درہم و دینار سے قبل کے سادہ درہم و دینار دیکھے ہیں۔ وہ عبدالملک کے منقوش درہموں کے ہم وزن تھے۔

مجھ سے محمد بن سَعد نے الواقدی کے حوالے سے اور الواقدی نے عثمان بن عبداللہ بن موہَبْ کے حوالے سے اور عثمان نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا :— سعید بن المُسَیِّب سے یں نے پوچھا: سب سے اول منقوش دینار کس نے ضرب کیئے؟ بولے: عبدالملک بن مروان نے۔ خرید و فروخت یں عام طور پر دنانیر رومیہ و دراہم کسرویہ اور کسی قدر حمیریہ کا چلن تھا۔ سعید کہتے ہیں یں نے دِمشق سونا بھیجا اور میرے لیے جاہلیت کے مثقال کے ہموزن اس کے سکے ضرب کردیئے گئے۔

مجھ سے محمد بن سَعد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا، اور ان سے ان کے والد نے، کہ :— ابن الزبیر کے زمانے یں حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی پہلا شخص تھا جس نے سات (اور دس کی نسبت سے) سکے ضرب کیئے۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے محمد بن عمر نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے ابن ابی الزناد نے

کہا، اور ان سے ان کے والد نے، کہ :— پہلا شخص جس نے سونے کا سکہ ضرب کیا عبدالملک تھا۔ یہ واقعہ عام الجماعۃ سنۂ ۷۴ کا ہے۔

۴۶۸ ابوالحسن المدائنی کہتا ہے : الحجاج نے آخر سنۂ ۷۵ میں درہم ضرب کیے۔ پھر سنۂ ۷۶ میں حکم دیا کہ تمام نواحی میں درہم ضرب کیے جائیں۔

مجھ سے داؤد النّاقد نے کہا کہ میں نے اپنے مشایخ کو یہ کہتے سُنا ہے :— اہل الحیرہ میں سے (نصارائے عرب کے قبائل) عباد میں مختلف اوزان کے سکوں کا چلن تھا : ساٹھ مثقال وزن کے سو درہم، اور اسّی مثقال وزن کے سو، اور پچاس مثقال کے سو، اور سو مثقال کے سو۔"

داؤد الناقد نے کہا : میں نے ایک درہم دیکھا جس پر منقوش تھا : یہ درہم سنۂ ۷۳ میں الکوفہ میں ضرب ہوئے۔" لیکن پرکھنے والوں نے اس درہم کو باتفاق جعلی قرار دیا۔ راوی نے کہا : میں نے ایک درہم دیکھا اور ایسا درہم پھر کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔ اسپر "عبیداللہ بن زیاد" منقوش تھا۔ ناقدوں نے اس کو بھی جعلی قرار دیا۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، انھوں نے کہا مجھ سے الواقدی نے کہا۔ ان سے یحییٰ بن نعمان الغفاری نے، اور ان سے ان کے والد نے، کہ :— عبداللہ بن الزبیر کے حکم سے سنۂ ۷۰ میں مصعب نے دراہم کسرویہ کی وضع پر درہم ضرب کیے۔ اِن درہموں پر "اللہ" اور کلمات برکت منقوش تھے، الحجاج نے اپنے زمانے میں اِن درہموں کو بدل دیا۔

ہشام بن الکلبی سے مروی ہے کہ مصعب نے درہموں کے ساتھ دینار بھی ضرب کیے۔

مجھ سے داؤد الناقد نے کہا، اور انھوں نے کہا مجھ سے ابوالزبیر الناقد نے، کہ :ــــ عبدالملک نے کچھ دینار سنہ ۷۴ھ میں اور پھر سنہ ۷۵ھ میں ضرب کیے ــــ یہ بالکل ویسے ہی تھے جیسے دراہم بغلیہ ــــ ان پر (ایک جانب) "بسم اللہ، الحجاج" اور دوسری جانب سنۂ ضرب کے بعد "اللہ احد اللہ الصمد" نقش کیا۔ فقہاء نے اس کو برا سمجھا، اس لیے یہ درہم "مکروہیہ" کہلائے۔

راوی نے کہا : یہ بھی کہا گیا ہے کہ عجمیوں نے ان درہموں کو کھوٹ کی وجہ سے ناپسند کیا، اور اسی بنا پر ان کو "مکروہیہ" کہا گیا۔

اسی راوی نے کہا : سُمَیر نام ایک شخص نے ایک سکہ ضرب کیا، اس کی نسبت سے اس سکے کا نام ہی سُمَیریہ ہوگیا۔

مجھ سے عباس بن ہشام الکلبی نے کہا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عَوانہ بن الحکم نے، کہ :ــــ الحجاج نے ایرانیوں کے عمل تسکیک کی نسبت لوگوں سے پوچھا، پھر دارالضرب قائم کیا اور اس میں طبّاع جمع کیے۔ اعمال و نواحی سے جو مال اس کے پاس آتا یا خراب و مردود اور جعلی سکوں میں سے جو سونا چاندی نکالا جاتا اس سے وہ سلطان کے لیے نقود ضرب کراتا تھا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ تاجر وغیرہ اجرت دے کے درہم مسکوک کرا سکتے ہیں، اور اس اجرت کو سرکاری آمدنی قرار دیا۔ وہ اسی میں سے صناعوں و طباعوں کو اجرتیں دیتا تھا اور فاضلات کو ابواب شاہی میں داخل کرتا تھا۔ اس نے (بنظر احتیاط) ٹھپہ لگانے والوں کے ہاتوں پر مہریں لگادی تھیں۔

پھر جب یزید بن عبدالملک کی جانب سے عُمر

۴۶۹

ابن ہبیرہ العراق کا والی ہوا تو اس نے خالص چاندی استعمال کرنے کا اپنے پیشرو سے زیادہ اہتمام کیا، عمدہ اور نفیس درہم ضرب کیے اور مبادلے کے لیے زیادہ سخت قواعد بنائے۔

اس کے بعد ہشام بن عبد الملک کی جانب سے خالد ابن عبداللہ البجلی ثم القسری العراق کا والی ہوا، اس نے نقود کے معاملے میں ابن ہبیرہ سے بھی زیادہ سختی کی اور امور تسکیک کو نہایت منتظم اور محکم کر دیا۔

اس کے بعد یوسف بن عمر والی ہوا، اس نے طباعین و اصحاب عیار (صرافوں) پر بہت زیادہ سختی کی، ان کے ہاتھ کاٹے اور ان کی جلد پر داغ لگائے۔ اسی وجہ سے بنی امیہ کے بہترین سکے ہبیری و خالدی و یوسفی سمجھے جاتے تھے۔ ابوجعفر المنصور خراج میں ان کے سوا بنی امیہ کا کوئی سکہ قبول نہیں کرتا تھا۔ سابقہ دراہم کے "مکروہیہ" کہلانے کا یہی سبب ہے"۔

مجھ سے محمد بن سعد نے الواقدی کے حوالے سے اور الواقدی نے ابن ابی الزناد کے حوالے سے اور انھوں نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ: — عبدالملک بن مروان پہلا شخص تھا جس نے عام الجماعہ کے بعد سونے چاندی کے سکے ضرب کیے۔

راوی نے کہا: میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ جو کہا جاتا ہے کہ ابن مسعود کھوٹے سکوں کو توڑ دینے کا حکم دیتے تھے، اس باب میں آپ کیا کہتے ہیں؟ بولے: وہ عجمیوں کے سکے تھے جن میں وہ کھوٹ ملاتے تھے"۔

مجھ سے عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے داؤد

ابن ابی ہند نے کہا، ان سے الشعبی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے، کہ :۔۔۔ ابن مسعود کے پاس اموال میں سے کچھ بچ رہا تھا، وہ انھوں نے بنقصان فروخت کردیا۔ عمر ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے انھیں ایسا کرنے سے روکا، وہ رک گئے، جو کچھ ان کے پاس خرچ ہونے سے بچ رہتا لوگوں کو قرض دیدیتے تھے"۔

مجھ سے محمد بن سعد نے کہا، ان سے الواقدی نے، اور ان سے قدامہ بن موسٰی نے، کہ :۔۔۔ عمر و عثمان (رضی اللہ عنہما) بیت المال میں کھوٹے سکے پاتے تو ان میں سے کھوٹ نکلوا کے ان کو خالص چاندی کا بنادیتے تھے"۔

مجھ سے الولید بن صالح نے الواقدی کے حوالے سے کہا، اور الواقدی نے ابن ابی الزناد کے حوالے سے، اور انھوں نے اپنے والد کے حوالے سے، کہ :۔۔۔ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک شخص لایا گیا، وہ سکہ ضرب کرتا تھا، انھوں نے اس کو سزا دی، قید کیا، اور اس کا سانچہ نے کے آگ میں ڈالدیا"۔

مجھ سے محمد بن سعد نے الواقدی کے حوالے سے بیان کیا، الواقدی نے کثیر بن زید کے حوالے سے، اور کثیر نے المطلب بن عبداللہ بن حنطب کے حوالے سے، کہ :۔۔۔ عبدالملک ابن مروان نے ایک شخص کو ماخوذ کیا، وہ سکہ ضرب کرتا تھا، ۴۷۰ اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا، پھر یہ رائے بدلدی اور اس کو سزا دی۔ المطلب نے کہا : مدینۂ مبارکہ میں ہمارے جو شیوخ تھے انھوں نے اِس فعل پر عبدالملک کی تحسین و ستائش کی۔

الواقدی نے کہا : ایسے شخص کے حق میں جو خاتم خلافت

کی شکل مہر بنائے، ہمارے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ اس کی تادیب و تشہیر میں مبالغہ کیا جائے۔ لیکن ان کی رائے ہاتھ کاٹنے کی نہیں ہے۔ اور یہی رائے (امام) ابوحنیفہ اور سفیان الثوری کی ہے۔ (امام) مالک اور ابن ابی ذئب اور ان دونو کے اصحاب کہتے ہیں کہ ہم ایسے درہم کو کاٹنا مکروہ سمجھتے ہیں جو خالص اور پورے وزن کا ہو۔ اور اِس فعل سے اس لیے روکتے ہیں کہ یہ ایک طرح کا فساد ہے۔ لیکن سفیان الثوری اور (امام) ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر اسلام اور مسلمانوں کے لیے اس کو کاٹنے میں نقصان اور مضرت نہو تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔

مجھ سے عمرو الناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے اسمٰعیل ابن ابراہیم نے کہا، ان سے ابن عون نے، اور ان سے ابن سیرین نے، کہ:— مروان بن الحکم نے ایک شخص کو قطع دراہم کے الزام میں ماخوذ کیا، اور اس کا ہاتھ کاٹا۔ یزید ابن ثابت کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے کہا: اس نے ٹھیک سزا دی۔ اسمٰعیل نے کہا: یہ فارسی درہم تھے۔"

محمد بن سعد اور الواقدی نے کہا: مدینۂ مبارکہ کے عامل، ابان عثمان درہم کاٹنے والے کو تیس ضرب کی سزا دیتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے؛ اور ہمارے نزدیک درہم کاٹنے اور اس میں کھوٹ ملانے والے کی یہی سزا ہے۔"

مجھ سے محمد نے الواقدی کے حوالے سے کہا اور الواقدی نے صالح بن جعفر کے حوالے سے، کہ:— ابن کعب نے آیۂ کریمہ اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِی اَمْوالِنا مَا نَشاءُ (۱۱: ۸۹) کے باب میں کہا کہ اس کا اطلاق قطع دراہم پر ہوتا ہے۔

ہم سے محمد بن خالد بن عبداللہ نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا، اور ان سے یحیٰی بن سعید نے، کہ :— ابن المسیّب سے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو درہم کاٹتا تھا۔ بولے : وہ زمین پر فساد برپا کرنے والوں میں سے ہے۔

ہم سے عمروالناقد نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے یونس بن عبید نے کہا، اور ان سے الحسن نے، کہ :— لوگ زمانۂ کفر میں درہموں کے قدردان تھے اس لیے انھوں نے ان کو اچھا اور خالص رکھا۔ لیکن ہم نے ان میں کھوٹ ملا لی اور ان کو بگاڑ دیا۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے تو اونٹ کی کھال کے درہم بنوانے کا ارادہ کیا تھا، اس پر ان سے کہا گیا کہ اس طرح تو اونٹ کا ایک بچہ بھی باقی نہ رہے گا؛ یہ سن کے انھوں نے ارادہ ترک کر دیا۔

خَطّ

مجھ سے عباس بن ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا، انھوں نے اپنے دادا اور الشرقی بن القطامی کے حوالے سے، کہ: — قبیلۂ طے میں سے تین آدمی — مُرامِر بن مُرّہ، اَسْلَم بن سِدرہ، عامر بن جَدَرہ — بَقّہ میں جمع ہوئے اور رسم خط وضع کیا۔ انھوں نے ہجاء عربی کو ہجاءِ سُریانی پر قیاس کیا۔ ان سے یہ فن بعض اہل الانبار نے سیکھا اور اہل الانبار سے اہل الحیرہ نے حاصل کیا۔ اکیدر بن عبدالملک بن عبدالجن الکندی ثم السکونی صاحب دَوْمتہ الجَندل کا بھائی بشر بن عبدالملک، کہ نصرانی تھا، الحیرہ کے رہا کرتا تھا۔ اس نے اہل الحیرہ سے عربی خط سیکھا۔ وہ اپنے کسی کام سے مکہ آیا، یہاں سفیان بن اُمیّہ بن عبدشمس اور ابوقیس بن عبد مناف بن زُہرہ بن کلاب نے اس کو لکھتے دیکھا۔ دونو نے اس سے خواہش کی کہ وہ انھیں خط سکھادے۔ اس نے پہلے ہجاء سے آگاہ کیا پھر رسم خط بتایا اور وہ لکھنے لگے۔ اس کے بعد بشر اور سفیان اور ابوقیس بسلسلۂ تجارت الطائف گئے، وہاں غیلان بن سلمۃ الثقفی سے ان کی صحبت رہی اور اس نے ان لوگوں سے رسم خط سیکھ لیا، بشر ان لوگوں سے جدا ہو کے دیار مُضر چلا گیا، وہاں عمرو بن زُرارہ بن عدس نے

اس سے یہ فن حاصل کیا اور عمرو الکاتب کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کے بعد بشر ارض شام کی طرف گیا اور وہاں بھی لوگوں نے اس سے یہ فن سیکھا۔ اسی طرح بنی طے کے ان تینوں اہل قلم سے قبیلۂ طابخۃ کلب کے ایک شخص نے رسم خط سیکھا، اس نے اہل وادی القریٰ میں سے ایک شخص کو سکھایا، وہ پھرتا پھراتا وادی میں آیا اور مقیم ہوگیا، اور اہل وادی میں سے ایک قوم کو خط سکھایا۔

مجھ سے الولید بن صالح اور محمد بن سَعد نے کہا، ان دونو نے کہا ہم سے محمد بن عُمر الواقدی نے کہا، اس سے خالد بن الیاس نے، اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم العَدَوی نے، کہ :—— جب اسلام آیا قریش میں سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے : عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب، عثمان بن عفّان، ابوعبیدہ بن الجرّاح، طلحہ، یزید بن ابی سفیان، ابوحُذَیفَہ بن عُتبَہ ابن رَبِیعَہ، حاطب بن عمرو برادر سُہیل بن عمرو العامری، ابوسَلَمہ بن عبد الاسد المخزومی، ابان بن سعید ابن العاصی بن اُمیہ اور ان کے بھائی خالد بن سعید، عبداللہ ابن سَعد بن ابی سَرح العامری، حُوَیطِب بن عبدالعُزیٰ العامری، ابوسفیان بن حرب بن اُمیّہ، معاویہ بن ابی سفیان، جُہَیم بن الصلت ابن مخرمۃ بن المطلب بن عبد مناف، اور حلفاء قریش میں سے العلاء بن الحضرمی۔ ۴۷۳

مجھ سے بکر بن الہیثم نے کہا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا، ان سے مَعمَر نے، ان سے الزُہری نے اور ان سے عبیداللہ بن عقبہ نے، کہ :—— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الشفاء بنت عبداللہ العَدَویہ سے، کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے گھرانے سے تھیں، فرمایا : کیا تو حفصہ کو

گرمی دانوں کا منتر نہیں سکھاتی جس طرح تو نے اسے کتابت سکھائی ہے[1]۔ الشفاء جاہلیت میں لکھنا جانتی تھیں۔

مجھ سے الولید بن صالح نے کہا، ان سے الواقدی نے کہا، الواقدی سے اسامہ بن زید نے، اور ان سے عبدالرحمٰن بن سعد نے، کہ: — ام المومنین حفصہ (رضی اللہ عنہا) لکھنا جانتی تھیں۔

مجھ سے الولید نے کہا، ان سے الواقدی نے، الواقدی سے ابن ابی سَبْرَہ نے، ان سے عَلْقَمَہ بن ابی عَلْقَمَہ نے، اور ان سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے، کہ: — ام کلثوم بنت عقبہ لکھنا جانتی تھیں۔

مجھ سے الولید نے کہا، ان سے الواقدی نے، الواقدی سے فَرْوَہ نے، اور ان سے عائشہ بنت سَعْد نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے لکھنا سکھایا۔

مجھ سے الولید نے کہا، اس سے الواقدی نے، اور الواقدی سے موسیٰ بن یعقوب نے، کہ: — میری پھپی نے

---

[1] حدیث میں ہے: عَلِّمِی حَفْصَةَ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ

رُقیہ: منتر، افسوں۔ زمخشری نے لکھا ہے: نَمْلَۃ: وہ دانے جو پہلو میں نکلتے ہیں اور صفراوی دانے کہ وہ بھی چیونٹیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے اور منتشر ہوتے ہیں؛ اور نُملہ — بالضم — چغلی اور افساد بین الناس۔ الفائق، ج ۲، ص ۵۸۴)

ابن سیرین کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوں اور منتر کو منع فرمایا، سوا تین منتروں کے: گرمی دانوں کا منتر، بچھو کاٹے کا منتر، مرض ذباب کا منتر، جوہری نے لکھا ہے: پہلو میں جو چھوٹے چھوٹے دانے نکلتے ہیں ان کو نَمْل کہتے ہیں۔ ان کے اطراف کسی قدر ورم ہوتا ہے اور یہ پھیل کر زخم میں تبدیل ہوجاتے ہیں، مطلب اسی تبدیل شدہ حالت کو ذباب کہتے ہیں۔

بیان کیا کہ ان کی والدہ کریمہ بنت مقداد لکھنا جانتی تھیں۔

مجھ سے الولید نے کہا، اس سے الواقدی نے، اس سے ابن ابی سَبَرَہ نے، اس سے ابن عَون نے، اور اس سے ابن مُباح نے، کہ :—— ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) قرآن پڑھتی تھیں مگر لکھنا نہیں جانتی تھیں۔

مجھ سے الولید نے کہا، اس سے الواقدی نے، اس سے عبداللہ بن یزید الھذلی نے، اور اس سے سالم بن سَبلان نے، کہ :—— ام سَلَمَہ (رضی اللہ عنہا) پڑھنا جانتی تھیں مگر لکھنا نہیں جانتی تھیں۔

مجھ سے الولید اور محمد بن سَعد نے کہا، ان دونوں سے الواقدی نے، اور الواقدی سے اس کے شیوخ نے، کہ :—— مدینۂ مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم فرمانے کے بعد سب سے اول جس نے پیشگاہ نبوی میں کتابت کی خدمت انجام دی وہ اُبی بن کعب الانصاری تھے، اور وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے ہر نوشتہ کے آخر میں "کتب فلان" لکھا۔ اُبیؓ حاضر نہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن ثابت الانصاری کو طلب فرماتے اور وہ یہ خدمت بجالاتے۔ یہی دونوں بزرگ —— اُبیؓ اور زید خدمت نبوی میں کتابت وحی کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے جس کسی کو کچھ لکھواتے یا کسی کو جاگیر یا وظیفہ یا اس کے عمل کا اجر عطا فرماتے تو انھی دونو میں سے کوئی ایک فرمان نبوی کی کتابت کرتا تھا۔

۴۷۳

الواقدی کہتا ہے : قریش میں سے پہلا شخص جس نے پیشگاہ نبوی میں کتابت کی خدمت انجام دی، عبداللہ بن ابی سَرح تھا، پھر عبداللہ مرتد ہو کے مکہ چلا گیا اور قریش سے

کہا: میں ویسا ہی کلام پیش کرسکتا ہوں جیسا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو املا فرماتے الظالمین اور وہ الکافرین لکھتا، فرماتے سمیع علیم اور وہ غفور الرحیم لکھتا، اسی کی مثل وہ وحی میں تحریف میں کیا کرتا تھا حتی کہ اللہ تعالی نے آپ کو اس سے باخبر کیا: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ، وَمَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ (۶: ۹۳. اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ افترا کیا، یا کہا کہ میری جانب وحی کی گئی ہے، حال آنکہ اسپر کچھ بھی وحی نہیں کیا گیا؛ اور جس نے کہا کہ میں اللہ کی نازل کردہ (آیات) کی مثل اتار سکتا ہوں) فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (حضرت) عثمان نے اس کے حق میں شفاعت کی، اور عرض کی کہ وہ میرا رضاعی بھائی ہے اور اسلام لے آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دینے کا حکم دیا، اور (حضرت) عثمان نے اپنے زمانے میں اس کو مصر کا والی مقرر کیا۔

ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی پیشگاہ رسالت میں کتابت کی خدمت انجام دی ہے، اور وہ یہ ہیں: عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) شُرَحبِیل بن حَسَنَۃ الطابخی کہ قریش کے حلیف قبیلۂ خِندِف سے اور بقول بعض کِندہ سے تھے ـــ اور جُہَیم ابن الصَّلت بن مَخرَمَہ، خالد بن سَعید، اَبان بن سَعید بن العاصی؛ اور العلاء بن الحضرمی نے بھی پیشگاہِ رسالت میں کتابت کی خدمت انجام دی ہے۔

عام الفتح میں اسلام لانے کے بعد معاویہ نے بھی یہ خدمت انجام دی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلب فرمایا۔ کھانا کھا رہے تھے، حاضر ہونے میں تاخیر ہوئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس کا شکم کبھی نہ بھرے،
معاویہ کہتے تھے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا
میرا وہی حال ہوگیا۔" وہ اکثر دن بھر میں سات سات دفعہ
کھاتے تھے، کبھی اس سے بھی زیادہ کھاتے اور کبھی کچھ کمی
ہو جاتی۔

الواقدی وغیرہ کہتے ہیں : حضور نبوی میں قبیلۂ تمیم کے
حنظلہ بن ربیع بن ریاح الاُسیدی نے بھی ایک بار خدمت انجام
دی اور اِس شرف کی بنا پر وہ حنظلۃ الکاتب کے نام
سے معروف ہوئے۔

الواقدی کہتا ہے : اوس و خزرج میں عربی لکھنے والے
بہت کم تھے، یہود میں سے کسی نے انھیں عربی کتابت سکھائی،
اسلام سے قبل اہل المدینہ کے بچے یہ فن سیکھتے تھے۔ جب
اسلام آیا تو اوس و خزرج میں متعدد لکھنے والے تھے۔ سعد
ابن عبادہ بن دلیم، منذر بن عمرو، اُبی بن کعب، زید ۴۷۴
ابن ثابت —— یہ عربی و عبرانی دونو زبانوں میں لکھتے تھے ——
رافع بن مالک، اسید بن حضیر، معن بن عدی البلوی
حلیف انصار، بشیر بن سعد، سعد بن ربیع، اوس بن خولی
اور عبد اللہ بن اُبیّ المنافق۔ ان میں رافع بن مالک،
اور سعد بن عبادہ اور اُسید بن حضیر اور عبداللہ بن اُبی
اور اوس بن خولی کامل تھے، یعنے کتابت کے ساتھ تیراندازی
اور شناوری بھی جانتے تھے۔ اہل یثرب میں جن لوگوں نے
جاہلیت میں یہ تینوں چیزیں جمع کیں وہ سوید بن الصامت
اور حضیر الکتائب۔

الواقدی کہتا ہے : اہل الحیرہ میں سے جُفَینَۃ العبادی ہر
—— کہ نصرانی تھا اور سعد بن ابی وقاص کا رضاعی باپ

تھا ـــــ عبیداللہ بن عمر نے اپنے والد کے قتل میں ابو لؤلؤہ کی اعانت کا الزام لگایا اور اس کو اور اس کے دو بیٹوں کو قتل کردیا۔

ہم سے اسحٰق بن ابی اسرائیل نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے خارجہ بن زید نے، کہ: ـــــ میرے والد زید بن ثابت نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے یہود کی کتابت سیکھوں اور فرمایا: "مجھے یہود پر بھروسا نہیں۔ میرے نوشتے ان کی تحریف سے محفوظ نہیں رہ سکتے" نصف ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے ان کی کتابت سیکھ لی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہود کو نامے لکھتا اور ان کے جواب پڑھ کے سناتا تھا۔

تمت

فتوح البلدان

ضمیمہ

فہارس

۱ - قبائل و اسماء الرجال

۲ - اسماء رواۃ و فقہاء

۳ - اسماء مواضع و امم

ان فہرستوں میں جن صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ متن (طبع لیدن) کے

صفحات ہیں جو حاشیہ پر درج ہوئے ہیں۔

فہرس قبائل و اسماء رجال

الف

ب

ت

ث

ج

ح

خ

د

ذ

ر

ز

س

ش

ض

ط

ظ

ع

غ

ف

ق

ک

ل

م

ن

ی

فہرس اسماء الرواۃ والفقہاء

ا

ب

ت

ث

ج

ح

ز

س

ض

ط

ع

ک

ل

م

ن

و

ہ

ی

فہرس اسماء مواضع وامم

ا

ت

ث

ج

ح

خ

د

ذ

ر

ش

ص

ظ

ع

غ

ف

ک

ل

م

و

ہ

ی